سوال عوام کے
جواب امام علیہ السلام کے

لوگوں کے سوالات اور امام علی رضا علیہ السلام کے جوابات

حصہ دوم / جلد اول

تالیف: حجۃ الاسلام علامہ احمد قاضی زاہدی گلپایگانی

سوال عوام کے اور جواب امامؑ کے

حصہ دوم جلد اول

لوگوں کے سوالات اور امام علی رضا علیہ السلام کے جوابات

مؤلف

حجۃ الاسلام علامہ احمد قاضی زاہدی گلپایگانی

مترجم

حجۃ الاسلام مولانا آزاد حسین نزیل

حوزہ علمیہ مشہد مقدس، ایران

نظر ثانی

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور۔ فون: 35425372

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

حصہ دہم جلد اول

کتاب : سوال عوام کے جواب امام (ع) کے

مؤلف : حجۃ الاسلام علامہ احمد قاضی زاہدی گلپائیگانی

مترجم : حجۃ الاسلام مولانا آزاد حسین نزیل

نظر ثانی : حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

پروف ریڈنگ : شیر محمد عابد مولائی، چودھری محمد عمران حیدر جعفری

فنی معاونت : زہراء بتول جعفری، محدثہ بتول جعفری

اشاعت : جون 2011ء

ہدیہ : [redacted] روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

فون: 042-37225252 ، 0301-4575120

سوال عوام کے
اور
جواب امامؑ کے

لوگوں کے سوالات اور
امام علی رضا علیہ السلام کے جوابات

بسم الله الرحمن الرحيم

ترتیب

● علم ● معرفت ● اسلام اور ● ایمان	16
حضرت امام رضاؑ کا علم	17
بسم اللہ کہنے کا مطلب کیا ہے؟	18
حقیقتِ ایمان کی وضاحت	19
انبیائے کرام کی شناخت کیوں واجب ہے؟	19
کیا معرفت اکتسابی ہے؟	20
کیا لوگ معرفت پر قادر ہیں؟	21
ایمان کے بارے میں سوال	22
ایمان کیا ہے اور اسلام کیا ہے؟	24
اسلام واقعی کیا ہے؟	25

فصل دوئم

وحدانیت کا اقرار کیوں واجب ہے؟	37
بندوں پر اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنا کیوں واجب ہے؟	38
اللہ تعالیٰ کا وجوبِ اقرار کیا ہے؟	40
دیدارِ رب ذوالجلال اور اہلِ بہشت	41
کیا خدا کی وحدانیت بشر کے مانند ہے؟	46
کیا اللہ تعالیٰ بندوں کو اس پر مکلف کرتا ہے، جو ان کی قدرت میں نہیں ہوتا؟	50

- کیا خداوند عالم اس چیز سے آگاہ ہے جو موجود نہیں ہے؟ 51
- کیا اللہ جل جلالہ شے ہے؟ 52
- حضرت موسیٰ کی خدا سے گفتگو کی کیفیت کے بارے میں سوال 54
- توحید کیا ہے؟ 55
- کیا خدا تعالیٰ قابلِ توصیف ہے؟ 57
- صفاتِ خدا کے متعلق سوال 58
- کیا خدا کو شے کہا جا سکتا ہے؟ 59
- کلامِ خداوند کے بارے میں سوال 59
- پہلا موجود کون ہے اور اس نے کیا پیدا کیا؟ 61
- کیا توحید خدا اس کی ذات کے وسیلہ سے ہے یا اوصاف کے ذریعہ سے؟ 73
- کائنات کی ہر شے کا خالق اللہ ہے 78
- کیا ہم جبر یا تشبیہ کے قائل ہیں؟ 84
- بداء اور صفاتِ خدا کے بارے میں سوالات 87
- عقائد کے بارے میں سوالات 103
- قرآن، اعتقاد و ایمان 125
- کیا اللہ تعالیٰ مخلوق کو خلق کرنے سے قبل اپنے آپ سے آگاہ تھا؟ 137
- اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایک سوال 138
- صفاتِ خدا کے بارے میں تین سوالات 140
- خدا کیسا اور کس جگہ پر ہے؟ 141
- توحید کے بارے میں سوال 144
- خدا کو دیکھنے کے بارے میں سوال 145

- ✿ صفاتِ خدا کیا ہیں؟ 148
- ✿ افعالِ خدا کے بارے میں 148
- ✿ شاء اللّٰہ، آبَادَ، قدر اور قضا کا معنی کیا ہے؟ 151
- ✿ کیا خداوند متعال نے اشیا کو اپنی قدرت سے خلق کیا ہے؟ 152
- ✿ صفاتِ خدا کے بارے میں 153
- ✿ ارادۂ خالق اور ارادۂ مخلوق کے درمیان کیا ہے؟ 154

فصل سوئم

- ✿ نبوتِ عامہ 156
- ✿ کیا انبیائے الٰہی معصوم ہیں؟ 157
- ✿ چند اعتقادی سبہات 184
- ✿ خدا نے انبیا کو کیوں مختلف معجزات دے کر بھیجا؟ 232
- ✿ انبیا معصوم ہیں 234
- ✿ اُولوالعزم انبیا کو اُولی العزم کیوں کہا گیا؟ 244

فصل چہارم

- ✿ نبوتِ خاصہ 246
- ✿ رسولِ اکرمؐ کو ابوالقاسم کیوں کہتے ہیں؟ 247
- ✿ رسولِ اکرمؐ کی قبر کے سامنے کھڑے ہو کر کیسے سلام کریں؟ 249

فصل پنجم

- ✿ امامت وخلافتِ پیغمبرؐ کے بارے میں 252
- ✿ لوگ امیرالمومنین علی علیہ السلام سے رُوگردان کیوں ہوئے؟ 253

مسئلہ امامت کے بارے میں بحث و مناظرہ 254

امامت، رجعت اور تناسخ کے متعلق اہم سوالات 257

فصل ششم

ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں 268

کیا علت ہے کہ امام رضاؑ مختلف زبانوں کو جانتے تھے؟ 269

رسولؐ، نبیؑ اور امامؑ کے درمیان کیا فرق ہے؟ 270

آیہ شریفہ انا عرضنا کے معنی کیا ہیں؟ 271

آیہ شریفہ ثم اورثنا الکتاب اور اس کی شرح 271

امامت صرف امام حسین علیہ السلام کی نسل سے کیوں ہے؟ 308

کیا امامؑ کو امامؑ کے سوا کوئی اور غسل دیتا ہے؟ 308

امیر المومنینؑ نے کیوں ۲۵ سال تک جنگ نہیں کی؟ 309

کیا آئمہ علیہم السلام کا یہ دعویٰ ہے کہ لوگ ان کے بندے ہیں؟ 310

اللہ تعالیٰ نے کیوں لوگوں کے لیے اُولی الامر قرار دیا......؟ 313

دو اماموں کا ایک زمانے میں امامت کرنا کیوں ممکن نہیں؟ 315

خاندانِ اہلِ بیتؑ میں سے امامت کے منکر کے دو گناہ ہیں 318

امام کا خاندانِ رسولؐ سے ہونا کیوں ضروری ہے؟ 318

اوصیائے خدا کا علم 320

مامون نے پوچھا کہ میں کہاں مروں گا؟ 321

ولی عہدی قبول کرنے کی علت کے بارے میں سوال 323

آپ کے بعد امامؑ کون ہے؟ 324

کیا آپؑ کے چچا اور ماموں امام ہوں گے؟ 325

- آپؑ کے بعد امام کون ہے؟ 326
- امام رضاؑ نے ولایت عہدی کو کیوں قبول کیا؟ 327
- امام رضاؑ کی جانب سے اعلانِ امامت کا سبب کیا ہے؟ 328
- امامؑ کب اور کیسے سمجھتا ہے کہ امامؑ ہے؟ 329
- حضرت امام رضاؑ کے بعد امام کون ہے؟ 330
- کس چیز نے امام رضاؑ کو ولی عہدی قبول کرنے پر مجبور کیا؟ 331
- آپؑ کے بعد امام کون ہے؟ 331
- وہ ستون کیا ہے، جس کے بارے میں لوگ گفتگو کرتے ہیں؟ 332
- آپؑ کے بعد امام کون ہے؟ 333

فصل ہفتم

- حضرت امام رضاؑ کی امامت کے بارے میں 336
- کیا آپؑ کے والدِ گرامی موسیٰ بن جعفرؑ زندہ ہیں؟ 337
- کیا ان لوگوں کو زکوۃ دینا جائز ہے جو معتقد ہیں کہ آپؑ کے والد زندہ ہیں؟ 337
- امام رضاؑ اور سندھی زبان 338
- واقفیوں کے بارے میں سوال 339
- حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو غسل کس نے دیا؟ 340
- واقفی حالتِ کفر میں دنیا سے جائیں گے 341
- آپؑ امام برحق تھے 342
- ابن ابی سعید کا امام رضاؑ سے ان کی امامت سے متعلق سوال 344
- آپؑ نے اپنی امامت کا اعلان کیوں کیا؟ 346
- واقفیوں کا امامت کے بارے میں سوال 346

- حضرت امام رضا علیہ السلام سے امامت کے بارے میں سوال 349
- آپؑ کیسے امامؑ ہیں جب کہ آپؑ کا کوئی بیٹا نہیں ہے! 351
- امام رضا علیہ السلام کی امامت پر کیا دلیل ہے؟ 351
- ایک واقفی مذہب کا سوال 353
- حضرت امام رضاؑ کی امامت سے متعلق سوالات 354
- حضرت امام رضاؑ کے بعد امام کون؟ 362
- اتنی عمر کے باوجود آپؑ کا بیٹا کیوں نہیں ہے؟ 363
- آپؑ کے بعد عہدۂ امامت پر کون ہے؟ 364
- اس زمانے کا امام کون؟ 366
- آپؑ ہمارے لیے کوئی حدیث بیان نہ فرمائیں گے؟ 367

✿✿✿

maablib.org

عرضِ ناشر

دینِ مُبین اسلام کو دیگر ادیانِ عالم پر کئی پہلوؤں اور کئی حوالوں سے فضیلت و برتری حاصل ہے۔ ان مختلف پہلوؤں اور حوالوں میں سے ایک نمایاں پہلو اور روشن حوالہ مرد و زن کو تعلیم و تعلّم کی ترغیب و تشویق دلانا بھی ہے۔ تحصیلِ علم اور کسبِ دانش سے فہم و ادراک میں اضافہ ہوتا ہے اور انسان اس کے ذریعے ذہنی و روحانی اوجِ کمال تک پہنچتا ہے۔ قرآنِ مجید نے بارہا حضرتِ انسان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی ہے۔

سورۂ زمر، آیت ۹ میں ارشادِ رب العزت ہوتا ہے:

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ○

"کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں"؟

یقیناً عالم اور جاہل ہرگز برابر نہیں ہو سکتے، چنانچہ رسولِ اسلامؐ اور آئمہ اطہار علیہم السلام نے فروغِ علم اور ترسیلِ آگہی کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا، یہاں تک کہ ان ہستیوں کی پوری پوری زندگیاں علم کی ترویج اور شعور کی ترغیب میں گزر گئیں۔ ختمی مرتبت کا ارشاد عالم تاب ہے:

"ہر مسلمان مرد و زن پر لازم ہے کہ وہ علم حاصل کرے"۔

امیر المومنین علیہ السلام کا فرمانِ عالی شان ہے:

"علم ایک ایسا خزینہ ہے جسے کوئی چرا نہیں سکتا، اور یہ ایسا گنجینہ ہے جو خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا بلکہ مزید بڑھتا چلا جاتا ہے

(مفہوماً) الغرض آیاتِ قرآنی اور روایاتِ الہامی سے نیز سیرتِ پیغمبرؐ اور کردار آئمہ اطہارؑ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ انھوں نے اپنے اپنے دورِ رہبری میں علم و دانش کی بھرپور اشاعت کی اور جاہلیت و جہالت کے خلاف مسلسل جہاد کیا"۔

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

"اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر سے سوال کرو"۔ (سورۂ نحل، آیہ ۴۳)

مگر افسوس صد افسوس اہلِ دنیا نے شہرِ علم کے ان ابوابِ عصمت کی طرف بہت کم رجوع کیا، بلکہ ان کے مقابلے میں نام نہاد علمی مگر درحقیقت جاہلی دروازے کھولنے کی کوشش کی۔ حالانکہ فضائے دہر میں سلونی سلونی کی صدا کی بازگشت گونجتی رہی ـــــ علم و دانش کے یہ خزینے آج بھی بند پڑے ہیں۔ ان کی کلید پُرسش (پوچھنا اور سوال کرنا) ہے۔ ہاتفِ غیبی کی ندا آرہی ہے: خداوند متعال تم پر رحمت کے دروازے وا کرے، سوال کرو۔ یہ ایک ایسی راہ گزر ہے جس سے ثواب ہی ثواب ملتا ہے۔ سوال کرنے والے، جواب دینے والے اور سننے والے کے لیے اجرِ کثیر اور انعامِ جزیل ہے۔

اسلام نے سوال کرنے اور جواب دینے کی تشویق کی ہے اور ایسا بابِ علم کھولا ہے جو طولِ تاریخ میں کبھی بند نہیں ہوا۔ رسولِ معظمؐ اور آئمہ مکرمؑ کے اُدوار میں علمی محفلیں سجتی رہیں، لوگ بابِ عصمت پر آتے رہے، دامنِ طلب پھیلاتے رہے اور علم کی خیرات پاتے رہے۔ نتیجتاً ہزاروں لاکھوں سوالات فقہ، عقائد، تفسیر، اخلاقیات، ادبیات، اصول، فلسفہ، قیامت، برزخ وغیرہم کے متعلق جوابات سے مزین ہوئے اور ہمارے علمی اسلاف اور عمائدین کے توسط سے ترتیب پاکر نورانی خزائن کی صورت اختیار کر گئے اور آج بھی دعوت فکر و نظر دے رہے ہیں۔

لاریب سوال کرنے سے انسان کی جہالت دُور ہوتی ہے، تشکیک کا خاتمہ ہوتا ہے اور جاننے کی لیاقت و صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ سوال کرنے والے کے لیے کسی خاص ذہنی استعداد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ جواب دینے والے کے لیے لازم ہے کہ وہ جوابِ سوال پر عبور رکھتا ہو۔ مبرہن اور مسکت جواب دینے پر قادر ہو اور سائل کی تشفی و تسلی کر سکے۔

تاریخ شاہد ہے کہ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ عصمتؑ کے بہت سے اصحابِ باصفا اور پیروانِ باوفا معارف و علوم کے ان بحورِ عصمت میں غوطہ زن رہے اور عقل و دانش کے ان بے کراں اور عمیق سمندروں سے متمسک رہ کر اپنی پیاس بجھاتے اور سیرابی کا سامان کرتے رہے۔

اپنے مجیب و نجیب رہبروں کے ان سائلوں اور دریوزہ گروں نے اُن کے فیضانِ علمی کی جان سے بڑھ کر حفاظت کی۔ اس اہتمامِ حفاظت اور حُسنِ نیابت کی غالب وجہ یہ تھی کہ آئمہ اثنا عشر تین سو سال (یعنی غیبتِ صغریٰ) تک جو علمی گتھیاں سلجھاتے رہے، ساتھ ساتھ اپنے اصحاب و احباب کو اُن کی ترتیب و تالیف کی طرف بھی شدت سے مائل کرتے رہے۔ مثلاً صادقِ آلِ عباؑ نے اپنے پیروؤں کو تاکید فرمائی:

"اپنے ورثۂ علمی کی حفاظت کرو، کیوں کہ تمھیں ان کی ضرورت پڑتی رہے گی"۔

چنانچہ ہم پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اپنے علمی ورثہ کو نسلِ حاضر اور عزیزانِ فردا تک ایک امانت سمجھ کر پہنچائیں، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہر اپنا پرایا اس سے استفادہ کرے اور ہر کس و ناکس کے دل میں عظمتِ معصومینؑ اور رفعتِ مکتبِ تشیع پیدا ہو۔ علمی ترقی کے اس زمانے میں آئمہ اہلِ بیتؑ کے ورثۂ علمی سے استفادہ

اور بھی ضروری ہے۔ ہمیں چاہیے کہ تہذیبِ اسلامی اور فرہنگ اہلِ بیت کو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر نہایت احسن طریقے اور عمدہ سلیقے سے پیش کریں۔

ہمارے علمی اثاثوں کا پبلک لائبریریوں اور ملکی و بین الاقوامی کالجوں، یونی ورسٹیوں میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ ان صالح تعلیمات کے ذریعے ہم الیکٹرانک میڈیا پر پھیلائی جانے والی عریاں تہذیب کا سدِّ باب کر سکتے ہیں۔ اس مقصدِ رفیع کے لیے علمی، قلمی اور ابلاغی جہاد کی ضرورت ہے۔ مشہور مغربی فلسفی برٹینڈرسل نے کہا تھا:

> ''اگر آج علیؑ زندہ ہوتے تو کوفہ کی مسجد مغربی محققین اور دانشوروں سے پُر ہوتی۔ وہ علی علیہ السلام پر سوالوں کی بارش کرتے مگر آپ انھیں دم لینے کی فرصت نہ دیتے''۔

اثنا عشری امامی حکما، دانش وروں اور محققوں نے جو مذکورہ تین صدیاں آئمہ معصومینؑ سے علمی استفادہ کیا اور اُسے محفوظ کیا، اُسے پڑھ کر آج مشرق و مغرب کے بہت سے عالمی دانش وروں کی زبانوں پر حضرت علیؑ اور امام جعفر صادقؑ کے حکمت و معرفت سے لبریز اقوال و ارشادات ہیں۔

ہم خداوند متعال کا لاکھ لاکھ شکر بجا لاتے ہیں کہ اُس نے اپنے خصوصی فضل و کرم سے ہمیں یہ توفیق ارزانی فرمائی کہ ہم ایران کے معروف دانش ور حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے حاج شیخ احمد قاضی زاہدی گلپایگانی مدظلہ العالی کی کتابِ مستطاب ''أَسْئِلَةُ النَّاس وَأَجْوِبَةُ المَعْصُومِين'' کا اُردو میں ترجمہ کروا کر اسے جزواً جزواً شائع کر رہے ہیں۔

زیرِ نظر جلد سے پیش تر ''سوال عوام کے اور جواب امامؑ کے'' کے عنوان سے اوّلاً امام محمد باقر علیہ السلام، ثانیاً امام علی علیہ السلام اور ثالثاً حسنین شریفین علیہم السلام کے جوابات پر مبنی چار جلدیں شائع کر چکے ہیں۔

''سوال عوام کے جواب بنتِ رسولؐ اسلام'' کے یعنی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کا حصّہ اور ''سوال عوام کے جواب رسولؐ اسلام کے'' بھی زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر دادِ تحسین پا چکے ہیں۔

زیرِ نظر حصّہ حضرت امام رضاعلیہ السلام کے جوابات دو حصوں پر مشتمل ہے۔ اس کا ترجمہ ہمارے عزیز دوست حجۃ الاسلام مولانا آزاد حسین مشہدی نے کیا ہے جنھوں نے یہ کارِ خیر نہایت جاں فشانی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے۔ خالق لوح و قلم اُن کی توفیقاتِ خیر میں مزید اضافہ فرمائے۔

اللہ رب العزت سے التجا ہے کہ ہم سب (بشمول برادر مظہر عباس چودھری) کو کتبِ اہلِ بیتؑ کی کماحقہٗ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کی بلّیاتِ ارضی و سماوی سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین بحق طٰہٰ ویٰسین!

والسلام مع الاکرام

محتاجِ دُعا

ریاض حسین جعفری، فاضلِ قُم

☼ علم ☼ معرفت ☼ اسلام

اور

☼ ایمان

maablib.org

حضرت امام رضا علیہ السلام کا علم

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ الرِّضَا علیہ السلام سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا عَلِمَهُ وَلَا رَأَيْتُ أَعْلَمَ مِنْهُ بِمَا كَانَ فِي الزَّمَانِ الْأَوَّلِ إِلَى وَقْتِهِ وَعَصْرِهِ وَكَانَ الْمَأْمُونُ يَمْتَحِنُهُ بِالسُّؤَالِ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ فَيُجِيبُ فِيهِ.

وَكَانَ كَلَامُهُ كُلُّهُ وَجَوَابُهُ وَتَمَثُّلُهُ انْتِزَاعَاتٍ مِنَ الْقُرْآنِ.

وَكَانَ يَخْتِمُهُ فِي كُلِّ ثَلَاثٍ.

وَيَقُولُ: لَوْ أَرَدْتُ أَنْ أَخْتِمَهُ فِي أَقْرَبَ مِنْ ثَلَاثٍ لَخَتَمْتُ وَلٰكِنَّنِي مَا مَرَرْتُ بِآيَةٍ قَطُّ إِلَّا فَكَّرْتُ فِيهَا وَفِي أَيِّ شَيْءٍ أُنْزِلَتْ وَفِي أَيِّ وَقْتٍ فَلِذٰلِكَ صِرْتُ أَخْتِمُ فِي كُلِّ ثَلَاثَةٍ (وسائل الشیعہ، ج۹، ص۳۹۹)

"ابراہیم بن عباسؒ کہتے ہیں: جب بھی امام علی رضا علیہ السلام سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ اسے جانتے تھے۔ میں نے ابتدائے کائنات سے لے کر آج تک (مسائل میں) کسی کو آپؑ کے مانند آگاہ تر نہیں پایا۔ مامون نے ہر چیز کے بارے میں سوال کر کے آپؑ کو آزمایا مگر آپؑ نے ہر سوال کا جواب دیا۔ ان کی تمام گفتگو، جوابات اور مثالیں قرآن سے تھیں، آپؑ

تین دن میں قرآن ختم کرتے تھے اور فرماتے تھے: "اگر میں چاہوں تو تین روز سے کم تر (مدت) میں بھی ختم کر سکتا ہوں، لیکن میں جس بھی آیتِ کریمہ کو پڑھتا ہوں، اس میں غور و فکر کرتا ہوں کہ وہ کس کے بارے میں اور کس زمانے میں نازل ہوئی ہے۔ اس وجہ سے تین روز میں قرآن ختم کرتا ہوں۔

بسم اللہ کہنے کا مطلب کیا ہے؟

عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ الرِّضَا عليه السلام عَنْ بِسْمِ اللّٰهِ؟

قَالَ عليه السلام : مَعْنَى قَوْلِ الْقَائِلِ بِسْمِ اللّٰهِ أَيْ أَسِمُ نَفْسِي بِسِمَةٍ مِنْ سِمَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ الْعُبُودِيَّةُ.

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: مَا السِّمَةُ؟

قَالَ عليه السلام : الْعَلَامَةُ.

علی بن حسن بن فضال اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں نے جناب امام علی رضا علیہ السلام سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا:

بسم اللہ کہنے والے کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ میں "سماتِ خداوند ذوالجلال" میں سے ایک "سمت" کے ساتھ اپنے نفس کی نشانی اور صفت بیان کرتا ہوں اور یہی عبودیت ہے۔

راوی کہتا ہے: میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: سمت کیا ہے؟

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا: علامت یعنی نشانی۔ (بحارالانوار، ج ۸۹، ص ۲۳۳)

حقیقتِ ایمان کی وضاحت

عَنْ اَبِی الصَّلْتِ الْهَرَوِیِّ قَالَ: سَأَلْتُ الرِّضَا علیہ السلام عَنِ الْاِیْمَانِ؟

فَقَالَ علیہ السلام : اَلْاِیْمَانُ ،عَقْدٌ بِالْقَلْبِ وَلَفْظٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْجَوَارِحِ ، لَا یَکُوْنُ الْاِیْمَانُ اِلَّا هٰکَذَا.

جناب ابوصلت ہروی سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: میں نے امام رضا علیہ السلام سے حقیقتِ ایمان کے بارے میں سوال کیا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ایمان دل سے یقین رکھنے، زبان سے اقرار کرنے اور اعضاء و جوارح سے عمل کرنے کا نام ہے، اس کے علاوہ (کوئی) ایمان نہیں ہے۔

(عیون اخبار الرضا، ج۲، ص۸۳)

انبیائے کرامؑ کی شناخت کیوں واجب ہے؟

اِنْ قَالَ قَائِلٌ: لِمَ وَجَبَ عَلَیْهِمْ مَعْرِفَةُ الرُّسُلِ وَالْاِقْرَارُ بِهِمْ وَالْاِذْعَانُ لَهُمْ بِالطَّاعَةِ؟

قِیْلَ: لِاَنَّهُ لَمَّا اَنْ لَمْ یَکُنْ فِیْ خَلْقِهِمْ وَقُوَاهُمْ مَا یُکْمِلُوْنَ بِهٖ مَصَالِحَهُمْ وَکَانَ الصَّانِعُ مُتَعَالِیًا عَنْ اَنْ یُرٰی وَکَانَ ضَعْفُهُمْ وَعَجْزُهُمْ عَنْ اِدْرَاکِهٖ ظَاهِرًا، لَمْ یَکُنْ بُدٌّ لَهُمْ مِنْ رَسُوْلٍ بَیْنَهُ وَبَیْنَهُمْ مَعْصُوْمٍ، یُؤَدِّیْ اِلَیْهِمْ اَمْرَهُ وَنَهْیَهُ وَاَدَبَهُ وَیَقِفُهُمْ عَلٰی مَا یَکُوْنُ بِهٖ اجْتِرَارُ مَنَافِعِهِمْ وَمَضَارِّهِمْ، فَلَوْ لَمْ یَجِبْ عَلَیْهِمْ مَعْرِفَتُهُ وَطَاعَتُهُ لَمْ یَکُنْ لَهُمْ فِیْ مَجِیْءِ الرَّسُوْلِ مَنْفَعَةٌ وَلَاسَدُّ حَاجَةٍ وَلَکَانَ یَکُوْنُ اِتْیَانُهُ عَبَثًا لِغَیْرِ مَنْفَعَةٍ وَصَلَاحٍ،

وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ صِفَةِ الْحَكِيْمِ الَّذِىْ أَتْقَنَ كُلَّ شَىْءٍ.

کہا گیا کہ اگر کوئی سوال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر پیغمبروں کی شناخت اور ان کی اطاعت کیوں واجب کی ہے؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: کیونکہ وجودِ بشر کے قالب اور اس کی فکری قوتوں میں کوئی ایسی چیز نہیں رکھی گئی کہ جس کے ذریعے وہ اپنی مصلحتوں کا اِدراک کر سکے۔

اور دوسری طرف ان (بشر) کا خالق اس سے کہیں بلند (اور منزّہ) ہے کہ اسے آنکھ سے دیکھا جائے اور مخلوقات اس کا ظاہری ادراک کرنے سے عاجز اور ناتواں ہیں (یعنی اسے ظاہری آنکھوں سے دیکھنا محال ہے) لہٰذا ضروری ہے کہ مخلوق اور خالق کے درمیان رابطے کے لیے بھیجا ہوا کوئی معصوم ہو کہ وہ اس کے اوامر و نواہی لوگوں تک پہنچائے اور انھیں احکامِ خدا سے آگاہ کرے تاکہ وہ اپنے نفع و نقصان کو سمجھیں اور اس کی اطاعت و فرماں برداری کریں۔ اگر انبیاء کی شناخت اور اطاعت واجب نہ ہوتی تو ان کے آنے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا اور وہ کسی بھی حاجت کو برطرف نہ کرتے اور ان کا آنا بے فائدہ اور بغیر مصلحت کے ہوتا، جب کہ یہ اس حکیم کی صفاتِ عالیہ میں سے نہیں ہے کہ جس نے تمام چیزوں کو کمالِ یقین سے خلق کیا ہے۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج۲، ص ۹۸)

کیا معرفت اکتسابی ہے؟

قَالَ الْفَضْلُ: قُلْتُ لِاَبِى الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام : يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَزْعَمُ أَنَّ الْمَعْرِفَةَ إِنَّمَا هِىَ اكْتِسَابٌ!

قَالَ علیہ السلام : لَا مَا أَصَابَ، إِنَّ اللّٰهَ يُعْطِى الْاِيْمَانَ مَنْ يَشَاءُ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَجْعَلُهُ مُسْتَقَرًّا فِيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَجْعَلُهُ مُسْتَوْدَعًا عِنْدَهُ، فَأَمَّا الْمُسْتَقَرُّ فَالَّذِىْ لَا يَسْلُبُهُ اللّٰهُ

ذٰلِكَ أَبَدًا وَأَمَّا الْمُسْتَوْدَعُ، فَالَّذِي يُعْطَاهُ الرَّجُلُ، ثُمَّ يَسْلُبُهُ إِيَّاهُ.

فضل نے کہا: میں نے جناب امام علی رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا: یونس بن عبدالرحمن کا دعویٰ ہے کہ معرفت اکتسابی ہے؟

امامؑ نے فرمایا: نہیں، اسے اشتباہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ایمان عطا کرتا ہے۔ بعض لوگ ایمانِ مستقر کے مالک ہیں اور بعض کے پاس امان مستودع ہے۔ ایمان مستقر ایسا محکم و مستقل ایمان ہے کہ ہرگز اللہ تعالیٰ اسے سلب نہیں کرے گا لیکن ایمانِ مستودع ایسا ایمان ہے کہ جو اللہ کسی شخص کو دیتا ہے اور بعد میں اس سے چھین لیتا ہے۔ (بحارالانوار، ج ۷۰، ص ۲۳۸)

کیا لوگ معرفت پر قادر ہیں؟

قَالَ صَفْوَانُ بْنُ يَحْيَى: سَأَلْتُ الرِّضَاؑ عَنِ الْمَعْرِفَةِ
هَلْ لِلْعِبَادِ فِيهَا صُنْعٌ؟
قَالَؑ : لَا
قُلْتُ: لَهُمْ فِيهَا أَجْرٌ؟
قَالَؑ : نَعَمْ تَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ بِالْمَعْرِفَةِ وَتَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ بِالثَّوَابِ.

صفوان بن یحییٰ کہتے ہیں: میں نے جناب امام علی رضاؑ سے معرفت کے بارے میں پوچھا کہ کیا لوگ معرفت کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ کر سکتے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا: پھر لوگوں کے لیے معرفت کے عوض کوئی اجر و ثواب ہے؟

امامؑ نے فرمایا: ہاں خداوند متعال نے ان پر لطف و کرم کرتے ہوئے

انھیں معرفت سے بہرہ مند کیا ہے اور اسی طرح ان پر احسان کرتے ہوئے انھیں اجروثواب بھی عطا کرے گا۔ (بحارالانوار، ج ۷۵، ص ۳۳۸)

ایمان کے بارے میں سوال

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى صَاحِبِ السَّابِرِيِّ قَالَ: سَأَلَنِي أَبُو قُرَّةَ صَاحِبُ الْجَاثَلِيقِ أَنْ أُوصِلَهُ إِلَى الرِّضَا عليه السلام، فَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي ذٰلِكَ ، فَقَالَ عليه السلام : أَدْخِلْهُ عَلَيَّ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَبَّلَ بِسَاطَهُ وَقَالَ: هٰكَذَا عَلَيْنَا فِي دِينِنَا أَنْ نَفْعَلَ بِأَشْرَافِ أَهْلِ زَمَانِنَا.

ثُمَّ قَالَ: أَصْلَحَكَ اللّٰهُ، مَا تَقُولُ فِي فِرْقَةٍ ادَّعَتْ دَعْوَى فَشَهِدَتْ لَهُمْ فِرْقَةٌ أُخْرَى مُعَدَّلُونَ؟

قَالَ: الدَّعْوَى لَهُمْ.

قَالَ: فَادَّعَتْ فِرْقَةٌ أُخْرَى دَعْوَى ، فَلَمْ يَجِدُوا شُهُودًا مِنْ غَيْرِهِمْ.

قَالَ: لَا شَيْءَ لَهُمْ.

قَالَ: فَإِنَّا نَحْنُ ادَّعَيْنَا أَنَّ عِيسَى رُوحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا فَوَافَقَنَا عَلَى ذٰلِكَ الْمُسْلِمُونَ وَادَّعَى الْمُسْلِمُونَ أَنَّ مُحَمَّدًا نَبِيٌّ فَلَمْ نُتَابِعْهُمْ عَلَيْهِ وَمَا أَجْمَعْنَا عَلَيْهِ خَيْرٌ مِمَّا افْتَرَقْنَا فِيهِ.

فَقَالَ لَهُ الرِّضَا عليه السلام : مَا اسْمُكَ؟

قَالَ: يُوحَنَّا.

قَالَ عليه السلام : يَا يُوحَنَّا إِنَّا آمَنَّا بِعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عليه السلام رُوحِ

اللّٰهِ وَكَلِمَتِهِ الَّذِي كَانَ يُؤْمِنُ بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَيُبَشِّرُ بِهِ وَيُقِرُّ عَلَى نَفْسِهِ أَنَّهُ عَبْدٌ مَرْبُوبٌ ، فَإِنْ كَانَ عِيسَى الَّذِي هُوَ عِنْدَكَ رُوحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ لَيْسَ هُوَ الَّذِي آمَنَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَبَشَّرَ بِهِ وَلَا هُوَ الَّذِي أَقَرَّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِالْعُبُودِيَّةِ وَالرُّبُوبِيَّةِ ، فَنَحْنُ مِنْهُ بُرَءَاءُ، فَأَيْنَ اجْتَمَعْنَا؟ فَقَامَ وَقَالَ لِصَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى: قُمْ، فَمَا كَانَ أَغْنَانَا عَنْ هَذَا الْمَجْلِسِ.

صفوان بن یحییٰ کہتے ہیں: جاثلیق کے دوست ابوقرہ نے خواہش کی کہ میں اسے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں لے جاؤں۔ میں نے اس بارے میں اجازت طلب کی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ۔

جب وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے امامؑ کی بساط (چٹائی) پر بوسہ دیا اور کہا: ہمارے دین کا طرزِ عمل یہ ہے اور ہم اپنے زمانے کے اشراف (بزرگوں) کے ساتھ یوں ہی پیش آتے ہیں۔ پھر اس نے کہا: اللہ تعالیٰ آپؑ کو محفوظ رکھے، آپؑ اس فرقہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ جس کا کوئی ایک دعویٰ ہے اور دوسرا فرقہ (بھی) ان کے معتبر ہونے کی گواہی دیتا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ان کا دعویٰ ثابت ہے۔

اس شخص نے کہا: دوسرے فرقہ کا بھی ایک دعویٰ ہے مگر ان کے علاوہ ان کا کوئی گواہ نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ان کا دعویٰ مردود ہے (یعنی ثابت نہیں ہے)۔

اس مرد نے کہا: اب میں اور آپؑ ہیں، ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ عیسیٰ روح اللہ

اور اس کا کلمہ ہے، جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ میں القا کیا ہے۔ مسلمان اس دعوے میں ہمارے ساتھ موافقت رکھتے ہیں اور ہماری تصدیق کرتے ہیں، لیکن مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ محمدؐ پیغمبر ہیں اور خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں جبکہ ہم ان کی تصدیق نہیں کرتے ہیں۔ اس صورت میں وہ فرقہ جس کے دونوں موافق ہیں، اس فرقے پر برتری رکھتا ہے، جس کا صرف ایک فرقہ دعویٰ کرتا ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا: یوحنا۔

آپؑ نے فرمایا: اے یوحنا! ہم اُس عیسیٰؑ بن مریمؑ، روح اللہ اور اس کے کلمہ پر ایمان رکھتے ہیں کہ جس کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان تھا اور جنھوں نے آپؐ کے آنے کی خوش خبری دی اور خود اقرار کیا ہے کہ وہ ایسا بندہ ہے، جس کا پروردگار ہے، پس وہ عیسیٰؑ کہ جس کا تم اقرار کرتے ہو، اگر ایسا نہیں کہ جو محمدؐ پر ایمان لایا اور ان کی بشارت دی، عبودیت کا اقرار کیا اور خدا کو اپنا پروردگار سمجھا تو ہم ایسے عیسیٰؑ سے بیزار اور متنفر ہیں۔ پس ہم کب اس پر اتفاق کرتے ہیں؟

(یہ جواب سن کر) ابوقرہ کھڑا ہوا اور صفوان بن یحییٰ سے کہا: اٹھیں، ہم اس مجلس سے بے نیاز ہیں۔ (عیونِ اخبار الرضاؑ، ج۱، ص۲۹۰)

ایمان کیا ہے اور اسلام کیا ہے؟

عَنْ يُونُسَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام عَنِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ؟

فَقَالَ: قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: إِنَّمَا هُوَ الْإِسْلَامُ وَالْإِيمَانُ فَوْقَهُ بِدَرَجَةٍ وَالتَّقْوَى فَوْقَ الْإِيمَانِ بِدَرَجَةٍ وَالْيَقِينُ فَوْقَ التَّقْوَى بِدَرَجَةٍ وَلَمْ يُقْسَمْ بَيْنَ النَّاسِ شَيْءٌ أَقَلُّ

مِنَ الْيَقِيْنِ.
قَالَ: قُلْتُ: فَأَيُّ شَيْءٍ الْيَقِيْنُ؟
قَالَ: التَّوَكُّلُ عَلَى اللّٰهِ وَالتَّسْلِيْمُ لِلّٰهِ وَالرِّضَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَالتَّفْوِيْضُ إِلَى اللّٰهِ.
قُلْتُ: مَا تَفْسِيْرُ ذٰلِكَ؟
قَالَ: هٰكَذَا قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ عليه السلام.

یونس سے نقل ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے ایمان اور اسلام کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا:

ابو جعفرؑ (امام محمد باقر علیہ السلام) کا فرمان ہے کہ اسلام سے ایمان کا ایک درجہ بلند ہے اور ایمان سے تقویٰ کا ایک درجہ بلند تر ہے اور تقویٰ سے یقین کا ایک درجہ بلند تر ہے اور لوگوں کے درمیان یقین سے کم تر کوئی چیز تقسیم نہیں کی گئی ہے۔

وہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: یقین کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا پر توکل رکھنا، خدا کے سامنے سر تسلیم خم کرنا، حکم خدا پر راضی رہنا اور اپنے معاملات کو خدا کے سپرد کرنا ہے۔

میں نے عرض کیا: ان کی تفسیر و تشریح کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ابو جعفرؑ (امام محمد باقر علیہ السلام) نے یوں ہی فرمایا ہے۔

(بحار الانوار، ج ۶۷، ص ۱۸۰)

اسلام واقعی کیا ہے؟

سَأَلَ الْمَأْمُوْنُ الرِّضَا عليه السلام أَنْ يَكْتُبَ لَهُ مَحْضَ الْإِسْلَامِ عَلَى إِيْجَازٍ وَاخْتِصَارٍ؟
فَكَتَبَ عليه السلام: إِنَّ مَحْضَ الْإِسْلَامِ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، إِلَهًا ، وَاحِداً ، أَحَداً، صَمَداً ، قَيُّوماً، سَمِيعاً ، بَصِيراً ، قَدِيراً، قَدِيماً ، بَاقِياً، عَالِماً لَا يَجْهَلُ، قَادِراً لَا يَعْجِزُ ، غَنِيًّا لَا يَحْتَاجُ، عَدْلاً لَا يَجُورُ، وَأَنَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ، لَاشِبْهَ لَهُ وَلَا ضِدَّ لَهُ وَكُفْوَ لَهُ وَأَنَّهُ الْمَقْصُودُ بِالْعِبَادَةِ وَالدُّعَاءِ وَالرَّغْبَةِ وَالرَّهْبَةِ.

وَأَنَّ مُحَمَّداً ﷺ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَمِينُهُ وَصَفِيُّهُ وَصَفْوَتُهُ مِنْ خَلْقِهِ وَسَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَأَفْضَلُ الْعَالَمِينَ، لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَلَا تَبْدِيلَ لِمِلَّتِهِ وَلَا تَغْيِيرَ لِشَرِيعَتِهِ.

وَأَنَّ جَمِيعَ مَاجَاءَ بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ﷺ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ وَالتَّصْدِيقُ بِهِ وَبِجَمِيعِ مَنْ مَضَى قَبْلَهُ مِنْ رُسُلِ اللهِ وَأَنْبِيَائِهِ وَحُجَجِهِ.

وَالتَّصْدِيقُ بِكِتَابِهِ الصَّادِقِ الْعَزِيزِ الَّذِي لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ، تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ وَأَنَّهُ الْمُهَيْمِنُ عَلَى الْكُتُبِ كُلِّهَا وَأَنَّهُ حَقٌّ مِنْ فَاتِحَتِهِ إِلَى خَاتِمَتِهِ، نُؤْمِنُ بِمُحْكَمِهِ وَبِمُتَشَابِهِهِ وَخَاصِّهِ وَعَامِّهِ وَوَعْدِهِ وَوَعِيدِهِ وَنَاسِخِهِ وَمَنْسُوخِهِ وَقِصَصِهِ وَأَخْبَارِهِ لَا يَقْدِرُ أَحَدٌ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ أَنْ يَأْتِيَ بِمِثْلِهِ.

وَأَنَّ الدَّلِيلَ بَعْدَهُ وَالْحُجَّةَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْقَائِمَ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ وَالنَّاطِقَ عَنِ الْقُرْآنِ وَالْعَالِمَ بِأَحْكَامِهِ أَخُوهُ

وَخَلِيفَتُهُ وَوَصِيُّهُ وَوَلِيُّهُ الَّذِي كَانَ مِنْهُ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَإِمَامُ الْمُتَّقِينَ وَقَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ وَأَفْضَلُ الْوَصِيِّينَ وَوَارِثُ عِلْمِ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ ، وَبَعْدَهُ:

الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَجْمَعِينَ

ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ ، زَيْنُ الْعَابِدِينَ

ثُمَّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ ، بَاقِرُ عِلْمِ النَّبِيِّينَ

ثُمَّ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّادِقُ وَارِثُ عِلْمِ الْوَصِيِّينَ

ثُمَّ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ الْكَاظِمُ

ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ مُوسَى الرِّضَا

ثُمَّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ

ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ

ثُمَّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ

ثُمَّ الْحُجَّةُ الْقَائِمُ الْمُنْتَظَرُ وُلْدُهُ ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ.

وَأَشْهَدُ لَهُمْ بِالْوَصِيَّةِ وَالْإِمَامَةِ وَأَنَّ الْأَرْضَ لَا تَخْلُو مِنْ حُجَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى خَلْقِهِ فِي كُلِّ عَصْرٍ وَأَوَانٍ.

وَأَنَّهُمُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى وَأَئِمَّةُ الْهُدٰى وَالْحُجَّةُ عَلٰى أَهْلِ الدُّنْيَا ، إِلٰى أَنْ يَرِثَ اللّٰهُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا.

وَأَنَّ كُلَّ مَنْ خَالَفَهُمْ ضَالٌّ ، مُضِلٌّ ، تَارِكٌ لِلْحَقِّ وَالْهُدٰى.

وَأَنَّهُمُ الْمُعَبِّرُونَ عَنِ الْقُرْآنِ وَالنَّاطِقُونَ عَنِ الرَّسُولِ

ﷺ بِالْبَيَانِ، مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْهُمْ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.

وَأَنَّ مِنْ دِيْنِهِمُ الْوَرَعَ وَالْعِفَّةَ وَالصِّدْقَ.

وَسَاقَ إِلَى قَوْلِهِ: وَحُبُّ أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاجِبٌ وَكَذٰلِكَ بُغْضُ أَعْدَاءِ اللّٰهِ وَالْبَرَاءَةُ مِنْهُمْ وَمِنْ أَئِمَّتِهِمْ.

إِلَى قَوْلِهِ عليه السلام : وَأَنَّ أَفْعَالَ الْعِبَادِ مَخْلُوقَةٌ لِلّٰهِ تَعَالَى ، خَلْقَ تَقْدِيرٍ لَاخَلْقَ تَكْوِينٍ.

وَاللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ.

وَلَا يَقُولُ بِالْجَبْرِ وَالتَّفْوِيضِ

وَلَا يَأْخُذُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْبَرِيءَ بِالسَّقِيمِ.

وَلَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ تَعَالَى الْأَطْفَالَ بِذُنُوبِ الْآبَاءِ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى.

وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى.

وَلِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَعْفُوَ وَيَتَفَضَّلَ وَلَا يَجُورَ وَلَا يَظْلِمَ لِأَنَّهُ تَعَالَى مُنَزَّهٌ عَنْ ذٰلِكَ.

وَلَا يَفْرِضُ اللّٰهُ طَاعَةَ مَنْ يَعْلَمُ أَنَّهُ يُضِلُّهُمْ وَيُغْوِيهِمْ، وَلَا يَخْتَارُ لِرِسَالَتِهِ، وَيَصْطَفِي مِنْ عِبَادِهِ مَنْ يَعْلَمُ أَنَّهُ يَكْفُرُ بِهِ وَبِعِبَادَتِهِ وَيَعْبُدُ الشَّيْطَانَ دُونَهُ.

وَأَنَّ الْإِسْلَامَ غَيْرُ الْإِيمَانِ، وَكُلُّ مُؤْمِنٍ مُسْلِمٌ وَلَيْسَ كُلُّ مُسْلِمٍ بِمُؤْمِنٍ.

وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ.

وَلَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ.

وَأَصْحَابُ الْحُدُودِ مُسْلِمُونَ لَا مُؤْمِنُونَ وَلَا كَافِرُونَ.

وَاللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، لَا يُدْخِلُ النَّارَ مُؤْمِناً وَقَدْ وَعَدَهُ الْجَنَّةَ وَلَا يُخْرِجُ مِنَ النَّارِ كَافِراً وَقَدْ أَوْعَدَهُ النَّارَ وَالْخُلُودَ فِيهَا وَلَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ.

وَمُذْنِبُو أَهْلِ التَّوْحِيدِ يَدْخُلُونَ فِي النَّارِ وَيَخْرُجُونَ مِنْهَا، وَالشَّفَاعَةُ جَائِزَةٌ لَهُمْ.

وَ إِنَّ الدَّارَ الْيَوْمَ دَارُ تَقِيَّةٍ وَهِيَ دَارُ الْإِسْلَامِ لَا دَارُ كُفْرٍ وَلَا دَارُ إِيمَانٍ.

وَالْإِيمَانُ هُوَ أَدَاءُ الْأَمَانَةِ.

وَاجْتِنَابُ جَمِيعِ الْكَبَائِرِ

وَهُوَ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ وَ إِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْأَرْكَانِ.

إِلَى أَنْ قَالَ عليه السلام : وَتُؤْمِنُ بِعَذَابِ الْقَبْرِ وَمُنْكَرٍ وَنَكِيرٍ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْمِيزَانِ وَالصِّرَاطِ.

وَالْبَرَاءَةُ مِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا آلَ مُحَمَّدٍ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِهِمْ وَسَنُّوا ظُلْمَهُمْ وَغَيَّرُوا سُنَّةَ نَبِيِّهِمْ.

وَالْبَرَاءَةُ مِنَ النَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ وَالْمَارِقِينَ، الَّذِينَ هَتَكُوا حِجَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَنَكَثُوا بَيْعَةَ إِمَامِهِمْ وَأَخْرَجُوا الْمَرْأَةَ وَحَارَبُوا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام وَقَتَلُوا الشِّيعَةَ – رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ – وَاجِبَةٌ.

وَالْبَرَاءَةُ مِمَّنْ نَفَى الْأَخْيَارَ وَشَرَّدَهُمْ وَآوَى الطُّرَدَاءَ اللُّعَنَاءِ وَجَعَلَ الْأَمْوَالَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ وَاسْتَعْمَلَ السُّفَهَاءِ مِثْلَ مُعَاوِيَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ لَعِينَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

وَالْبَرَاءَةُ مِنْ أَشْيَاعِهِمُ الَّذِيْنَ حَارَبُوا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عليه السلام وَقَتَلُوا الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَأَهْلَ الْفَضْلِ وَالصَّلَاحِ مِنَ السَّابِقِيْنَ.

وَالْبَرَاءَةُ مِنْ أَهْلِ الْإِسْتِيْثَارِ وَمِنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَأَهْلِ وَلَايَتِهِ الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعاً، أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ بِوَلَايَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عليه السلام : وَلِقَائِهِ كَفَرُوا، بِأَنْ لَقُوا اللّٰهَ بِغَيْرِ إِمَامَتِهِ، فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ، فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْناً، فَهُمْ كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ.

وَالْبَرَاءَةُ مِنَ الْأَنْصَابِ وَالْأَزْلَامِ أَئِمَّةِ الضَّلَالِ وَقَادَةِ الْجَوْرِ كُلِّهِمْ أَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ.

وَالْبَرَاءَةُ مِنْ أَشْبَاهِ عَاقِرِي النَّاقَةِ أَشْقِيَاءِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ وَمِمَّنْ يَتَوَلَّاهُمْ.

وَالْوَلَايَةُ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عليه السلام وَالَّذِيْنَ مَضَوْا عَلَى مِنْهَاجِ نَبِيِّهِمْ ﷺ وَلَمْ يُغَيِّرُوا وَلَمْ يُبَدِّلُوا مِثْلَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ وَأَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ وَالْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ

وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَأَبِي الْهَيْثَمِ بن التَّيِّهَانِ وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَأَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ وَخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ ذِي الشَّهَادَتَيْنِ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَمْثَالِهِمْ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ)، وَالْوَلَايَةُ لِأَتْبَاعِهِمْ وَأَشْيَاعِهِمْ وَالْمُهْتَدِينَ بِهُدَاهُمْ وَلِلسَّالِكِينَ مِنْهَاجَهُمْ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ وَرَحْمَتُهُ

مامون رشید نے امام علی رضا علیہ السلام سے خواہش کی کہ وہ اسلامِ واقعی اور ایمانِ واقعی کے بارے میں مختصر طور پر تحریر کریں۔

امام علی رضا علیہ السلام نے تحریر فرمایا: اسلامِ واقعی اس بات کی گواہی دینا ہے کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی بھی شریک نہیں۔ وہ یکتا و بے نظیر ہے، وہ بے نیاز ہے، وہ خود بخود قائم ہے۔ وہ سننے والا، دیکھنے والا، صاحبِ قدرت، قدیم اور باقی ہے۔ وہ ایسا عالم ہے کہ جس میں کوئی جہالت نہیں ہے، وہ ایسا توانا ہے کہ اس کے لیے درماندگی و عاجزی نہیں ہے۔ وہ ایسا غنی و بے نیاز ہے کہ کبھی محتاج نہیں ہوتا۔ وہ ایسا عادل ہے کہ ظلم نہیں کرتا، وہ ہر چیز کا خالق ہے، اس کے مانند کوئی شے نہیں ہے، اس کی کوئی شبیہ اور ضد نہیں، اس کا کوئی کفو و ہمسر نہیں اور عبادت، دُعا، رغبت اور خوف سے مراد اُسی ذات کی عبادت، دُعا، رغبت اور خوف ہے۔

علاوہ ازیں اس بات کی گواہی دینا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے، رسولؐ، امین، برگزیدہ اور منتخب شدہ ہیں، اور وہ سید المرسلین، خاتم النبیینؐ اور عالمین میں سب سے افضل ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، انؐ کے رسم و رواج (دینؐ) میں کوئی تبدیلی نہیں اور ان کی شریعت میں کوئی تغیر نہیں ہے۔

"اور اس بات کی گواہی دینا کہ حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ لائے ہیں

وہ آشکارا حق ہے، اور ان پر تمام پیغمبروں اور رسولوں پر اور خدا کی ان حجتوں پر یقین رکھنا جو گذشتہ زمانے میں تھیں۔ اور اس کی کتاب پر یقین رکھنا جو حق اور قابلِ عزت ہے، اس کے آگے اور پیچھے باطل کا کوئی راستہ نہیں ہے، اور وہ خداوند حکیم وحمید کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔

اور اس بات کی گواہی دینا کہ وہ کتاب (قرآن) تمام کتابوں پر مسلط ہے اور احاطہ رکھتی ہے اور یہ کہ وہ ابتدا سے لے کر انتہا تک حق ہے اور ہم اس کے محکم و متشابہ، خاص و عام، نوید و تہدید، ناسخ و منسوخ، اس کی داستانوں اور تمام اخبار پر ایمان رکھتے ہیں اور مخلوقات میں سے کسی میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اس کے مانند کچھ لا سکے۔

اور یہ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایسا راہنما، مومنین پر (خدا کی) حجت، مسلمانوں کے امور کو قائم کرنے والا، قرآن کی جانب سے ناطق، احکامِ قرآن کے عالم اور ان کا بھائی، خلیفہ، وصی اور ولی وہ ہے کہ جس کا مقام و مرتبہ ان کے نزدیک ہارونؑ کے موسیٰؑ کے نزدیک مقام و مرتبہ کا سا ہے۔ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام امیرالمومنین، امام المتقین، نورانی سفید چہروں والوں کے قائد، افضل ترین وصی اور انبیاء و مرسلینؑ کے علم کے وارث ہیں، ان کے بعد جوانانِ جنت کے دو سردار امام حسن وامام حسین علیہم السلام ہیں۔ پھر علی بن الحسینؑ زین العابدینؑ، ان کے بعد علمِ انبیاءؑ کو کھولنے والے محمد بن علی (الباقرؑ) ہیں۔ پھر علمِ اوصیاء کے وارث جعفر بن محمد الصادقؑ ہیں، ان کے بعد امام موسیٰ بن جعفر الکاظمؑ ہیں، ان کے بعد علیؑ بن موسیٰ الرضاؑ ہیں، ان کے بعد محمدؑ بن علیؑ (التقیؑ) ہیں، ان کے بعد جناب امام علیؑ بن محمدؑ (النقیؑ) ہیں۔ پھر حسنؑ بن علیؑ (العسکریؑ) ہیں اور ان کے بعد ان کے فرزندِ دل بند حضرت حجت القائم المنتظرؑ ہیں، ان سب پر اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ہو۔

"اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ پیغمبرؐ کے وصی اور امام ہیں اور یہ کہ کسی وقت اور

کسی زمانے میں زمین حجتِ خدا سے خالی نہیں ہوتی۔ وہ عروۃ الوثقیٰ (مضبوط دست گیر) اور ہدایت کے امام ہیں، اور دنیا والوں پر حجت ہیں، اس وقت تک کہ خدا زمین اور اس پر موجودات کا وارث ہو جائے (یعنی عالم کے نابود ہونے تک)، جو کوئی بھی ان کی مخالفت کرے گا، وہ گمراہ اور حق و ہدایت کو ترک کرنے والا ہے، وہ قرآن کو بیان کرنے والے اور رسولؐ خدا کے بیان کے ذریعے بولنے والے ہیں، جو کوئی ان کی شناخت کیے بغیر مر جائے وہ جہالت کی موت مرا، اور یہ کہ پارسائی، پاکیزگی اور سچائی ان کے دین میں سے ہے۔ گفتگو کو یہاں تک طول دیا کہ فرمایا: اولیائے خدا سے دوستی واجب ہے اور اسی طرح خدا کے دشمنوں سے دشمنی، نیز ان سے اور ان کے رہبروں سے بیزاری و دُوری بھی لازم و ضروری ہے۔

آپ یہاں تک فرماتے ہیں: (میں گواہی دیتا ہوں) کہ بندگانِ خدا کے افعال خدا کی مخلوق (کے افعال) ہیں، یعنی ان کی اندازہ گیری خدا کے ذریعے ہے نہ کہ ان کی اپنی تخلیق، اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور جبر و تفویض کا قائل نہ ہونا ضروری ہے۔ (اس بات کا معتقد ہو کہ) اللہ تعالیٰ بے گناہ کا گناہ گار کے ہمراہ مواخذہ نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ آباء کے گناہوں کی وجہ سے بچوں کو عذاب نہیں کرے گا۔ کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا اور ہر انسان کے لیے وہی کچھ ہے، جس کی وہ کوشش کرتا ہے، بخشش اور تفضل اللہ جل جلالہ کے لیے ہے۔ وہ کسی پر ظلم و جور نہیں کرتا، کیونکہ وہ اس سے منزّہ و مبرّہ ہے۔

خداوند متعال اس کی اطاعت واجب نہیں کرتا ہے، جس کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ وہ گمراہ کرے گا اور (لوگوں کو) اور راہِ راست سے دُور کرے گا۔ اللہ اپنے بندوں میں سے اپنی رسالت کے لیے کسی ایسے بندے کو نہیں چنتا ہے جس کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ اس کا اور اس کی عبادت کا انکار کرے گا اور اسے چھوڑ کر شیطان کا

پیرو ہو جائے گا۔

(میں گواہی دیتا ہوں) کہ اسلام ایمان کا غیر ہے، ہر مومن مسلمان ہے لیکن ہر مسلمان مومن نہیں ہے۔

چور چوری کرتے وقت اور زنا کار زنا کرتے وقت مومن نہیں ہے۔ وہ لوگ جن پر جرم کرنے کی وجہ سے حدود جاری ہوں وہ مسلمان ہیں، وہ نہ مومن ہیں اور نہ کافر۔ اللہ تعالیٰ مومن کو جہنم میں نہیں ڈالے گا، کیوں کہ اسے بہشت کی خوش خبری دی ہے اور کافر کو دوزخ سے باہر نہیں نکالے گا، کیوں کہ اسے ہمیشہ آتشِ دوزخ میں جلنا ہے، اور اللہ نے وعید سنائی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو اس کا شریک بنائے گا تو وہ اسے نہیں بخشے گا اور جس کے لیے چاہے گا اس کے شرک سے کم تر گناہ کو معاف کر دے گا۔

توحید کے قائل گناہ گار جہنم میں جائیں گے اور انھیں وہاں سے نکالا جائے گا، اور ان کے لیے شفاعت جائز ہے۔ یہ کہ آج کی سرائے تقیہ کا گھر ہے اور اسلام ایمان کا گھر ہے۔

ایمان، امانت کو ادا کرنے اور تمام گناہانِ کبیرہ سے پرہیز کرنا ہے اور دل سے شناخت، زبان سے اقرار اور اعضاء و جوارح سے عمل کا نام ہے۔

(اس کے بعد) یہاں تک فرمایا کہ عذابِ قبر، منکر و نکیر کے سوال، موت کے بعد زندہ ہونے، میزان اور صراط پر ایمان لے آؤ۔ ان سے اظہار نفرت کرنا، جنھوں نے آلِ محمدؐ پر ظلم و ستم کیے، انھیں (مسندِ حکومت سے) باہر نکالنے کی جرأت کی، ان پر ظلم و ستم کرنے کو اپنا معمول بنا لیا اور اپنے پیغمبر کی سنت کو دگرگوں کر دیا ہے۔

(میں گواہی دیتا ہوں کہ) وہ ناکثین (جنھوں نے حضرت علیؑ کے ساتھ جنگِ جمل کی) قاسطین (جنھوں نے صفین میں) اور مارقین (نہروان میں) جنھوں نے احترامِ رسولِ خدا کو ختم کیا، اپنے امام کی بیعت کو توڑا، اس عورت (بی بی زوجۂ رسولؐ)

کو گھر سے باہر لائے، امیر المومنینؑ سے جنگ کی اور شیعوں (کہ ان پر اللہ کی رحمت ہو) کو قتل کیا، ان سے نفرت کا اظہار کرنا واجب ہے۔

(نیز) ان سے بیزاری واجب ہے کہ جنھوں نے سچوں کی نفی کی، انھیں در بدر کیا، مردود لعنتیوں کو پناہ دی، اموال کو دولت مندوں کے درمان گھمایا اور معاویہ بن سفیان اور عمرو بن عاص جیسے احمق اور جاہل لوگوں کو کہ جن پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت بھیجی، عہدوں پر پہنچایا۔

پس ان سے اظہار نفرت ضروری ہے کہ جنھوں نے امیر المومنینؑ کے ساتھ جنگ کرنے والوں کی پیروی کی اور مہاجرین و انصار اور سابقین میں سے صاحبانِ فضل و صلاح کو قتل کیا۔ (نیز) ان سے بیزاری ضروری ہے جو خود خواہ فائدہ اٹھانے والے، ابوموسیٰ اشعری، اور اس کے پیروکار ہیں کہ جنھوں نے اپنی عمر کو یعنی دنیاوی زندگی کو تباہ کیا، درحالانکہ یہ خیال باطل رکھتے تھے کہ وہ اچھے کام کرتے ہیں، یہی دنیا طلب لوگ ہیں کہ جنھوں نے اپنے خدا کی آیات کا انکار کیا، اور امیر المومنینؑ کی ولایت اور خدا کے ساتھ ملاقات کے دن (یومِ قیامت) کے منکر ہوئے، درحالانکہ ان کی اللہ سے بغیر امام کے ملاقات ہوگی، پس ان کے اعمال تباہ و برباد ہوجائیں گے۔ ہم روزِ قیامت انھیں کوئی اہمیت نہیں دیں گے اور وہ جہنمی کہلائیں گے۔

چنانچہ بتوں، آلاتِ قمار، گمراہی و ضلالت کے رہبروں اور اوّل سے لے کر آخر تک ظلم و جور کرنے والوں کے پیشواؤں سے اظہار نفرت ضروری ہے۔

ان تمام اوّلین و آخرین اشقیاء اور ان سے دوستی کرنے والوں سے اظہار نفرت واجب ہے کہ جنھوں نے ناقہ صالح کی کونچیں کاٹیں۔

امیر المومنین علیہ السلام اور وہ ہستیاں جو راہِ پیغمبرؐ پر گامزن ہوئیں اور اس سے انحراف نہ کیا مثلاً سلمان فارسی، ابوذر غفاری، مقداد بن اسود، عمار یاسر، حذیفہ بن

یمان، ابوہیثم بن حنیف، عبادہ بن صامت، ابوایوب انصاری، خذیمہ بن ثابت، ذوشہادتین، ابوسعید خدری اور ان کے سے دوسرے (اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے دوستی کرنا ضروری ہے اور جو ان کے تابع ہیں، ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں، ان کی رہبری کی وجہ سے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں، سے دوستی واجب ہے۔ (بحارالانوار، ج۶۵،ص۲۶۳)

ooo❋ooo

maablib.org

فصل دوئم

وحدانیت کا اقرار کیوں واجب ہے؟

maablib.org

بندوں پر اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنا کیوں واجب ہے؟

اِنْ قَالَ قَائِلٌ: لِمَ وَجَبَ عَلَى النَّاسِ الْاِقْرَارُ وَالْمَعْرِفَةُ بِأَنَّ اللهَ وَاحِدٌ أَحَدٌ؟

قِيْلَ: لِعِلَلٍ مِنْهَا أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِمُ الْاِقْرَارُ وَالْمَعْرِفَةُ لَجَازَ لَهُمْ اَنْ يَتَوَهَّمُوا مُدَبِّرَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَ اِذَا جَازَ ذٰلِكَ لَمْ يَهْتَدُوا اِلَى الصَّانِعِ لَهُمْ مِنْ غَيْرِهٖ، لِاَنَّ كُلَّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ كَانَ لَا يَدْرِىْ لِاَنَّهُ اِنَّمَا يَعْبُدُ غَيْرَ الَّذِىْ خَلَقَهُ وَيُطِيْعُ غَيْرَ الَّذِىْ أَمَرَهُ، فَلَا يَكُوْنُوْنَ عَلَى حَقِيْقَةٍ مِنْ صَانِعِهِمْ وَخَالِقِهِمْ، وَلَا يَثْبُتُ عِنْدَهُمْ أَمْرُ آمِرٍ وَلَا نَهْىُ نَاهٍ، اِذَا لَا يَعْرِفُ الْاٰمِرَ بِعَيْنِهٖ وَلَا النَّاهِيَ مِنْ غَيْرِهٖ.

وَمِنْهَا أَنَّهُ لَوْ جَازَ أَنْ يَكُوْنَ اثْنَيْنِ لَمْ يَكُنْ أَحَدُ الشَّرِيْكَيْنِ أَوْلَى بِأَنْ يُعْبَدَ وَيُطَاعَ مِنَ الْاٰخَرِ، وَفِىْ اِجَازَةِ أَنْ يُطَاعَ ذٰلِكَ الشَّرِيْكُ اِجَازَةُ أَنْ لَا يُطَاعَ اللهُ، وَفِىْ اِجَازَةِ أَنْ لَا يُطَاعَ اللهُ كُفْرٌ بِاللهِ وَبِجَمِيْعِ كُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَاِثْبَاتُ كُلِّ بَاطِلٍ وَتَرْكُ كُلِّ حَقٍّ وَتَحْلِيْلُ كُلِّ حَرَامٍ وَتَحْرِيْمُ كُلِّ حَلَالٍ وَالدُّخُوْلُ فِىْ كُلِّ مَعْصِيَةٍ وَالْخُرُوْجُ مِنْ كُلِّ طَاعَةٍ وَ اِبَاحَةُ كُلِّ فَسَادٍ وَاِبْطَالُ كُلِّ حَقٍّ وَمِنْهَا أَنَّهُ لَوْ جَازَ أَنْ يَكُوْنَ أَكْثَرَ مِنْ

وَاجِبٍ لَجَازَ لِابْلِيسَ اَنْ يَدَّعِيَ اَنَّهُ ذٰلِكَ الْاٰخَرُ يُضَادُّ اللهَ
تَعَالٰى فِي جَمِيعِ حُكْمِهِ وَيَصْرِفُ الْعِبَادَ اِلٰى نَفْسِهِ
فَيَكُونُ فِي ذٰلِكَ اَعْظَمُ الْكُفْرِ وَاَشَدُّ النِّفَاقِ.

اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ لوگوں پر خدا کی یکتائی اور وحدانیت کی شناخت کرنا کیوں واجب ہے تو کہا جائے گا متعدد وجوہات کی بنا پر۔ من جملہ ان میں یہ ہے کہ اگر ان پر اقرار اور معرفت واجب نہ ہوتی تو ممکن تھا کہ وہ دو یا اس سے زیادہ مدبروں کا کائنات کے لیے تصور کرتے۔ اگر ایسی کوئی چیز جائز ہوتی تو شناخت کا کوئی راستہ نہ ہوتا اور وہ اپنے خالق حقیقی کو دوسروں سے علیحدہ نہ کرتے، کیونکہ ہر انسان نہیں جانتا کہ ان دو میں سے کون ایک اس کا خالق ہے اور اس کی اطاعت کرنے لگتا جو اس کا خالق نہیں۔ کسی کو معلوم نہ ہوتا کہ اسے کسی ایک ہستی نے خلق کیا ہے، اور کس کے امر کو قبول کرتے ہوئے اس کی اطاعت کرے اور کس نہی کرنے والے کے نواہی سے باز رہے کیونکہ وہ حقیقی امر و نہی کرنے والے کی تشخیص نہیں کر پاتے۔

من جملہ یہ اسباب ان میں سے ہیں کہ اگر دو خداؤں کا ہونا ممکن ہوتا تو ان میں سے کوئی بھی عبادت و اطاعت میں ایک دوسرے سے سزاوار نہ ہوتا اور دو شریکوں میں سے کسی ایک کی اطاعت اور فرماں برداری کے جواز کی صورت میں دوسرے شریک کی اطاعت کا جواز موجود تھا اور اس جواز میں اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری کا نہ ہونا یقینی تھا جو کہ خدا، تمام انبیاءؑ اور ان کی آسمانی کتب کا انکار ہے، اور ہر باطل کا اثبات، تمام حقوق کا چھوڑنا، تمام محرمات کو حلال سمجھنا، ہر حلال کو حرام سمجھنا، تمام گناہوں کا مرتکب ہونا، ہر قسم کی اطاعت سے خارج ہونا، تمام فسادات کو جائز سمجھنا اور ہر حق کو باطل کرنا ایک یقینی امر تھا۔ اگر جائز ہوتا کہ خدا کو یکتا نہ جانیں اور اس کے غیر کو بھی، خدا سمجھیں تو تب جائز تھا کہ ابلیس یہ دعویٰ کرے کہ دوسرا خدا میں ہوں

کہ وہ تمام احکام میں خداوند متعال سے مقابلہ کرے اور لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے (اگر ایسا ہو تو) اس میں کفر عظیم تر اور نفاق شدید تر ہو جاتا۔ (عیونِ اخبار الرضاؑ، ج۲، ص۱۰۰)

اللہ تعالیٰ کا وجوبِ اقرار کیا ہے؟

إِنْ قَالَ قَائِلٌ: لِمَ وَجَبَ عَلَيْهِمُ الْإِقْرَارُ بِاللّٰهِ بِأَنَّهُ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ؟

قِيلَ: لِعِلَلٍ مِنْهَا أَنْ لَا يَكُونُوا قَاصِدِينَ نَحْوَهُ بِالْعِبَادَةِ وَالطَّاعَةِ دُونَ غَيْرِهِ غَيْرَ مُشْتَبِهٍ عَلَيْهِمْ أَمْرُ رَبِّهِمْ وَصَانِعِهِمْ وَرَازِقِهِمْ.

وَمِنْهَا أَنَّهُمْ لَوْ لَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ لَمْ يَدْرُوا لَعَلَّ رَبَّهُمْ وَصَانِعَهُمْ هَذِهِ الْأَصْنَامُ الَّتِي نَصَبَهَا لَهُمْ آبَاؤُهُمْ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنِّيرَانُ إِذَا كَانَ جَائِزاً أَنْ يَكُونَ عَلَيْهِمْ مُشْتَبِهٌ وَكَانَ يَكُونُ فِي ذٰلِكَ الْفَسَادُ وَتَرْكُ طَاعَاتِهِ كُلِّهَا وَارْتِكَابُ مَعَاصِيهِ كُلِّهَا عَلَى قَدْرِ مَا يَتَنَاهَى إِلَيْهِمْ مِنْ أَخْبَارِ هٰذِهِ الْأَرْبَابِ وَأَمْرِهَا وَنَهْيِهَا وَمِنْهَا أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِمْ أَنْ يَعْرِفُوا أَنْ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ لَجَازَ عِنْدَهُمْ أَنْ يَجْرِيَ عَلَيْهِ مَا يَجْرِي عَلَى الْمَخْلُوقِينَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْجَهْلِ وَالتَّغْيِيرِ وَالزَّوَالِ وَالْفَنَاءِ وَالْكَذِبِ وَالْإِعْتِدَاءِ وَمَنْ جَازَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْأَشْيَاءُ لَمْ يُؤْمَنْ فَنَاؤُهُ وَلَمْ يُوثَقْ بِعَدْلِهِ وَلَمْ يُحَقَّقْ قَوْلُهُ وَأَمْرُهُ وَنَهْيُهُ وَوَعْدُهُ وَوَعِيدُهُ وَثَوَابُهُ وَعِقَابُهُ وَفِي

ذٰلِكَ فَسَادُ الْخَلْقِ وَاِبْطَالُ الرُّبُوْبِيَّةِ.

اگر کوئی پوچھے کہ ان (بندوں) پر کیوں واجب ہے کہ وہ اقرار کریں کہ اس (اللہ) کے مانند کوئی چیز نہیں ہے تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ اس کی بہت سی علتیں اور اسباب ہیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے سوا کسی دوسرے کا قصد نہ کریں اور اس کے غیر کی عبادت و اطاعت نہ کریں تا کہ ان کے پروردگار کا اثر ان پر مشتبہ نہ ہوا اور غیر کو اپنا رازق گمان نہ کریں۔ ثانیاً یہ کہ اگر نہ جانیں کہ اس کے مانند کوئی نہیں ہے تو ممکن تھا کہ وہ نہ سمجھتے اور بتوں کو اپنا رازق و خالق تصور کرتے، وہی چیزیں کہ جن کو ان کے آبا نے اپنے معبود قرار دے رکھا تھا مثلاً سورج، چاند، آگ اور اس طرح کے دوسرے موجودات، جب یہ جائز ہوتا کہ خدا کی نظیر و مثال ہو تو امر ان پر مشتبہ ہو جاتا۔ اس صورت میں فساد و تباہی، تمام واجبات کو ترک کرنا اور تمام گناہوں کا مرتکب ہونا اس حد تک ہوتا کہ ان ارباب کے اخبار و فرامین اور امر و نہی ان تک پہنچے ہوتے۔ دیگر یہ کہ اگر واجب نہ ہوتا کہ وہ جان لیں، خدا کی مثل کوئی نہیں ہے تو بہر صورت جائز ہوتا کہ وہ فکر کرے کہ اس پر وہ تمام کچھ جاری ہے، جو اس کی مخلوق پر جاری ہے، مثلاً عاجزی، جہالت، حالت کا بدلنا، زوال پذیر ہونا، نابود ہونا، جھوٹ بولنا، ظلم و زیادتی کرنا (وغیرہ وغیرہ) پس وہ کہ جس کے لیے یہ تمام ممکن ہو تو اس کے باقی رہنے کی اُمید اور اس کی عدالت پر اطمینان نہیں ہے، اس کا قول، امر، نہی، وعدہ و وعید اور ثواب و عتاب محقق و ثابت نہیں ہوگا۔ اس صورت میں وہ فسادِ عالم اور ابطال ربوبیت کا موجب ہوگا۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۱۰۱)

دیدارِ رب ذوالجلال اور اہلِ بہشت

عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ صَالِحِ الْهَرَوِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا علیہ السلام : يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ فِي

الْحَدِيثِ الَّذِي يَرْوِيهِ أَهْلُ الْحَدِيثِ أَنَّ الْمُؤْمِنِينَ يَزُورُونَ رَبَّهُمْ مِنْ مَنَازِلِهِمْ فِي الْجَنَّةِ؟

فَقَالَ عليه السلام : يَا أَبَا الصَّلْتِ ، إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَضَّلَ نَبِيَّهُ مُحَمَّداً صلى الله عليه وآله وسلم عَلَى جَمِيعِ خَلْقِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْمَلَائِكَةِ وَجَعَلَ طَاعَتَهُ طَاعَتَهُ وَمُبَايَعَتَهُ وَزِيَارَتَهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ زِيَارَتَهُ ، فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ: ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ وَقَالَ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾.

وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم : مَنْ زَارَنِي فِي حَيَاتِي أَوْ بَعْدَ مَوْتِي فَقَدْ زَارَ اللَّهَ وَ دَرَجَةُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم فِي الْجَنَّةِ أَرْفَعُ الدَّرَجَاتِ، فَمَنْ زَارَهُ فِي دَرَجَتِهِ فِي الْجَنَّةِ مِنْ مَنْزِلِهِ فَقَدْ زَارَ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.

قَالَ: قُلْتُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ فَمَا مَعْنَى الْخَبَرِ الَّذِي رَوَوْهُ أَنَّ ثَوَابَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ اللَّهِ؟

فَقَالَ صلى الله عليه وآله وسلم : يَا أَبَا الصَّلْتِ فَمَنْ وَصَفَ اللَّهَ بِوَجْهٍ كَالْوُجُوهِ فَقَدْ كَفَرَ وَلٰكِنَّ وَجْهَ اللَّهِ أَنْبِيَاؤُهُ وَرُسُلُهُ وَحُجَجُهُ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتُ اللَّهِ هُمُ الَّذِينَ بِهِمْ يُتَوَجَّهُ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَ إِلَى دِينِهِ وَمَعْرِفَتِهِ فَقَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ. وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَقَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ فَالنَّظَرُ إِلَى أَنْبِيَاءِ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَحُجَجِهِ عليهم السلام فِي

دَرَجَاتِهِمْ ثَوَابٌ عَظِيمٌ لِلْمُؤْمِنِينَ.

وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ أَبْغَضَ أَهْلَ بَيْتِي وَعِتْرَتِي لَمْ يَرَنِي وَلَمْ أَرَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَقَالَ ﷺ: إِنَّ فِيكُمْ مَنْ لَا يَرَانِي بَعْدَ أَنْ يُفَارِقَنِي يَا أَبَا الصَّلْتِ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يُوصَفُ بِمَكَانٍ وَلَا يُدْرَكُ بِالْأَبْصَارِ وَالْأَوْهَامِ.

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ أَهُمَا الْيَوْمَ مَخْلُوقَانِ؟

قَالَ: نَعَمْ وَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَرَأَى النَّارَ لَمَّا عُرِجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ.

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ قَوْماً يَقُولُونَ إِنَّهُمَا الْيَوْمَ مُقَدَّرَتَانِ غَيْرُ مَخْلُوقَتَيْنِ؟

فَقَالَ: مَا أُولَئِكَ مِنَّا وَلَا نَحْنُ مِنْهُمْ مَنْ أَنْكَرَ خَلْقَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَقَدْ كَذَّبَ النَّبِيَّ ﷺ وَكَذَّبَنَا وَلَيْسَ مِنْ وَلَايَتِنَا عَلَى شَيْءٍ وَيُخَلَّدُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ. يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَمَّا عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ، أَخَذَ بِيَدِي جَبْرَئِيلُ علیہ السلام: فَأَدْخَلَنِي الْجَنَّةَ فَنَاوَلَنِي مِنْ رُطَبِهَا، فَأَكَلْتُهُ، فَتَحَوَّلَ ذَلِكَ نُطْفَةً فِي صُلْبِي، فَلَمَّا هَبَطْتُ إِلَى الْأَرْضِ وَاقَعْتُ خَدِيجَةَ، فَحَمَلَتْ بِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ، فَفَاطِمَةُ حَوْرَاءُ إِنْسِيَّةٌ، فَكُلَّمَا اشْتَقْتُ إِلَى رَائِحَةِ الْجَنَّةِ شَمِمْتُ

یَا اِبْنَةَ ابْنَتِی فَاطِمَة.

اباصلت ہروی کہتے ہیں: میں نے جناب امام رضا علیہ السلام سے پوچھا: (اے مولاؑ!) آپؑ کا اس حدیث کے بارے میں کیا نظریہ ہے جسے اصحابِ حدیث نے نقل کیا ہے کہ "اہلِ ایمان جنت میں اپنے مقام و مرتبہ پر خدا کی زیارت کریں گے"۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوقات حتیٰ کہ فرشتوں اور انبیائے عظام پر فضیلت و برتری عطا کی ہے، ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت، ان کی اتباع کو اپنی اتباع اور دنیا و آخرت میں ان کی زیارت کو اپنی زیارت قرار دیا ہے۔

اس دعویٰ پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جس نے پیغمبر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی'' (سورۂ نساء، آیہ ۸۰)۔ ایک اور جگہ پر فرمایا: ''بے شک وہ لوگ جو آپؐ کی بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ خدا کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ (بیعت کرنے کے لیے) ان کے ہاتھوں کے اُوپر ہے''۔ (سورۂ الفتح، آیہ ۱۰)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے میری زندگی میں یا میری موت کے بعد میری زیارت کی، گویا کہ اس نے خدا کی زیارت کی ہے۔ بہشت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام و مرتبہ تمام مرتبوں سے بالاتر ہے، پس جس کسی نے جنت میں اپنے درجہ پر آنحضرتؐ کی زیارت کی، اس نے خداوند متعال کی زیارت کی ہے۔

اباصلت کہتے ہیں: میں نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! اس روایت کے معنی کیا ہیں کہ "لا الٰہ الا اللہ کہنے کا ثواب چہرۂ خدا پر نظر کرنے کا ثواب ہے"۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی اس طرح کہے کہ اللہ کا چہرہ دوسری مخلوق کی طرح ہے تو وہ کافر ہے، لیکن خدا کا چہرہ اس کے انبیاءؑ، رُسل اور اس کی حجتیں علیہم صلوات اللہ ہیں، وہ ایسی ہستیاں ہیں کہ لوگ ان کے ذریعے خدا، دین اور اس کی معرفت کی طرف

متوجہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جو بھی زمین پر ہے، سب فنا ہو جانے والا ہے، صرف تمھارے رب کی ذات جو صاحب جلال و اکرام ہے وہی باقی رہنے والی ہے''۔ (سورۂ رحمٰن، ۲۶، ۲۷)۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا: ''اس کی ذات کے ماسوا ہر شے ہلاک ہونے والی ہے'' (سورۂ قصص، آیہ ۸۸)۔ پس پیامبرانِ الٰہی اور خدا کی حجتوں کی طرف ان کے درجات میں نگاہ کرنا روزِ قیامت مومنین کے لیے ایک عظیم ثواب ہے۔

رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: جو شخص میرے اہلِ بیتؑ اور عترت سے دوستی نہ رکھتا ہو تو وہ قیامت کے دن مجھے نہیں دیکھے گا اور میں اسے نہیں دیکھوں گا۔ رسولِ خدا ﷺ نے یہ بھی فرمایا: تم میں ایسے لوگ بھی ہیں، جو مجھ سے جدا ہونے کے بعد مجھے نہیں دیکھیں گے۔

اے اباصلت! خداوند تبارک و تعالیٰ کا مکان نہیں ہے، آنکھوں سے دیکھا نہیں جاتا اور عقلیں اس کی کنہ اور حقیقت تک نہیں پہنچ سکتیں۔

راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! مجھے جنت و جہنم کے بارے میں بتائیں کہ کیا وہ دونوں خلق ہو چکے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، رسولؐ خدا جب معراج کے موقع پر بہشت میں داخل ہوئے اور آپؐ نے دوزخ کو بھی دیکھا ہے۔

میں نے عرض کیا: کچھ لوگ اس بات کے معتقد ہیں کہ یہ دونوں صرف مقرر ہوئے ہیں، خلق نہیں ہوئے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ ہم میں سے ہیں اور نہ ہم ان سے ہیں، جو کوئی بھی جنت کی خلقت کا انکار کرے، اس نے رسولِ خدا ﷺ کو اور ہمیں جھٹلایا ہے، اس کا شمار اہلِ ولایت اور ہمارے دوستوں میں سے نہیں ہوگا اور وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں

رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "یہی وہ جہنم ہے، جس کا مجرمین انکار کر رہے تھے، اب وہ اس کے اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان چکر لگاتے پھریں گے" (سورۂ رحمٰن، آیہ ۴۳-۴۴)۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: "جب میں معراج پر گیا تو جبرئیلؑ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت میں لے گئے اور مجھے بہشتی کھجور دی جو کہ میں نے کھائی، وہ میری صلب میں نطفہ میں تبدیل ہوئی اور جس وقت میں زمین پر واپس آیا تو خدیجہؑ سے نزدیکی کی اور وہ فاطمہؑ (کے نور) سے حاملہ ہوئیں، لہٰذا میری بیٹی فاطمہؑ ایسی حور ہے جو جنسِ بشر سے ہے، جب بھی میں بہشت کی خوشبو کا مشتاق ہوتا ہوں تو اپنی بیٹی فاطمہؑ کو سونگھتا ہوں۔ (الاحتجاج، ج۲، ص۳۰۹)

کیا خدا کی وحدانیت بشر کے مانند ہے؟

عَنِ الْفَتْحِ بْنِ يَزِيدَ الْجُرْجَانِيِّ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ فِي اللهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿هُوَ اللَّطِيفُ، الْخَبِيرُ﴾ ، السَّمِيعُ الْبَصِيرُ، الْوَاحِدُ، الْأَحَدُ ، الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُواً أَحَدٌ، مُنْشِئُ الْأَشْيَاءِ وَمُجَسِّمُ الْأَجْسَامِ وَمُصَوِّرُ الصُّوَرِ، لَوْ كَانَ كَمَا يَقُولُونَ، لَمْ يُعْرَفِ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوقِ وَلَا الْمُنْشِئُ مِنَ الْمُنْشَاءِ، لٰكِنَّهُ الْمُنْشِئُ فَرَقَ بَيْنَ مَنْ جَسَّمَهُ وَصَوَّرَهُ وَأَنْشَأَهُ إِذْ كَانَ لَا يُشْبِهُهُ شَيْءٌ وَلَا يُشْبِهُ هُوَ شَيْئاً.

قُلْتُ: أَجَلْ جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ، لٰكِنَّكَ قُلْتَ: الْأَحَدُ الصَّمَدُ وَقُلْتَ: لَا يُشْبِهُ شَيْئاً وَاللهُ وَاحِدٌ وَالْإِنْسَانُ وَاحِدٌ، أَلَيْسَ قَدْ تَشَابَهَتِ الْوَاحْدَانِيَّةُ؟

قَالَ عليه السلام : يَافَتْحُ أَحَلْتَ ثَبَّتَكَ اللهُ تَعَالَى إِنَّمَا التَّشْبِيهُ

فِي الْمَعَانِي ، فَأَمَّا فِي الْأَسْمَاءِ فَهِيَ وَاحِدَةٌ وَهِيَ دَلَالَةٌ عَلَى الْمُسَمَّى وَذٰلِكَ أَنَّ الْإِنْسَانَ وَ إِنْ قِيلَ: وَاحِدٌ فَإِنَّمَا يُخْبَرُ أَنَّهُ جُثَّةٌ وَاحِدَةٌ وَلَيْسَ بِاثْنَيْنِ،

فَالْإِنْسَانُ نَفْسُهُ لَيْسَتْ بِوَاحِدَةٍ ، لِأَنَّ أَعْضَاءَهُ مُخْتَلِفَةٌ وَأَلْوَانَهُ مُخْتَلِفَةٌ كَثِيرَةٌ ، غَيْرُ وَاحِدَةٍ وَهُوَ أَجْزَاءٌ مُجَزَّاةٌ لَيْسَتْ بِسَوَاءٍ دَمُهُ غَيْرُ لَحْمِهِ وَلَحْمُهُ غَيْرُ دَمِهِ وَعَصَبُهُ غَيْرُ عُرُوقِهِ وَشَعْرُهُ غَيْرُ بَشَرِهِ وَسَوَادُهُ غَيْرُ بَيَاضِهِ وَكَذٰلِكَ سَائِرُ جَمِيعِ الْخَلْقِ، فَالْإِنْسَانُ وَاحِدٌ فِي الْإِسْمِ لَا وَاحِدٌ فِي الْمَعْنَى وَاللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهُ وَاحِدٌ لَا وَاحِدَ غَيْرُهُ، لَا اخْتِلَافَ فِيهِ وَلَا تَفَاوُتَ وَلَا زِيَادَةَ وَلَا نُقْصَانَ، فَأَمَّا الْإِنْسَانُ الْمَخْلُوقُ، الْمَصْنُوعُ، الْمُؤَلَّفُ مِنْ أَجْزَاءٍ مُخْتَلِفَةٍ وَجَوَاهِرَ شَتَّى غَيْرَ أَنَّهُ بِالْاِجْتِمَاعِ شَيْءٌ وَاحِدٌ.

قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، فَرَّجْتَ عَنِّي فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْكَ، فَقَوْلَكَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ، فَسِّرْهُ لِي كَمَا فَسَّرْتَ الْوَاحِدَ، فَإِنِّي أَعْلَمُ أَنَّ لُطْفَهُ عَلَى خِلَافِ لُطْفِ خَلْقِهِ لِلْفَصْلِ، غَيْرَ أَنِّي أُحِبُّ أَنْ تَشْرَحَ لِي ذٰلِكَ.

فَقَالَ: يَافَتْحُ ، إِنَّمَا قُلْنَا اللَّطِيفُ لِلْخَلْقِ اللَّطِيفِ وَلِعِلْمِهِ بِالشَّيْءِ اللَّطِيفِ وَغَيْرِ اللَّطِيفِ وَفِي الْخَلْقِ اللَّطِيفِ مِنَ الْحَيَوَانِ الصِّغَارِ مِنَ الْبَعُوضِ وَالْجِرْجِسِ وَمَا هُوَ أَصْغَرُ مِنْهَا مَالَا تَكَادُ تَسْتَبِينُهُ الْعُيُونُ، بَلْ لَا يَكَادُ يُسْتَبَانُ لِصِغَرِهِ الذَّكَرُ مِنَ الْأُنْثَى وَالْحَدَثُ الْمَوْلُودُ مِنَ الْقَدِيمِ،

فَلَمَّا رَأَيْنَا صِغَرَ ذٰلِكَ فِي لُطْفِهِ وَاهْتِدَاءَهُ لِلسِّفَادِ وَالْهَرَبَ مِنَ الْمَوْتِ وَالْجَمْعَ لِمَا يُصْلِحُهُ مِمَّا فِي لُجَجِ الْبِحَارِ وَمَا فِي لِحَاءِ الْأَشْجَارِ وَالْمَفَاوِزِ وَالْقِفَارِ وَفَهْمَ بَعْضِهَا عَنْ بَعْضٍ مَنْطِقَهَا وَمَا تَفْهَمُ بِهِ أَوْلَادُهَا عَنْهَا وَنَقْلَهَا الْغِذَاءَ إِلَيْهَا ثُمَّ تَأْلِيفَ أَلْوَانِهَا حُمْرَةٌ مَعَ صُفْرَةٍ وَبَيَاضُهَا مَعَ خُضْرَةٍ وَمَا لَا تَكَادُ عُيُونُنَا تَسْتَبِينُهُ بِتَمَامِ خَلْقِهَا وَلَا تَرَاهُ عُيُونُنَا وَلَا تَلْمِسُهُ أَيْدِينَا عَلِمْنَا أَنَّ خَالِقَ هٰذَا الْخَلْقِ لَطِيفٌ لَطُفَ فِي خَلْقِ مَا سَمَّيْنَا بِلَا عِلَاجٍ وَلَا أَدَاةٍ وَلَا آلَةٍ إِنَّ كُلَّ صَانِعِ شَيْءٍ فَمِنْ شَيْءٍ صَنَعَهُ وَاللّٰهُ الْخَالِقُ اللَّطِيفُ الْجَلِيلُ خَلَقَ وَصَنَعَ لَا مِنْ شَيْءٍ.

فتح بن یزید جرجانی نے ابوالحسن جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آپؑ سے اللہ تعالیٰ کی شان کے بارے میں سنا کہ آپؑ نے فرمایا: (هُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ...... سورۂ انعام، آیہ ۱۰۳) "وہ سمیع ہے یعنی سنتا ہے، وہ بصیر ہے یعنی دیکھتا ہے"۔ وہ واحد ہے، یعنی اپنی ذات میں تنہا ہے، وہ اَحد ہے یعنی معنی میں یکتا ہے، وہ صمد ہے یعنی بزرگی اس پر ختم ہے، اس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے، وہ چیزوں کو ایجاد کرنے والا ہے، وہ اجسام کو مضبوط کرنے والا ہے، وہ چہروں کی تصویر کشی کرنے والا ہے۔ اگر خدا اس طرح سے ہوتا، جس طرح بعض کہتے ہیں تو خالق کی مخلوق سے اُس کی شناخت نہ ہو سکتی۔ ایجاد کرنے والے اور ایجاد ہونے والے میں پہچان نہ ہوتی، لیکن وہ اس کے درمیان کہ جس نے مضبوط کیا، صورت بنائی اور ایجاد کیا، فرق اور جدائی کا موجد ہے، کیونکہ وہ ایسا موجود ہے، جس کے مشابہ کوئی چیز نہیں اور نہ وہ کسی چیز کے مشابہ ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں، جو کچھ آپؑ نے فرمایا: میں اسے تسلیم کرتا ہوں، لیکن آپؑ نے جو یہ فرمایا: خدا اَحد ہے، صَمد ہے اور آپؑ نے فرمایا کہ کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں ہے، اللہ واحد ہے اور انسان بھی واحد ہے، کیا اس کی وحدانیت دوسرے سے مشابہ نہیں ہے؟

جناب امام رضاؑ نے فرمایا: اے فتح! اللہ تعالیٰ آپ کے یقین کو محکم رکھے، یہاں پر مقصود معنی میں تشبیہ ہے، جو مقامِ معنی میں ہے لیکن اسما میں انسان اور خدا میں واحد کا مفاد متحد ہے اور وہ مسمیٰ پر دلالت ہے۔ لیکن معنی میں ایسا نہیں ہے کیونکہ جب کہا جائے کہ انسان واحد ہے تو اس سے مقصود اس بات کی خبر دینا ہے کہ وہ ایک بدن ہے، دو بدن نہیں ہیں۔

پس نفسِ انسان ایک نہیں ہے کیوں کہ اس کے اعضا مختلف ہیں۔ رنگ جدا جدا ہیں (یعنی) زیادہ ہیں، ایک نہیں۔ وہ ایسے اجزا سے مرکب ہے کہ ہر جز دوسرے جز کا غیر ہے۔ ایک جز دوسرے کے مساوی نہیں ہے، اس کا خون اس کے گوشت کا غیر ہے، اس کا گوشت اس کے خون کا غیر ہے، اس کے پٹھے اس کی رگوں کے غیر ہیں، اس کے بال اس کی جلد کا غیر ہیں۔ اس کی سیاہی اس کی سفیدی کی غیر ہے اور اسی طرح اس کے دوسرے تمام اعضا ہیں جو اس میں خلق ہوئے ہیں۔

پس انسان اسم میں تو واحد ہے لیکن معنی میں واحد نہیں ہے اور اللہ جل جلالہ ایسا واحد ہے کہ اس کا غیر اُس سا واحد نہیں ہے۔ اس میں اختلاف، فرق، زیادتی اور کمی نہیں ہے۔ پس انسان ایسی مصنوعی مخلوق ہے جو مختلف اجزا سے مرکب ہے اور اس کے کثیر جواہر اس کے علاوہ ہیں حالانکہ وہ مجموع واحد ہے اور ایک چیز ہے، یعنی اس واحد بالاجتماع سے مراد اسم میں واحد ہے اور اختلاف اور انسان پر واحد کے صادق نہ آنے سے مراد یہ ہے کہ وہ معنی میں مختلف ہے، یعنی مقصود معنی ہے نہ کہ لفظ۔

فتح بن یزید جرجانی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں، آپؑ نے میری گرہ کھولی ہے خداوند متعال آپؑ کی گرہ کھولے (یعنی آپؑ نے میری مشکل حل کی ہے، خدا آپؑ کی مشکل حل کرے)۔ پس آپؑ نے جس طرح سے "واحد" کی تفسیر کی ہے اسی طرح میرے لیے اَللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ کی تفسیر فرمائیں۔ میں یہ تو جانتا ہوں کہ اللہ کی لطافت اس کی مخلوق کی لطافت کی غیر ہے، اس جہت سے خالق اور مخلوق کے درمیان فرق ہے، لیکن میں پسند کرتا ہوں کہ آپؑ میرے لیے اس کی وضاحت فرمائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے فتح! ہم لطیف کا اطلاق خلقِ لطیف پر کرتے ہیں اور لطیف اور غیر لطیف شے کے علم کی وجہ سے بھی لطیف کہتے ہیں۔ خلقِ لطیف میں سے چھوٹے حیوانات جیسے مچھر اور جوں اور جو اِن سے بھی چھوٹے ہیں کہ جنھیں آنکھیں نہیں دیکھ سکتی ہیں بلکہ ان کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے ان میں نر اور مادہ کے درمیان تمیز نہ کی جا سکتی اور ان میں جدید و قدیم (یعنی نومولود اور بوڑھے) میں تشخیص ممکن نہیں ہے۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج ۱، ص ۱۲۹)

کیا اللہ تعالیٰ بندوں کو اس پر مکلف کرتا ہے، جو ان کی قدرت میں نہیں ہوتا؟

إِبْرَاهِيمَ بْنَ الْعَبَّاسِ يَقُولُ: سَمِعْتُ الرِّضَا علیہ السلام وَقَدْ سَأَلَهُ رَجُلٌ أَيُكَلِّفُ اللهُ الْعِبَادَ مَا لَا يُطِيقُونَ؟

فَقَالَ: هُوَ أَعْدَلُ مِنْ ذٰلِكَ.

قَالَ: أَفَيَقْدِرُونَ عَلَى كُلِّ مَا أَرَادُوهُ؟

قَالَ: هُمْ أَعْجَزُ مِنْ ذٰلِكَ.

ابراہیم بن عباس کہتے ہیں: میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ جب کسی شخص نے ان سے سوال کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ بندوں کو اس کا مکلف کرتا ہے جسے بجا لانا ان کی

قدرت میں نہیں ہوتا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا عدل اس قسم کی تکلیف اور ذمہ داری سے کہیں زیادہ ہے۔

اس شخص نے کہا: کیا بندوں میں یہ قدرت ہے کہ وہ ہر چیز کا ارادہ کریں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: بندے ایسا ارادہ کرنے سے عاجز ہیں۔(عیون اخبار الرضاؑ، ج۱،ص۱۴۲)

کیا خداوند عالم اس چیز سے آگاہ ہے جو موجود نہیں ہے؟

الْحُسَيْنُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا علیہ السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ أَيَعْلَمُ اللهُ الشَّيْءَ الَّذِي لَمْ يَكُنْ أَنْ لَوْ كَانَ كَيْفَ كَانَ يَكُونُ؟

قَالَ: إِنَّ اللهَ تَعَالَى هُوَ الْعَالِمُ بِالْأَشْيَاءِ قَبْلَ كَوْنِ الْأَشْيَاءِ، قَالَ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ وَقَالَ: لِأَهْلِ النَّارِ: ﴿وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ﴾ فَقَدْ عَلِمَ عَزَّوَجَلَّ أَنَّهُ لَوْ رَدَّهُمْ ، لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَقَالَ لِلْمَلَائِكَةِ لَمَّا قَالَتْ ﴿أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ فَلَمْ يَزَلِ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عِلْمُهُ سَابِقًا لِلْأَشْيَاءِ قَدِيماً قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَهَا، فَتَبَارَكَ اللهُ رَبُّنَا وَتَعَالَى عُلُوًّا كَبِيرًا، خَلَقَ الْأَشْيَاءَ وَعِلْمُهُ بِهَا سَابِقٌ لَهَا كَمَا شَاءَ كَذٰلِكَ رَبُّنَا لَمْ يَزَلْ عَالِمًا سَمِيعًا بَصِيرا.

حسین بن بشار سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضاؑ سے سوال کیا: کیا اللہ تعالیٰ اس چیز کا عالم ہے جو نہیں ہے، یعنی اگر وہ ہوتی تو کس کیفیت میں ہوتی؟

امام ؑ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمام اشیا کے وجود سے قبل ان کا عالم تھا اور ہے جیسا کہ اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے: "بے شک ہم تمھارے اعمال کو برابر لکھوا رہے تھے" (یعنی تم اس کے بعد جو عمل انجام دیتے ہو ہم نے اس سے پہلے اسے لکھ رکھا ہے) (سورۂ جاثیہ، آیہ ۲۹)۔

اور اہلِ جہنم سے کہا: "اگر یہ (دنیا میں) پلٹ بھی دیے جائیں تو وہی کریں گے جس سے یہ روکے گئے تھے اور یہ سب جھوٹے ہیں" (سورۂ انعام، آیہ ۲۸)۔ پس اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ اگر دنیا کی طرف پلٹائے جائیں تو وہی انجام دیں گے جن سے انھیں روکا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: جب انھوں نے کہا: کیا زمین میں اسے خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد برپا کرے، اور خون ریزی کرے، جبکہ ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں تو ارشاد ہوا جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے ہو" (سورۂ بقرہ، آیہ ۳۰)۔ پس حق تعالیٰ کا علم ہمیشہ اشیا کو خلق کرنے سے قبل اور قدیم ہے۔ پس ہمارا خدا پاک و منزّہ ہے اور اس کا مرتبہ ہر صفت سے بلند ہے اور وہ عظیم الشان ہے، اس نے اشیا کو اپنی مشیت کے مطابق خلق کیا ہے اور وہ ان سے قبل ان کا عالم تھا، ہمارا پروردگار ایسا ہے اور وہ ہمیشہ جاننے والا، سننے والا اور دیکھنے والا ہے

(عیون اخبار الرضاؑ، ج ۱، ص ۱۱۸)

کیا اللہ جل جلالہ شے ہے؟

عَنِ الْيَقْطِينِيِّ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو الْحَسَنِ ؑ: مَا تَقُولُ إِذَا قِيلَ لَكَ أَخْبِرْنِي عَنِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ أَشَيْءٌ هُوَ أَمْ لَا

شَیْءٌ هُوَ؟

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ أَثْبَتَ عَزَّوَجَلَّ نَفْسَهُ شَيْئًا حَيْثُ يَقُولُ: ﴿قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً ۖ قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ﴾ فَأَقُولُ: إِنَّهُ شَيْءٌ لَا كَالْأَشْيَاءِ إِذْ فِي نَفْيِ الشَّيْئِيَّةِ عَنْهُ إِبْطَالُهُ وَنَفْيُهُ قَالَ لِي صَدَقْتَ وَأَصَبْتَ.

ثُمَّ قَالَ الرِّضَا علیہ السلام: لِلنَّاسِ فِي التَّوْحِيدِ ثَلَاثَةُ مَذَاهِبَ نَفْيٌ وَتَشْبِيهٌ وَ إِثْبَاتٌ بِغَيْرِ تَشْبِيهٍ فَمَذْهَبُ النَّفْيِ لَا يَجُوزُ وَمَذْهَبُ التَّشْبِيهِ لَا يَجُوزُ لِأَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يُشْبِهُهُ شَيْءٌ وَالسَّبِيلُ فِي الطَّرِيقَةِ الثَّالِثَةِ إِثْبَاتٌ بِلَا تَشْبِيهٍ.

یقطینی کہتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اگر کوئی تجھے یہ کہے کہ خدا شے ہے یا نہیں، تو کیا جواب دو گے؟

یقطینی کہتے ہیں، میں نے کہا: میں اس سے کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے آپ پر شے کا اطلاق کیا ہے۔ ایک مقام پر اس کا ارشاد ہے: ”آپ کہہ دیجیے کہ گواہی کے لیے سب سے بڑی چیز کیا ہے تو بتا دیجیے کہ خدا ہمارے اور تمھارے درمیان گواہ ہے“ (سورۂ انعام، آیہ ۱۹)

پس میں کہوں گا: وہ شے ہے البتہ دوسری اشیا کی طرح نہیں ہے کیوں کہ اگر کوئی کہے کہ خدا شے نہیں ہے تو اس کا لازمہ وجودِ خدا کا انکار ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم نے درست جواب دیا ہے۔ پھر فرمایا: خدا پر شے کے اطلاق کے بارے میں تین قول ہیں:

۱) خدا سے شے ہونے کی نفی۔

۲) شے ہونے میں خدا کو دوسری مخلوقات کے ساتھ تشبیہ دینا۔

۳) اللہ تعالیٰ کے لیے مخلوقات سے تشبیہ دیے بغیر شے کا ثابت ہونا۔

پہلا اور دوسرا قول درست نہیں ہے، فقط تیسرا قول ٹھیک ہے کہ مخلوقات سے تشبیہ دیے بغیر اللہ تعالیٰ کے لیے شے ہونا ثابت ہے۔ (بحارالانوار، ج ۳، ص ۲۶۳)

حضرت موسیٰؑ کی خدا سے گفتگو کی کیفیت کے بارے میں سوال

سَأَلَ أَبُو قُرَّةَ الْمُحَدِّثُ عَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: أَخْبِرْنِي جَعَلَنِيَ اللَّهُ فِدَاكَ عَنْ كَلَامِ اللَّهِ لِمُوسَى؟

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَللَّهُ أَعْلَمُ بِأَيِّ لِسَانٍ كَلَّمَهُ بِالسُّرْيَانِيَّةِ أَمْ بِالْعِبْرَانِيَّةِ.

فَأَخَذَ أَبُو قُرَّةَ بِلِسَانِهِ فَقَالَ: إِنَّمَا أَسْأَلُكَ عَنْ هٰذَا اللِّسَانِ؟

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: سُبْحَانَ اللَّهِ مِمَّا تَقُولُ وَمَعَاذَ اللَّهِ أَنْ يُشْبِهَ خَلْقَهُ أَوْ يَتَكَلَّمَ بِمِثْلِ مَا هُمْ مُتَكَلِّمُونَ وَلٰكِنَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَلَا كَمِثْلِهِ قَائِلٌ فَاعِلٌ.

قَالَ: كَيْفَ ذٰلِكَ؟

قَالَ: كَلَامُ الْخَالِقِ لِمَخْلُوقٍ لَيْسَ كَكَلَامِ الْمَخْلُوقِ لِمَخْلُوقٍ وَلَا يَلْفِظُ بِشَقِّ فَمٍ وَلِسَانٍ وَلٰكِنْ يَقُولُ لَهُ كُنْ فَكَانَ بِمَشِيئَتِهِ مَا خَاطَبَ بِهِ مُوسَى مِنَ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ مِنْ غَيْرِ تَرَدُّدٍ فِي نَفَسٍ.

ابوقرہ نے جناب امام رضا علیہ السلام سے کہا: آپؑ پر قربان جاؤں آپؑ حضرت

موسیٰؑ کی خدا سے گفتگو کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: خدا بہتر جانتا ہے کہ اس نے ان کے ساتھ کس زبان سے گفتگو کی ہے، وہ سریانی تھی یا عبرانی؟

ابوقرہ نے اپنی زبان نکالی اور کہا: آپؑ سے میرا سوال اس زبان کے بارے میں ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو تم کہتے ہو، خدا اس سے منزہ ہے، وہ اس سے کہیں بلند وبالا ہے کہ اپنی مخلوقات سے مشابہت رکھتا ہو، یا ان کے مانند کلام کرے، یہ جاننا ضروری ہے کہ اس کے مانند کوئی شے نہیں ہے اور اس کی مثل نہ کوئی گفتگو کرنے والا ہے اور نہ ہی کام کرنے والا۔

ابوقرہ نے کہا: یہ کیسے ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کا اپنی مخلوق سے ہم کلام ہونا اس طرح سے نہیں ہے جس طرح مخلوق ہم کلام ہوتی ہے، وہ منہ کو کھولنے اور بند کرنے اور زبان کی حکمت سے گفتگو نہیں کرتا، بلکہ وہ الفاظ کو ایجاد کرتا ہے، پس وہ انہی الفاظ کے ساتھ جناب موسیٰؑ کے ساتھ امرونہی کے بارے میں مخاطب ہوا، وہ بھی اس کے بغیر کہ جناب موسیٰ کے ساتھ اپنی گفتگو میں ذرا برابر غور وخوض کرے۔ (بحار الانوار، ج ۴، ص ۱۵۲)

توحید کیا ہے؟

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: جِئْتُ إِلَى الرِّضَا عليه السلام أَسْأَلُهُ عَنِ التَّوْحِيدِ؟

فَأَمْلَى عَلَيَّ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ الْأَشْيَاءِ إِنْشَاءً وَمُبْتَدِعِهَا ابْتِدَاءً بِقُدْرَتِهِ وَحِكْمَتِهِ لَا مِنْ شَيْءٍ فَيَبْطُلَ الْاِخْتِرَاعُ وَلَا لِعِلَّةٍ، فَلَا يَصِحُّ الْاِبْتِدَاعُ خَلَقَ مَاشَاءَ كَيْفَ شَاءَ

مُتَوَحِّداً بِذَٰلِكَ لِاِظْهَارِ حِكْمَتِهِ وَحَقِيقَةِ رُبُوبِيَّتِهِ لَا تَضْبِطُهُ الْعُقُولُ وَلَا تَبْلُغُهُ الْاَوْهَامُ وَلَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَلَا يُحِيطُ بِهِ مِقْدَارٌ عَجَزَتْ دُونَهُ الْعِبَارَةُ وَكَلَّتْ دُونَهُ الْاَبْصَارُ وَضَلَّ فِيهِ تَصَارِيفُ الصِّفَاتِ احْتَجَبَ بِغَيْرِ حِجَابٍ مَحْجُوبٍ.

محمد بن زید کہتے ہیں: میں جناب امام رضا علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا کہ میں ان سے توحید اور خدا شناسی کے بارے میں سوال کروں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ساری تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں کہ جس نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے تمام موجودات کو خلق کیا، بغیر اس کے کہ خلق شدہ مخلوق کے لیے (پہلے سے) کوئی اصلی مادہ ہو کہ جس سے مخلوقات کو خلق کیا جا سکے، مبادا کہ اس کی حکمت اور قدرت کو باطل سمجھا جا سکے (کہ کوئی یہ کہے کہ وہ حکمت و قدرت نہیں رکھتا ہے)۔ اس نے جس کو چاہا جیسے چاہا، خلق کیا ہے۔ وہ اس خلقت میں تنہا ہے (یعنی خلق کرنے میں اس کے ساتھ کوئی بھی شامل نہیں ہے) تا کہ اپنی حکمت اور حقیقتِ ربوبیت کا اظہار کرے کہ عقلیں اس کی حکمت کا مکمل طور پر اندازہ کرنے سے عاجز ہیں، فکریں اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتیں، مخلوقات کی آنکھیں اسے نہیں دیکھ سکتیں (چونکہ وہ مجسم نہیں ہے) ہم اسے محدود اور اس کی توصیف و تعریف نہیں کر سکتے، عبارت اور الفاظ اس کا وصف بیان کرنے سے عاجز ہیں، آنکھیں اس کی توصیف سے معذور ہیں اور وصف بیان کرنے والوں کا وصف اس کے اوصاف میں مخفی و پنہاں ہے، بغیر اس کے کہ کسی چیز نے اس کو مخفی و پنہاں کیا ہو، وہ پوشیدہ ہے، بغیر اس کے کہ کسی پوشید کرنے والی شے نے اسے پوشید کیا ہو، وہ دیکھے بغیر پہچانا جاتا ہے، بغیر کسی صورت و ہیکل اس کی توصیف کی جاتی ہے اور اس کی تعریف کی جاتی ہے بغیر اس کے

کہ اس کا جسم ہو (ہاں) کوئی معبود نہیں ہے مگر وہ خدا کہ جو بزرگ اور بلند مرتبہ ہے۔
(علل الشرائع، ج ۱، ص ۱۰)

کیا خدا تعالیٰ قابلِ توصیف ہے؟

عَنْ اَبِی هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ عَنْ اَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام
قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ هَلْ يُوصَفُ؟
فَقَالَ: أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟
قُلْتُ: بَلَى.
قَالَ: أَمَا تَقْرَأُ قَوْلَهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾.
قُلْتُ: بَلَى.
قَالَ: فَتَعْرِفُونَ الْأَبْصَارَ؟
قُلْتُ: بَلَى.
قَالَ: وَمَا هِيَ؟
قُلْتُ: أَبْصَارُ الْعُيُونِ.
فَقَالَ: إِنَّ أَوْهَامَ الْقُلُوبِ أَكْثَرُ مِنْ أَبْصَارِ الْعُيُونِ فَهُوَ لَا تُدْرِكُهُ الْأَوْهَامُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَوْهَامَ.

ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں: میں نے جناب امام رضا علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے بارے میں سوال کیا: کیا اس کا وصف بیان کیا جاتا ہے؟ (یعنی کیا درست ہے کہ اس کی توصیف کریں؟)

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں (پڑھتا ہوں)۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کا یہ قول: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ نہیں پڑھتے ہو؟ (سورۂ انعام، آیہ ۱۰۳)

میں نے عرض کیا: جی (پڑھتا ہوں)۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا ابصار کی معرفت رکھتے ہو اور جانتے ہو کہ اس کے معنی کیا ہیں؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں، میں جانتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ابصار کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: ابصار کے معنی "آنکھیں" ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ اوہام و خیالات جو دلوں میں موجود ہوتے ہیں وہ آنکھوں کے ساتھ دیکھنے سے بزرگ تر اور بیشتر ہیں اور وہ اس طرح کہ اوہام و خیالات اس (یعنی خدا) کا ادراک نہیں کر سکتے اور وہ اوہام و خیالات کا ادراک کر سکتا ہے۔ (التوحید، ص ۱۱۳)

صفاتِ خدا کے متعلق سوال

عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام: رُوِّينَا أَنَّ اللّٰهَ عِلْمٌ لَا جَهْلَ فِيهِ حَيَاةٌ لَا مَوْتَ فِيهِ نُورٌ لَا ظُلْمَةَ فِيهِ!

قَالَ: كَذٰلِكَ هُوَ؟

یونس بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں نے جناب امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہم تک روایت پہنچی ہے کہ خدا ایسا علم ہے کہ اس میں کوئی جہالت نہیں، وہ ایسا زندہ ہے کہ اس کے لیے موت نہیں اور وہ ایسا نور ہے کہ اس میں ظلمت و تاریکی نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، ایسا ہی ہے۔ (التوحید، ص ۱۳۲)

کیا خدا کو شے کہا جا سکتا ہے؟

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ الْخُرَاسَانِيِّ خَادِمِ الرِّضَا علیہ السلام قَالَ: قَالَ بَعضُ الزَّنَادِقَةِ لِأَبِي الْحَسَنِ علیہ السلام : هَلْ يُقَالُ لِلّٰهِ اِنَّهُ شَيْءٌ؟

فَقَالَ: نَعَمْ وَقَدْ سَمّٰى نَفْسَهُ بِذٰلِكَ فِي كِتَابِهِ، فَقَالَ: ﴿قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَهُوَ شَيْءٌ، لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ.

جناب امام رضا علیہ السلام کے خادم محمد بن علی خراسانی کہتے ہیں: بعض زندیقیوں نے جناب امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا اللہ کو شے کہنا درست ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، اللہ نے خود اپنی کتاب میں اپنے آپ پر شے کا اطلاق کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ (سورۂ انعام، آیہ ۱۹)

"آپ کہہ دیجیے کہ گواہی کے لیے بہت بڑی چیز کیا ہے اور بتا دیجیے کہ خدا ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ ہے"۔

پس وہ ایسی شے ہے کہ اس کے مانند کوئی شے نہیں۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج ۱، ص ۱۳۴)

کلامِ خداوند کے بارے میں سوال

عَنْ هِشَامِ الْمَشْرِقِيِّ اَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ

الْخُرَاسَانِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْبَصْرَةِ سَأَلُوا عَنِ الْكَلَامِ؟

فَقَالُوا: إِنَّ يُونُسَ يَقُولُ: إِنَّ الْكَلَامَ لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ.

فَقُلْتُ لَهُمْ: صَدَقَ يُونُسُ إِنَّ الْكَلَامَ لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ، أَمَا بَلَغَكُمْ قَوْلُ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ سُئِلَ عَنِ الْقُرْآنِ أَخَالِقٌ هُوَ أَمْ مَخْلُوقٌ؟

فَقَالَ لَهُمْ: لَيْسَ بِخَالِقٍ وَلَا مَخْلُوقٍ ، إِنَّمَا هُوَ كَلَامُ الْخَالِقِ ، فَقَوَّيْتُ أَمْرَ يُونُسَ.

فَقَالُوا : إِنَّ يُونُسَ يَقُولُ: إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُصَلِّيَ الْإِنْسَانُ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ الْعَتَمَةِ؟

فَقُلْتُ: صَدَقَ يُونُسُ.

ہشام مشرقی سے روایت ہے کہ وہ امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اہلِ بصرہ کلامِ خدا کے متعلق پوچھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یونس کہتے ہیں: کلامِ خدا مخلوق نہیں ہے۔

میں نے ان سے کہا: یونس نے سچ کہا ہے، بے شک کلام مخلوق نہیں ہے، کیا تم تک ابی جعفر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا قول نہیں پہنچا کہ جب ان سے قرآن کے بارے میں سوال ہوا کہ کیا وہ خالق ہے یا مخلوق؟

تو اُنھوں نے فرمایا تھا کہ وہ خالق ہے نہ مخلوق، وہ صرف کلامِ خالق ہے، میں نے (اس گفتگو کے ذریعے) یونس کے دعوے کو مضبوط و محکم کیا۔

پس انھوں نے کہا: یونس کہتے ہیں: سنت کا جزو ہے کہ انسان رات کی پہلی تہائی گزرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعت نماز پڑھے؟

میں نے کہا: یونس نے سچ کہا ہے۔ (بحارالانوار، ج ۸۹، ص ۱۲۱)

پہلا موجود کون ہے اور اس نے کیا پیدا کیا؟

الْحَسَنَ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّوْفَلِيِّ قَالَ: قَالَ: عِمْرَانُ الصَّابِئُ لِلرِّضَا عليه السلام: أَخْبِرْنِي عَنِ الْكَائِنِ الْأَوَّلِ وَعَمَّا خَلَقَ؟

قَالَ عليه السلام: سَأَلْتَ فَافْهَمْ، أَمَّا الْوَاحِدُ، فَلَمْ يَزَلْ وَاحِداً، كَائِناً، لَا شَيْءَ مَعَهُ بِلَا حُدُودٍ وَلَا أَعْرَاضٍ وَلَا يَزَالُ كَذَلِكَ، ثُمَّ خَلَقَ خَلْقاً مُبْتَدِعاً، مُخْتَلِفاً بِأَعْرَاضٍ وَحُدُودٍ مُخْتَلِفَةٍ، لَا فِي شَيْءٍ أَقَامَهُ وَلَا فِي شَيْءٍ حَدَّهُ وَلَا عَلَى شَيْءٍ حَذَاهُ وَمَثَّلَهُ لَهُ فَجَعَلَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ الْخَلْقِ صَفْوَةً وَغَيْرَ صَفْوَةٍ وَاخْتِلَافاً وَائْتِلَافاً وَأَلْوَاناً وَذَوْقاً وَطَعْماً، لَا لِحَاجَةٍ كَانَتْ مِنْهُ إِلَى ذٰلِكَ وَلَا لِفَضْلِ مَنْزِلَةٍ لَمْ يَبْلُغْهَا إِلَّا بِهِ وَلَا رَأَى لِنَفْسِهِ فِيمَا خَلَقَ زِيَادَةً وَلَا نَقْصاً، تَعْقِلُ هٰذَا يَا عِمْرَانُ؟

قَالَ: نَعَمْ وَاللهِ يَا سَيِّدِي.

قَالَ عليه السلام: وَاعْلَمْ يَا عِمْرَانُ، أَنَّهُ لَوْ كَانَ خَلَقَ مَا خَلَقَ لِحَاجَةٍ، لَمْ يَخْلُقْ إِلَّا مَنْ يَسْتَعِينُ بِهِ عَلَى حَاجَتِهِ وَلَكَانَ يَنْبَغِي أَنْ يَخْلُقَ أَضْعَافَ مَا خَلَقَ، لِأَنَّ الْأَعْوَانَ كُلَّمَا كَثُرُوا، كَانَ صَاحِبُهُمْ أَقْوَى.

وَالْحَاجَةُ يَا عِمْرَانُ لَا تَسَعُهَا، لِأَنَّهُ لَمْ يُحْدِثْ مِنَ الْخَلْقِ شَيْئاً، إِلَّا حَدَثَتْ فِيهِ حَاجَةٌ أُخْرَى وَلِذَٰلِكَ أَقُولُ لَمْ يَخْلُقِ الْخَلْقَ لِحَاجَةٍ وَلَكِنْ نَقَّلَ بِالْخَلْقِ بِالْحَوَائِجِ

بَعْضَهُمْ إِلَى بَعْضٍ وَفَضَّلَ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ بِلَاحَاجَةٍ مِنْهُ إِلَى مَنْ فَضَّلَ وَلَا نَقِمَةٍ مِنْهُ عَلَى مَنْ أَذَلَّ، فَلِهَذَا خَلَقَ.

قَالَ عِمْرَانُ: يَا سَيِّدِي، أَلَا تُخْبِرُنِي عَنْ حُدُودِ خَلْقِهِ كَيْفَ هِيَ وَمَا مَعَانِيهَا وَعَلَى كَمْ نَوْعٍ تَكُونُ؟

قَالَ علیہ السلام: قَدْ سَأَلْتَ فَافْهَمْ، إِنَّ حُدُودَ خَلْقِهِ عَلَى سِتَّةِ أَنْوَاعٍ مَلْمُوسٍ وَمَوْزُونٍ وَمَنْظُورٍ إِلَيْهِ وَمَا لَا وَزْنَ لَهُ وَمَا لَا ذَوْقَ لَهُ وَهُوَ الرُّوحُ وَمِنْهَا مَنْظُورٌ إِلَيْهِ وَلَيْسَ لَهُ وَزْنٌ وَلَا لَمْسٌ وَلَا حِسٌّ وَلَا لَوْنٌ وَالتَّقْدِيرُ وَالْأَعْرَاضُ وَالصُّوَرُ وَالطُّولُ وَالْعَرْضُ وَمِنْهَا الْعَمَلُ وَالْحَرَكَاتُ الَّتِي تَصْنَعُ الْأَشْيَاءَ وَتَعْمَلُهَا وَتُغَيِّرُهَا مِنْ حَالٍ إِلَى حَالٍ وَتَزِيدُهَا وَتَنْقُصُهَا.

وَأَمَّا الْأَعْمَالُ وَالْحَرَكَاتُ، فَإِنَّهَا تَنْطَلِقُ، لِأَنَّهُ لَا وَقْتَ لَهَا أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ مَا يُحْتَاجُ إِلَيْهِ فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الشَّيْءِ، انْطَلَقَ بِالْحَرَكَةِ وَبَقِيَ الْأَثَرُ وَيَجْرِي مَجْرَى الْكَلَامِ الَّذِي يَذْهَبُ وَيَبْقَى أَثَرُهُ.

قَالَ لَهُ عِمْرَانُ: يَا سَيِّدِي أَلَا تُخْبِرُنِي عَنِ الْخَالِقِ إِذَا كَانَ وَاحِدًا لَا شَيْءَ غَيْرُهُ وَلَا شَيْءَ مَعَهُ، أَلَيْسَ قَدْ تَغَيَّرَ بِخَلْقِهِ الْخَلْقَ؟

قَالَ لَهُ الرِّضَا علیہ السلام: لَمْ يَتَغَيَّرْ عَزَّوَجَلَّ بِخَلْقِ الْخَلْقِ وَلَكِنَّ الْخَلْقَ يَتَغَيَّرُ بِتَغْيِيرِهِ.

قَالَ عِمْرَانُ: يَا سَيِّدِي أَلَا تُخْبِرُنِي عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ هَلْ يُوَحَّدُ بِحَقِيقَةٍ أَوْ يُوَحَّدُ بِوَصْفٍ؟

قَالَ عليه السلام: إِنَّ اللّٰهَ الْمُبْدِئُ، الْوَاحِدَ، الْكَائِنَ الْأَوَّلَ، لَمْ يَزَلْ وَاحِدًا لَا شَيْءَ مَعَهُ فَرْدًا لَا ثَانِيَ مَعَهُ، لَا مَعْلُومًا وَلَا مَجْهُولًا وَلَا مُحْكَمًا وَلَا مُتَشَابِهاً وَلَا مَذْكُوراً وَلَا مَنْسِيًّا وَلَا شَيْئًا يَقَعُ عَلَيْهِ اسْمُ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ وَلَا مِنْ وَقْتٍ كَانَ وَلَا إِلَى وَقْتٍ يَكُونُ وَلَا بِشَيْءٍ قَامَ وَلَا إِلَى شَيْءٍ يَقُومُ وَلَا إِلَى شَيْءٍ اسْتَنَدَ وَلَا فِي شَيْءٍ اسْتَكَنَّ وَذَلِكَ كُلُّهُ قَبْلَ الْخَلْقِ، إِذْ لَا شَيْءَ غَيْرُهُ وَمَا أَوْقَعْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْكُلِّ، فَهِيَ صِفَاتٌ مُحْدَثَةٌ وَتَرْجَمَةٌ يَفْهَمُ بِهَا مَنْ فَهِمَ.

وَاعْلَمْ، أَنَّ الْإِبْدَاعَ وَالْمَشِيَّةَ وَالْإِرَادَةَ مَعْنَاهَا وَاحِدٌ وَأَسْمَاؤُهَا ثَلَاثَةٌ وَكَانَ أَوَّلُ إِبْدَاعِهِ وَإِرَادَتِهِ وَمَشِيَّتِهِ، الْحُرُوفَ الَّتِي جَعَلَهَا أَصْلًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَدَلِيلًا عَلَى كُلِّ مُدْرَكٍ وَفَاصِلًا لِكُلِّ مُشْكِلٍ وَبِتِلْكَ الْحُرُوفِ تَفْرِيقُ كُلِّ شَيْءٍ، مِنِ اسْمِ حَقٍّ أَوْ بَاطِلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ مَفْعُولٍ أَوْ مَعْنًى أَوْ غَيْرِ مَعْنًى وَعَلَيْهَا اجْتَمَعَتِ الْأُمُورُ كُلُّهَا، وَلَمْ يَجْعَلْ لِلْحُرُوفِ فِي إِبْدَاعِهِ لَهَا مَعْنًى أَوْ غَيْرَ مَعْنًى وَعَلَيْهَا اجْتَمَعَتِ الْأُمُورُ كُلُّهَا وَلَمْ يَجْعَلْ لِلْحُرُوفِ فِي إِبْدَاعِهِ لَهَا مَعْنًى غَيْرَ أَنْفُسِهَا بِتَنَاهٍ، وَلَا وُجُودَ لَهَا لِأَنَّهَا مُبْدَعَةٌ بِالْإِبْدَاعِ وَالنُّورُ فِي هَذَا الْوَضْعِ، أَوَّلُ فِعْلِ اللّٰهِ

الَّذِی هُوَ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْحُرُوفُ هِیَ الْمَفْعُولُ بِذٰلِکَ الْفِعْلِ وَهِیَ الْحُرُوفُ الَّتِی عَلَیْهَا الْکَلَامُ، وَالْعِبَارَاتُ کُلُّهَا مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، عَلَّمَهَا خَلْقَهُ وَهِیَ ثَلَاثَةٌ وَثَلَاثُونَ حَرْفاً فَمِنْهَا ثَمَانِیَةٌ وَعِشْرُونَ حَرْفاً، تَدُلُّ عَلَی اللُّغَاتِ الْعَرَبِیَّةِ وَمِنَ الثَّمَانِیَةِ وَالْعِشْرِینَ، اثْنَانِ وَعِشْرُونَ حَرْفاً، تَدُلُّ عَلَی اللُّغَاتِ السُّرْیَانِیَّةِ وَالْعِبْرَانِیَّةِ وَمِنْهَا خَمْسَةُ أَحْرُفٍ مُتَحَرِّفَةٌ فِی سَائِرِ اللُّغَاتِ مِنَ الْعَجَمِ لِأَقَالِیمِ اللُّغَاتِ کُلِّهَا وَهِیَ خَمْسَةُ أَحْرُفٍ تَحَرَّفَتْ مِنَ الثَّمَانِیَةِ وَالْعِشْرِینَ الْحُرُوفِ مِنَ اللُّغَاتِ، فَصَارَتِ الْحُرُوفُ، ثَلَاثَةً وَثَلَاثِینَ حَرْفاً.

فَأَمَّا الْخَمْسَةُ الْمُخْتَلِفَةُ، فَبِحُجَجٍ لَا یَجُوزُ ذِکْرُهَا أَکْثَرَ مِمَّا ذَکَرْنَاهُ، ثُمَّ جَعَلَ الْحُرُوفَ بَعْدَ إِحْصَائِهَا وَإِحْکَامِ عِدَّتِهَا فِعْلًا مِنْهُ کَقَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿کُنْ فَیَکُونُ﴾ وَکُنْ مِنْهُ، صُنْعٌ وَمَا یَکُونُ بِهِ الْمَصْنُوعُ، فَالْخَلْقُ الْاَوَّلُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الْإِبْدَاعُ، لَا وَزْنَ لَهُ وَلَا حَرَکَةَ وَلَا سَمْعَ وَلَا لَوْنَ وَلَا حِسَّ وَالْخَلْقُ الثَّانِی الْحُرُوفُ، لَا وَزْنَ لَهَا وَلَا لَوْنَ وَهِیَ مَسْمُوعَةٌ، مَوْصُوفَةٌ، غَیْرُ مَنْظُورٍ إِلَیْهَا وَالْخَلْقُ الثَّالِثُ مَا کَانَ مِنَ الْاَنْوَاعِ کُلِّهَا مَحْسُوساً، مَلْمُوساً، ذَا ذَوْقٍ مَنْظُوراً إِلَیْهِ وَاللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالَی سَابِقٌ لِلْإِبْدَاعِ، لِأَنَّهُ لَیْسَ قَبْلَهُ عَزَّوَجَلَّ شَیْءٌ وَلَا کَانَ

مَعَهُ شَيْءٌ وَالْإِبْدَاعُ سَابِقٌ لِلْحُرُوفِ وَالْحُرُوفُ لَا تَدُلُّ عَلَى غَيْرِ أَنْفُسِهَا.

قَالَ الْمَأْمُونُ: وَكَيْفَ لَا تَدُلُّ عَلَى غَيْرِ أَنْفُسِهَا؟

قَالَ الرِّضَا عليه السلام: لِأَنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَجْمَعُ مِنْهَا شَيْئًا لِغَيْرِ مَعْنًى أَبَداً، فَإِذَا أَلَّفَ مِنْهَا أَحْرُفاً أَرْبَعَةً أَوْ خَمْسَةً أَوْ سِتَّةً أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَقَلَّ، لَمْ يُؤَلِّفْهَا لِغَيْرِ مَعْنًى وَلَمْ يَكُ إِلَّا لِمَعْنًى مُحْدَثٍ لَمْ يَكُنْ قَبْلَ ذٰلِكَ شَيْئًا.

قَالَ عِمْرَانُ: فَكَيْفَ لَنَا مَعْرِفَةُ ذٰلِكَ؟

قَالَ الرِّضَا عليه السلام: أَمَّا الْمَعْرِفَةُ، فَوَجْهُ ذٰلِكَ وَبَيَانُهُ، أَنَّكَ تَذْكُرُ الْحُرُوفَ إِذَا لَمْ تُرِدْ بِهَا غَيْرَ نَفْسِهَا ذَكَرْتَهَا فَرْداً، فَقُلْتَ: أ ب ت ث ج ح خ حَتّٰى تَأْتِيَ عَلَى آخِرِهَا، فَلَمْ تَجِدْ لَهَا مَعْنًى غَيْرَ أَنْفُسِهَا، فَإِذَا أَلَّفْتَهَا وَجَمَعْتَ مِنْهَا أَحْرُفاً وَجَعَلْتَهَا اسْمًا وَصِفَةً لِمَعْنًى مَا طَلَبْتَ وَوَجْهِ مَا عَنَيْتَ، كَانَتْ دَلِيلَةً عَلَى مَعَانِيهَا، دَاعِيَةً إِلَى الْمَوْصُوفِ بِهَا، أَفَهِمْتَهُ؟

قَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ قَالَ: يَا سَيِّدِي أَلَا تُخْبِرُنِي عَنِ الْإِبْدَاعِ أَخَلْقٌ هُوَ أَمْ غَيْرُ خَلْقٍ؟

قَالَ الرِّضَا عليه السلام: بَلْ خَلْقٌ سَاكِنٌ، لَا يُدْرَكُ بِالسُّكُونِ وَإِنَّمَا صَارَ خَلْقاً لِأَنَّهُ شَيْءٌ مُحْدَثٌ وَاللَّهُ الَّذِي أَحْدَثَهُ، فَصَارَ خَلْقاً لَهُ وَ إِنَّمَا هُوَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَخَلْقُهُ لَا ثَالِثَ بَيْنَهُمَا وَلَا ثَالِثَ غَيْرُهُمَا، فَمَا خَلَقَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يَعْدُ

أَنْ يَكُونَ خَلْقَهُ وَقَدْ يَكُونُ الْخَلْقُ سَاكِنًا وَمُتَحَرِّكًا وَمُخْتَلِفًا وَمُؤْتَلِفًا وَمَعْلُومًا وَمُتَشَابِهًا وَكُلُّ مَا وَقَعَ عَلَيْهِ حَدٌّ، فَهُوَ خَلْقُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ.

وَاعْلَمْ أَنَّ كُلَّ مَا أَوْجَدَتْكَ الْحَوَاسُّ، فَهُوَ مَعْنًى مُدْرَكٌ لِلْحَوَاسِّ وَكُلَّ حَاسَّةٍ تَدُلُّ عَلَى مَا جَعَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لَهَا فِي إِدْرَاكِهَا وَالْفَهْمَ مِنَ الْقَلْبِ بِجَمِيعِ ذٰلِكَ كُلِّهِ.

وَاعْلَمْ أَنَّ الْوَاحِدَ الَّذِي هُوَ قَائِمٌ بِغَيْرِ تَقْدِيرٍ وَلَا تَحْدِيدٍ، خَلَقَ خَلْقًا، مُقَدَّرًا بِتَحْدِيدٍ وَتَقْدِيرٍ وَكَانَ الَّذِي خَلَقَ خَلْقَيْنِ اثْنَيْنِ التَّقْدِيرَ وَالْمُقَدَّرَ وَلَيْسَ فِي وَاحِدٍ مِنْهُمَا لَوْنٌ وَلَا وَزْنٌ وَلَا ذَوْقٌ، فَجَعَلَ أَحَدَهُمَا يُدْرَكُ بِالْآخَرِ وَجَعَلَهُمَا مُدْرَكَيْنِ بِنَفْسِهِمَا وَلَمْ يَخْلُقْ شَيْئًا، فَرْدًا، قَائِمًا بِنَفْسِهِ دُونَ غَيْرِهِ، لِلَّذِي أَرَادَ مِنَ الدَّلَالَةِ عَلَى نَفْسِهِ وَإِثْبَاتِ وُجُودِهِ.

فَاللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَرْدٌ، وَاحِدٌ لَا ثَانِيَ مَعَهُ يُقِيمُهُ وَلَا يَعْضُدُهُ وَلَا يَكُنُّهُ وَالْخَلْقُ يُمْسِكُ بَعْضُهُ بَعْضًا بِإِذْنِ اللهِ وَمَشِيَّتِهِ وَإِنَّمَا اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي هٰذَا الْبَابِ حَتَّى تَاهُوا وَتَحَيَّرُوا وَطَلَبُوا الْخَلَاصَ مِنَ الظُّلْمَةِ بِالظُّلْمَةِ فِي وَصْفِهِمُ اللهَ بِصِفَةِ أَنْفُسِهِمْ، فَازْدَادُوا مِنَ الْحَقِّ بُعْدًا وَلَوْ وَصَفُوا اللهَ عَزَّوَجَلَّ بِصِفَاتِهِ وَوَصَفُوا الْمَخْلُوقِينَ بِصِفَاتِهِمْ، لَقَالُوا بِالْفَهْمِ وَالْيَقِينِ وَلَمَا اخْتَلَفُوا، فَلَمَّا طَلَبُوا مِنْ ذٰلِكَ مَا تَحَيَّرُوا فِيهِ، ارْتَبَكُوا، وَاللهُ يَهْدِي

مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

حسن بن نوفلی کہتے ہیں: عمران صابی نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا: آپؑ مجھے یہ بتائیں کہ سب سے پہلا موجود کون ہے اور اس نے کیا پیدا کیا؟

جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اب تم نے سوال کیا ہے تو پھر اچھی طرح سمجھ لو کہ واحد ہمیشہ سے واحد رہا، اس کے ہمراہ کوئی اور چیز نہ تھی، اس کے کوئی حدود نہ تھے (کہ جن میں وہ گھرا ہوا ہوتا) اور نہ کوئی اغراض ونشانات تھے اور وہ ہمیشہ سے ایسا رہے گا۔ پھر اس نے ایک مخلوق پیدا کی، جس کا پہلے کوئی نمونہ اور سانچا نہ تھا کہ اس کے مختلف حدود واعراض ہوں۔ اسے نہ تو کسی چیز میں ٹھہرایا، نہ کسی چیز میں محدود کیا، نہ کسی چیز کو اس کے مساوی بنایا اور نہ ہی کسی شے کو اس کی مثل پیدا کیا۔ پھر اسے خلق کرنے کے بعد کچھ کو چُن لیا اور کچھ کو نہ چُنا کہ ان میں اِختلاف واتلاف (اتحاد) رنگ، قوت ذائقہ اور مزا پایا جاتا (البتہ یہ غور سے سن لو) اللہ اسے پیدا کرنے کا محتاج نہ تھا، نہ ہی اسے کسی مقام ومنزلت کی خاطر پیدا کیا کہ وہ اسے اس کے بغیر حاصل نہ ہو سکتی اور اس مخلوق کو پیدا کرنے سے اس میں کوئی کمی ہوئی اور نہ کوئی اضافہ۔ اے عمران! تم نے اس مطلب کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں، خدا کی قسم! میرے آقا (میں نے اچھی طرح سے سمجھ لیا ہے)

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے عمران! جان لو اس نے جو مخلوق پیدا کی ہے اگر کسی غرض کے لیے پیدا کرتا تو صرف اسی کو پیدا کرتا جس سے وہ اپنی حاجت کے لیے مدد چاہتا، اس صورت میں سزاوار یہ ہوتا کہ جو مخلوق اس نے پیدا کی ہے اُس سے کئی گنا زیادہ خلق کرتا، کیونکہ مددگار جتنے زیادہ ہوں ان کا صاحب اتنا ہی زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ اے عمران! جبکہ حاجتوں کی کوئی انتہا نہیں ہے کیونکہ مخلوق اگر کسی حاجت اور ضرورت کی خاطر پیدا ہوتی تو ضروری ہوتا کہ اس میں کوئی دوسری حاجت واقع ہوتی۔

اسی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ اس (خدا) نے مخلوق کو کسی احتیاج کی بنا پر خلق نہیں کیا (کیونکہ اسے مخلوق کی کوئی ضرورت نہیں)۔ لیکن مخلوق کو حوائج میں ایک دوسرے کا محتاج اور ضرورت مند بنایا ہے، بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ اس نے جسے فضیلت دی اسے اس کی بھی احتیاج نہیں ہے اور اس نے جسے حقیر (مفضول) بنایا، اس سے انتقام نہیں لیا اور بدلہ لینے کے لیے پیدا نہیں کیا۔

عمران نے کہا: اے میرے آقا! کیا آپ مجھے یہ نہیں بتائیں گے کہ اس کی مخلوق کے حدود کیا ہیں، ان کی کیفیت کیا ہے، ان کے معانی کیا ہیں اور ان کی کتنی اقسام ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم نے سوال کیا ہے، اب اسے اچھی طرح سمجھو کہ اس کی مخلوق کے حدود کی چھے قسمیں ہیں:

① پہلی قسم وہ ہے جو قابلِ لمس، قابلِ وزن اور قابلِ رویت ہے۔

② دوسری قسم وہ ہے کہ جس کا نہ وزن ہے، نہ ذائقہ اور وہ روح ہے۔

③ تیسری قسم وہ ہے کہ جو قابلِ رویت ہے، لیکن قابلِ لمس، قابلِ حس، قابلِ وزن نہیں اور نہ اس کا کوئی رنگ ہے۔

④ چوتھی قسم جس کا تعلق تقدیر (اندازہ) اعراض، صورتوں اور طول و عرض سے ہے۔

⑤ اعراض رنگ اور روشنی کی مانند باقی رہنے والی اور (قابل) محسوس ہیں۔

⑥ اعراض کام اور حرکت کی مانند ناپائیدار ہیں جو اشیا کو بناتیں اور انھیں دگرگوں کرتی ہیں، انھیں کم و زیادہ کرتی ہیں، لیکن اعمال و حرکات ہاتھ سے نکل جاتیں اور ناپائیدار ہیں کیونکہ ان کا وقت احتیاج سے بیشتر نہیں ہے۔ جب شے سے فارغ ہو جاتے ہیں تو حرکت ختم ہو جاتی ہے اور اس سے حاصل ہونے والا اثر باقی رہتا ہے۔

یہ چیز گفتگو کرنے کی مانند ہے کہ جو خود تو ختم ہو جاتی ہے لیکن اس کا اثر باقی رہ جاتا ہے۔

عمران نے عرض کیا: اے آقا! کیا آپ مجھے خالق کے بارے میں یہ نہیں بتائیں گے کہ جب وہ واحد تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی تو کیا اپنی مخلوق کو خلق کرنے سے اس میں کوئی تبدیلی اور تغییر واقع نہ ہوئی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: مخلوق کو پیدا کرنے سے اللہ تعالیٰ میں کوئی تبدیلی اور تغییر واقع نہیں ہوئی، لیکن مخلوق اپنے اندر تبدیلی و دگرگونی سے دوچار ہوئی ہے۔

عمران نے سوال کیا: اے میرے آقا! کیا آپ مجھے اس سے آگاہ نہیں کریں گے کہ خدا حقیقت میں واحد ہے یا صفت میں یکتا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ مبدء واحد (خالقِ واحد) ہے، وہ کائن اوّل ہے، وہ ہمیشہ سے واحد ہے، اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔ وہ یکتا ہے کہ جس کے ساتھ کوئی دوسرا معلوم تھا نہ مجہول، محکم تھا نہ متشابہ۔ کوئی قابلِ ذکر تھا نہ کوئی قابلِ فراموشی اور نہ کوئی شے کہ جس پر لفظ شے کا اطلاق ہو۔ وہ کسی وقت سے ہے اور نہ کسی وقت تک ہوگا (کیونکہ اس وقت، وقت نہ تھا) وہ کسی شے کے ساتھ قائم ہے اور نہ کسی شے کی وجہ سے قائم ہوا ہے۔ اس نے کسی شے پر تکیہ کیا ہوا ہے اور نہ وہ کسی شے میں ساکن ہے (یہ سب کچھ مخلوق کو خلق کرنے سے پہلے کے اعتبار سے ہے)۔ اس کے سوا کوئی چیز نہ تھی۔ میں نے جو الفاظ اس کے لیے ذکر کیے ہیں ایسے اوصاف ہیں جو اس کی شان کے لائق ہیں لیکن جو سمجھنا چاہتا ہے اس کے لیے وضاحت ہے۔

تم جان لو کہ ابداع، مشیت اور ارادہ تین نام ہیں اور ان کا معنی ایک ہے۔ اللہ کی سب سے پہلی مخلوق، ارادہ اور مشیت حروف (ابجد) ہیں کہ جنھیں اس نے ہر شے کی بنیاد، ہر دریافت شدہ شے پر دلیل اور ہر مشکل کے لیے شارح قرار دیا ہے، انھیں حروف کے ذریعے حق و باطل، فعل و مفعول اور معنی و جز معنی میں سے ہر چیز ممتاز اور

جدا ہو جاتی ہے۔ تمام اُمور کا دارومدار انھی حروف پر رکھا، حروف اپنے مرحلہ ابداع (تخلیق) میں اپنے سوا کوئی معنی نہیں رکھتے، انھی پر تمام امور کا دارومدار ہے، ان کا وجود مستقل نہیں ہے کیونکہ یہ ابداع کی نمائش ہیں۔ اس مرحلہ میں نور، اللہ کا سب سے پہلا فعل ہے کہ خود آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور یہ حروف اس فعل کا مفعول ہیں اور وہ حروف جن پر گفتگو اور تمام عبارات کا دارومدار ہے، اللہ تعالیٰ نے وہ اپنی مخلوق کو سکھائے، وہ کُل ۳۳ حرف ہیں، ان میں سے اٹھائیس عربی کے حروف ہیں اور ان اٹھائیس میں سے بائیس حروف سریانی و عبرانی ہیں اور باقی پانچ (۳۳=۵+۲۸) حروف تحریف کے ساتھ عجمی ممالک کی زبانوں میں استعمال ہوتے ہیں اور یہ پانچ حروف بھی انھی ۲۸ حروف میں سے تحریف شدہ ہیں۔ پس کُل حروف ۳۳ ہیں۔ وہ پانچ حروف جو جدا ہوئے ہیں اولہ کی بنا پر ان کا اس سے زیادہ ذکر کرنا جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے، جائز نہیں ہے۔ چونکہ حروف حساب شدہ ہیں پھر ان سے 'فعل' بنایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: کُنْ فَیَکُوْنَ (ہو جا، پس وہ ہو جاتا ہے) (سورۂ یٰسین، آیہ ۸۲) "کُن" سے بنایا اور جو کچھ اس سے بنا وہ مصنوع تھا۔ پس اللہ تعالیٰ کی تخلیقِ اوّل ابداع ہے کہ اس کا نہ وزن ہے، نہ حرکت ہے، نہ سنتا ہے، نہ رنگ ہے نہ حس۔

اس کی دوسری تخلیق حروف ہیں، ان کا کوئی وزن نہیں ہے، اور نہ کوئی رنگ لیکن قابلِ سماعت اور قابلِ توصیف ہیں لیکن قابلِ دید نہیں ہیں۔

تیسری تخلیق تمام مخلوقات ہیں کہ وہ تمام کی تمام قابلِ حس، قابلِ لمس، قابلِ ذائقہ (چکھی جانے والی) اور قابلِ دید ہیں۔ اللہ تعالیٰ ابداع سے قبل ہے کیونکہ اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اور اس کے ہمراہ بھی کوئی چیز نہ تھی۔ ابداع حروف سے پہلے ہے اور وہ اپنے علاوہ کسی اور شے پر دلالت نہیں کرتے۔

مامون نے کہا: وہ کیسے اپنے علاوہ کسی غیر پر دلالت نہیں کرتے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیونکہ اللہ تعالیٰ ان حروف کو غیر معنی کے لیے کبھی جمع نہیں کرتا۔ جب وہ ان حروف میں سے چار یا پانچ یا چھے یا اس سے زیادہ یا کم تر کو مرکب کرتا ہے تو وہ معنی کے بغیر نہیں رہتے اور ایک نیا معنی حاصل ہو جاتا ہے کہ جو اس سے قبل نہیں تھا۔

عمران نے عرض کیا: ہم انھیں کیسے سمجھیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: انھیں سمجھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب تم حروف کو شمار کرتے ہو تو ان کے سوا کسی اور کا ارادہ نہیں کرتے ہو، فقط انھیں ایک ایک کر کے زبان پر لاتے ہو اور یوں کہتے ہو: ا ب ت ث ج ح خ، اور انھیں آخر تک گنتے ہو تو ان کے علاوہ ان کے کسی معنی کا ادراک نہیں کرتے ہو، اگر تم انھیں ایک دوسرے کے ساتھ ملاؤ اور اکٹھا کرو تو کوئی نام یا جس معنی کے لیے بھی چاہو وصف بناتے ہو اور اسے اس معنی پر دلیل قرار دیتے ہو اور اس کے موصوف کی طرف رہنمائی کرتے ہو، یا تم یہ سمجھ گئے ہو؟

عمران نے کہا: جی ہاں۔ پھر اس نے کہا: اے میرے آقا! کیا آپؑ مجھے یہ نہیں بتائیں گے کہ خود ابداع، خلق ہے یا نہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، ابداع مخلوقِ ساکن ہے کہ اس کا سکون قابلِ ادراک نہیں ہے، بلاشک کوئی اس مخلوق کو پیدا کرنے والا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے کہ جس نے اسے پیدا کیا ہے، پس وہ اس کی مخلوق ہوا، پس اللہ تھا اور اس کی مخلوق، ان دونوں کے درمیان کوئی تیسرا نہ تھا اور نہ ہی دونوں کے علاوہ کوئی تیسرا تھا۔ جو کچھ اللہ نے خلق کیا ہے وہ اس کی مخلوق کے اور کچھ بھی نہیں ہے، اس کی بعض مخلوق ساکن، بعض متحرک، مختلف ہم آہنگ اور معلوم و متشابہ ہے اور ہر وہ چیز جس پر حد کا اطلاق ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔

تم یہ جان لو کہ تم جو کچھ اپنے حواس میں پاتے ہو تو وہ معنی و مفہوم حواس کی بدولت مدرک (ادراک شدہ) ہے اور ہر حاسہ اسی چیز کا ادراک کرتا ہے کہ جس کے لیے اللہ نے اسے خلق کیا ہے اور دل میں ان تمام کو سمجھنے کی قدرت رکھتی ہے۔

تم یہ بھی اچھی طرح سے جان لو کہ ذاتِ واحد وہ ہے جو کسی اندازہ، تقدیر اور حد بندی کے بغیر قائم ہو، جب کہ اس نے جو مخلوق پیدا کی ہے وہ تقدیر اور ہر حد بندی کی پابند ہے، تو گویا کہ پیدا کرنے والے نے دو چیزیں پیدا کی ہیں، ایک تقدیر اور دوسری مقدر (یعنی تقدیر کی پابند) ان دونوں میں سے کسی میں بھی رنگ، وزن اور ذائقہ نہیں ہے، اور ان دونوں میں سے ایک کا ادراک دوسری چیز سے ہوتا ہے۔ ان دونوں کو ان دونوں کے نفس سے قابلِ ادراک بنایا، اس نے کسی شے کو یک و تنہا پیدا نہیں کیا کہ صرف وہی ہو، کوئی اور نہ ہو، اس لیے کہ اس نے ارادہ کیا کہ وہ اس (خدا) کے وجود کے اثبات پر دلیل ہو۔

پس اللہ تعالیٰ یکتا و واحد ہے، اس کے ہمراہ کوئی دوسرا نہیں ہے کہ جو اس کو سہارا دے یا اس کی مدد کرے یا حقیقت میں اس کے ساتھ مرکب ہو۔ یہ مخلوق کی صفت ہے کہ وہ اللہ کے اذن اور اس کی مشیت سے ایک دوسرے کو سہارا دیتی ہے۔
بے شک لوگوں نے اس مورد میں اختلاف کیا ہے اور حیران و سرگرداں ہوئے ہیں۔ وہ تاریکی کی مدد سے تاریکی سے نجات کے طلب گار ہیں اور وہ اپنی صفات سے خدا کے اوصاف بیان کرتے ہیں، لہٰذا وہ حق سے بہت دُور چلے گئے ہیں۔ اگر وہ اللہ کی توصیف، اس کے اوصاف اور مخلوق کی توصیف، اس کی صفات کے ذریعے فہم و یقین سے کرتے تو اختلاف میں نہ پڑتے۔ پس جب وہ اس طرح سے راہِ حق کو تلاش کرتے تو وہ کبھی مشکل میں حیران و سرگرداں نہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔ (بحارالانوار، ج ۶۵، ص ۳۳)

کیا توحید خدا اس کی ذات کے وسیلہ سے ہے یا اوصاف کے ذریعہ سے؟

كَانَ عِمْرَانُ الصَّابِي فِي مَجْلِسٍ كَبِيرٍ، جَمَعَ لَهُ الْمَأْمُونُ فِيهِ مُتَكَلِّمِي الْمِلَلِ، كُلُّهُمُ الْمُخَالِفِينَ لِلْإِسْلَامِ، فَخَصَمَ جَمِيعَهُمْ.

قَالَ لِلْإِمَامِ الرِّضَا عِمْرَانُ الصَّابِي: أَخْبِرْنِي نُوَحِّدُ اللَّهَ بِحَقِيقَةٍ أَمْ نُوَحِّدُهُ بِوَصْفٍ؟

فَقَالَ لَهُ الرِّضَا عليه السلام: إِنَّ النُّورَ، الْبَدِيءَ، الْوَاحِدَ، الْكَوْنَ الْأَوَّلَ، وَاحِدٌ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا شَيْءَ مَعَهُ فَرْدٌ لَا ثَانِيَ مَعَهُ وَلَا مَعْلُومٌ وَلَا مَجْهُولٌ وَلَا مُحْكَمٌ وَلَا مُتَشَابِهٌ وَلَا مَذْكُورٌ وَلَا مَنْسِيٌّ وَلَا شَيْءٌ يَقَعُ عَلَيْهِ اسْمُ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ كُلِّهَا، فَكَانَ الْبَدِيءُ قَائِمًا بِنَفْسِهِ، نُورٌ، غَنِيٌّ، مُسْتَغْنٍ عَنْ غَيْرِهِ، لَا مِنْ وَقْتٍ كَانَ وَلَا إِلَى وَقْتٍ يَكُونُ وَلَا عَلَى شَيْءٍ قَامَ وَلَا إِلَى شَيْءٍ اسْتَتَرَ وَلَا فِي شَيْءٍ اسْتَكَنَّ وَلَا يُدْرِكُ الْقَائِلُ مَقَالًا، إِذَا خَطَرَ بِبَالِهِ ضَوْءٌ أَوْ مِثَالٌ أَوْ شَبَحٌ أَوْ ظِلٌّ وَذَلِكَ كُلُّهُ قَبْلَ الْخَلْقِ، فِي الْحَالِ الَّتِي لَا شَيْءَ فِيهَا غَيْرُهُ وَالْحَالُ أَيْضاً فِي هَذَا الْمَوْضِعِ، فَإِنَّمَا هِيَ صِفَاتٌ مُحْدَثَةٌ وَتَرْجَمَةٌ مِنْ مُتَوَهِّمٍ لِيَفْهَمَ.

أَفَهِمْتَ يَا عِمْرَانُ؟

قَالَ: نَعَمْ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام: اِعْلَمْ، أَنَّ التَّوَهُّمَ وَالْمَشِيئَةَ وَالْإِرَادَةَ

مَعْنَاهَا وَاحِدٌ وَأَسْمَاؤُهَا ثَلَاثَةٌ وَكَانَ أَوَّلُ تَوَهُّمِهِ وَ إِرَادَتِهِ وَمَشِيئَتِهِ الْحُرُوفَ الَّتِي جَعَلَهَا أَصْلًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَفَاصِلًا لِكُلِّ مُشْكِلٍ وَلَمْ يَجْعَلْ فِي تَوَهُّمِهِ مَعْنًى، غَيْرَ أَنْفُسِهَا مُتَنَاهٍ، وَلَا وُجُودَ، لِأَنَّهَا مُتَوَهَّمَةٌ بِالتَّوَهُّمِ وَاللّٰهُ، سَابِقُ التَّوَهُّمِ، لِأَنَّهُ لَيْسَ قَبْلَهُ شَيْءٌ وَلَا كَانَ مَعَهُ شَيْءٌ وَالتَّوَهُّمُ سَابِقٌ لِلْحُرُوفِ، فَكَانَتِ الْحُرُوفُ مُحْدَثَةً بِالتَّوَهُّمِ وَكَانَ التَّوَهُّمُ وَلَيْسَ قَبْلَ اللّٰهِ مَذْهَبٌ وَالتَّوَهُّمُ مِنَ اللّٰهِ، غَيْرُ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ صَارَ فِعْلُ كُلِّ شَيْءٍ غَيْرَهُ وَحَدُّ كُلِّ شَيْءٍ غَيْرَهُ وَصِفَةُ كُلِّ شَيْءٍ غَيْرَ الْمَوْصُوفِ وَحَدُّ كُلِّ شَيْءٍ غَيْرُ الْمَحْدُودِ وَذٰلِكَ لِأَنَّ الْحُرُوفَ إِنَّمَا هِيَ مُقَطَّعَةٌ، قَائِمَةٌ بِرَءُ وسِهَا، لَا تَدُلُّ غَيْرَ نُفُوسِهَا، فَإِذَا أَلَّفْتَهَا وَجَمَعْتَ مِنْهَا أَحْرُفًا ، كَانَتْ تَدُلُّ عَلَى غَيْرِهَا مِنْ أَسْمَاءٍ وَصِفَاتٍ.

وَاعْلَمْ، أَنَّهُ لَا يَكُونُ صِفَةٌ لِغَيْرِ مَوْصُوفٍ وَلَا اسْمٌ لِغَيْرِ مَعْنًى وَلَا حَدٌّ لِغَيْرِ مَحْدُودٍ وَالْأَسْمَاءُ وَالصِّفَاتُ كُلُّهَا، تَدُلُّ عَلَى الْكَمَالِ وَالْوُجُودِ وَلَا تَدُلُّ عَلَى الْإِحَاطَةِ، كَمَا تَدُلُّ عَلَى الْوُجُودِ الَّذِي هُوَ التَّرْبِيعُ وَالتَّدْوِيرُ وَالتَّثْلِيثُ، لِأَنَّ اللّٰهَ يُدْرَكُ بِالْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَلَا يُدْرَكُ بِالتَّحْدِيدِ، فَلَيْسَ يَنْزِلُ بِاللّٰهِ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ، حَتّٰى يَعْرِفَهُ خَلْقُهُ مَعْرِفَتَهُمْ لِأَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَتْ صِفَاتُهُم لَا تَدُلُّ عَلَيْهِ وَأَسْمَاؤُهُ لَا تَدْعُوا إِلَيْهِ ، لَكَانَتِ الْعِبَادَةُ مِنَ

الْخَلْقِ لِأَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ دُونَ مَعْنَاهُ وَلَوْ كَانَ كَذَلِكَ، لَكَانَ الْمَعْبُودُ الْوَاحِدُ غَيْرَ اللهِ، لِأَنَّ صِفَاتِهِ غَيْرُهُ.
قَالَ لَهُ عِمْرَانُ: أَخْبِرْنِي عَنِ التَّوَهُّمِ، خَلْقٌ هُوَ أَمْ غَيْرُ خَلْقٍ؟
قَالَ الرِّضَا علیہ السلام : بَلْ خَلْقٌ، سَاكِنٌ، لَا يُدْرَكُ بِالسُّكُونِ وَ إِنَّمَا صَارَ خَلْقاً، لِأَنَّهُ شَيْءٌ مُحْدَثٌ اللهُ الَّذِي أَحْدَثَهُ فَلَمَّا سُمِّيَ شَيْئاً صَارَ خَلْقاً، وَ إِنَّمَا هُوَ اللهُ وَخَلْقُهُ لَا ثَالِثَ غَيْرُهُمَا وَقَدْ يَكُونُ الْخَلْقُ سَاكِناً وَمُتَحَرِّكاً وَمُخْتَلِفاً وَمُؤْتَلِفاً وَمَعْلُوماً وَمُتَشَابِهاً وَكُلُّ مَا وَقَعَ عَلَيْهِ اسْمُ شَيْءٍ فَهُوَ خَلْقٌ.

مامون نے ایک پُرشکوہ اجتماع کیا کہ جس میں تمام غیر اسلامی دانشوروں کو اکٹھا کیا تا کہ وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے ساتھ مناظرہ کریں۔ من جملہ ان میں ایک عمران صابی بھی تھا۔ عمران صابی نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا: آپؑ ہمیں یہ بتائیں کہ اللہ کی وحدانیت، اس کی کنہ اور حقیقت کے اعتبار سے ہے یا وصف کے لحاظ سے؟ دوسرے لفظوں میں یوں کہ خدا کی یکتائی اس کی ذات سے مربوط ہے یا اس کے لیے صفت ہے؟

جناب امام علیہ السلام نے فرمایا: بے شک وہ ایسا نورِ ابدی، یگانہ، موجودِ اوّل اور یکتا ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے (اس منزلت میں) اس کے برابر کوئی شے نہیں ہے، وہ اکیلا ہے، اس کے ساتھ کوئی دوسرا نہیں۔ وہ معلوم ہے نہ مجہول، محکم ہے نہ متشابہ، قابلِ ذکر ہے نہ قابلِ فراموش اور نہ وہ کوئی شے ہے کہ اس پر اشیا میں سے کسی شے کا اطلاق ہو۔ پس یہ موجودِ اوّل ایسی ہستی ہے جو قائم بالذات ہے، ایسا نور ہے، جو بے نیاز ہے، وہ اپنے غیر سے مستغنی و بے نیاز ہے، نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا۔ (زمان و مکان

سے بے نیاز ہے) وہ نہ کسی چیز پر قائم ہے اور کسی چیز میں پوشیدہ ہے اور نہ کسی شے میں ساکن ہے، جب دل میں اس کی یاد گزر کرتی ہے تو آدمی کے پاس کوئی ایسا لفظ نہیں ہے، جو اسے تعبیر کرنے کے لیے استعمال کرے (جو کچھ وہ استعمال میں لاتا ہے) یعنی وہ ایک پرتو ہے۔ مثال ہے، یا شے ہے یا سایہ، یہ سب کچھ اس سے قبل تھا کہ کوئی مخلوق درکار ہوتی؟ اس حال میں کہ کوئی چیز نہ تھی، حتیٰ کہ خود "حال" بھی اسی درجہ میں ہے (یعنی پرتو اور مثال وغیرہ کے درجہ میں) یہ تمام ایسی صفات ہیں جو حادث ہوئی ہیں اور متوھم کی طرف سے ایک بیان اور ترجمہ ہے تاکہ وہ سمجھے۔

فرمایا: اے عمران! کیا تم سمجھ گئے ہو؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

پھر امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جان لو کہ علم مشیت اور ارادہ کا نام ہے، یہ لفظ ایک ہے لیکن نام تین ہیں۔ خدا کا سب سے پہلا علم، ارادہ اور مشیت حروف ہیں، وہ حروف جو کہ تمام موجودات کی اور ہر مشکل کا حل ہیں، اس کے مرحلۂ علم میں ان حروف کے لیے سوائے ان کی ذات کے کوئی مشخص و معین معانی نہیں تھے اور خود اپنی ذات کے علاوہ کسی عینی واقعیت کی حکایت نہیں کرتے تھے، ان کا وجود وہی علم تھا البتہ خدا کی ذات اس علم پر بھی مقدم تھی، کیونکہ نہ تو اس سے پہلے کوئی چیز تھی اور نہ اس کے ہمراہ، خود تحقق علم کا مرتبہ بھی ان حروف کے تحقق کے مرحلہ سے پہلے تھا، یعنی حروف علم کے پرتو میں متحقق ہوتے ہیں، علم ایسے مرتبہ میں تھا کہ ابھی کوئی معلوم درکار نہ تھا، علمِ خدا بھی اس کی ذات کا غیر ہے (یعنی اسماء وصفات کا علم یا علمِ فعلی یعنی ایسا علم جو کہ عالمِ خارج میں اسی تحقق عینی معلوم سے عبارت ہے)۔ جس طرح سے ہر چیز کا فعل خود اس کا غیر ہے، اسی طرح سے ہر چیز کی حد ایسا امر ہے جو خود محدود کا غیر ہے، ہر چیز کی صفت ایسا امر ہے جو خود موصوف کا غیر ہے کیونکہ حروف جب تک ایک دوسرے سے

جدا ہیں، صرف حروف ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہیں۔ وہ اپنی ذات کے سوا کسی اور پر دلالت نہیں کرتے۔ جب انھیں ایک دوسرے سے مرکب کرتے ہو؟ اور ایک دوسرے سے ملاتے ہو تو اس وقت وہ اپنی ذات کے علاوہ اسما و صفات پر دلالت کرتے ہیں۔

یہ جان لو کہ ممکن نہیں ہے کہ صفت موصوف کے بغیر ہو، یا اسم بغیر مسمّٰی کے ہو یا حد بغیر محدود کے ہو، خدا کے تمام اسما و صفات اس کے کمال اور وجود پر دلالت کرتے ہیں، نہ یہ کہ وہ بطور کامل اس کا احاطہ کیے ہوئے ہیں جیسا کہ ایک مربع، دائرہ یا مثلث کہ جو بطور کامل احاطہ کیے ہوئے ہیں، کیونکہ ہم کسی حد تک اللہ تعالیٰ کو اسما و صفات کے ذریعے پہچان سکتے ہیں لیکن اسے کسی اسم یا صفت میں محدود نہیں کر سکتے۔

پس اللہ تعالیٰ کے لیے ایسی کوئی حالت نہیں ہے، اسی وجہ سے مخلوق خدا اس ذات کی اس طرح شناخت نہیں کر سکتی، جس طرح مخلوق کو اپنی پہچان ہوتی ہے، اس حال میں اگر اس کے صفات اس پر دلالت نہ کرتے اور نہ اس کے اسما اسے نام دینے سے عہدہ برآ ہوتے تو درحقیقت مخلوق اسم پرست اور صفت پرست ہوتی، نہ کہ خدا پرست، اس صورت میں وہ معبودِ یکتا خدا کے علاوہ کوئی اور چیز ہوتا کیونکہ اس کے صفات اس کا غیر ہیں۔

عمران نے عرض کیا: ہمیں خود علم کے بارے میں بتائیں کہ کیا وہ بھی مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: البتہ مخلوق ہے لیکن مخلوقِ ساکن ہے چونکہ ساکن ہے، لہٰذا قابلِ ادراک نہیں ہے۔

عمران نے عرض کیا: کیوں مخلوق ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: چونکہ حادث ہے اور خدا نے اسے خلق کیا ہے، جب اسے

شے کا نام دیا گیا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مخلوق ہے، کیوں کہ عالمِ ہستی میں صرف خدا ہے اور مخلوق، کوئی تیسری شے نہیں ہے، البتہ خدا کی مخلوق ساکن بھی ہو سکتی ہے اور متحرک بھی۔ وہ مخلوق مختلف بھی ہو سکتی ہے اور ایک طرح کی بھی۔ شناخت شدہ اور پہچانی ہوئی بھی ہو سکتی ہے اور مبہم بھی، لیکن جس پر بھی شے کا نام صادق آئے گا وہ (یقیناً) مخلوق ہے۔ (تحف العقول، ص ۴۲۵)

کائنات کی ہر شے کا خالق اللہ ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُرَاسَانِيِّ خَادِمِ الرِّضَا عليه السلام قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ مِنَ الزَّنَادِقَةِ عَلَى الرِّضَا عليه السلام وَعِنْدَهُ جَمَاعَةٌ.

فَقَالَ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ الْقَوْلُ قَوْلَكُمْ وَلَيْسَ هُوَ كَمَا تَقُولُونَ أَلَسْنَا وَ إِيَّاكُمْ شَرَعاً سَوَاءً وَلَا يَضُرُّنَا مَا صَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَزَكَّيْنَا وَأَقْرَرْنَا؟

فَسَكَتَ.

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام : وَإِنْ يَكُنِ الْقَوْلُ قَوْلَنَا وَهُوَ كَمَا نَقُولُ أَلَسْتُمْ قَدْ هَلَكْتُمْ وَنَجَوْنَا؟

قَالَ الزِّنْدِيقُ: رَحِمَكَ اللّٰهُ، فَأَوْجِدْنِي كَيْفَ هُوَ وَأَيْنَ هُوَ؟

قَالَ عليه السلام : وَيْلَكَ إِنَّ الَّذِي ذَهَبْتَ إِلَيْهِ غَلَطٌ وَهُوَ أَيَّنَ الْأَيْنَ وَكَانَ وَلَا أَيْنَ وَهُوَ كَيَّفَ الْكَيْفَ وَكَانَ وَلَا كَيْفَ وَلَا يُعْرَفُ بِكَيْفُوفِيَّةٍ وَلَا بِأَيْنُونِيَّةٍ وَلَا يُدْرَكُ بِحَاسَّةٍ وَلَا يُقَاسُ بِشَيْءٍ.

قَالَ الرَّجُلُ: فَإِذَنْ إِنَّهُ لَا شَيْءَ إِذْ لَمْ يُدْرَكْ بِحَاسَّةٍ مِنَ

الْحَوَاسِّ.

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام : وَيْلَكَ لَمَّا عَجَزَتْ حَوَاسُّكَ عَنْ إِدْرَاكِهِ أَنْكَرْتَ رُبُوبِيَّتَهُ وَنَحْنُ إِذَا عَجَزَتْ حَوَاسُّنَا عَنْ إِدْرَاكِهِ، أَيْقَنَّا أَنَّهُ رَبُّنَا وَأَنَّهُ شَيْءٌ بِخِلَافِ الْأَشْيَاءِ.

قَالَ الرَّجُلُ: فَأَخْبِرْنِي مَتَى كَانَ؟

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام : أَخْبِرْنِي مَتَى لَمْ يَكُنْ، فَأُخْبِرَكَ مَتَى كَانَ؟

قَالَ الرَّجُلُ: فَمَا الدَّلِيلُ عَلَيْهِ؟

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام : إِنِّي لَمَّا نَظَرْتُ إِلَى جَسَدِي، فَلَمْ يُمْكِنِّي فِيهِ زِيَادَةٌ وَلَا نُقْصَانٌ فِي الْعَرْضِ وَالطُّولِ وَدَفْعِ الْمَكَارِهِ عَنْهُ وَجَرِّ الْمَنْفَعَةِ إِلَيْهِ، عَلِمْتُ أَنَّ لِهَذَا الْبُنْيَانِ بَانِياً، فَأَقْرَرْتُ بِهِ مَعَ مَا أَرَى مِنْ دَوَرَانِ الْفَلَكِ بِقُدْرَتِهِ وَ إِنْشَاءِ السَّحَابِ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَمَجْرَى الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالنُّجُومِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْآيَاتِ الْعَجِيبَاتِ الْمُتْقَنَاتِ، عَلِمْتُ أَنَّ لِهَذَا مُقَدِّراً وَمُنْشِئاً.

قَالَ الرَّجُلُ: فَلِمَ لَا تُدْرِكُهُ حَاسَّةُ الْبَصَرِ؟

قَالَ عليه السلام : لِلْفَرْقِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ خَلْقِهِ الَّذِي تُدْرِكُهُ حَاسَّةُ الْأَبْصَارِ مِنْهُمْ وَمِنْ غَيْرِهِمْ ثُمَّ هُوَ أَجَلُّ مِنْ أَنْ يُدْرِكَهُ بَصَرٌ أَوْ يُحِيطَ بِهِ وَهْمٌ أَوْ يَضْبِطَهُ عَقْلٌ.

قَالَ: فَحُدَّهُ لِي.

قَالَ عليه السلام : لَاحَدَّ لَهُ.

قَالَ: وَلِمَ؟

قَالَ عليه السلام : لِأَنَّ كُلَّ مَحْدُودٍ مُتَنَاهٍ وَ إِذَا احْتَمَلَ التَّحْدِيدَ احْتَمَلَ الزِّيَادَةَ وَ إِذَا احْتَمَلَ الزِّيَادَةَ احْتَمَلَ النُّقْصَانَ، فَهُوَ غَيْرُ مَحْدُودٍ وَلَا مُتَزَايِدٍ وَلَا مُتَنَاقِصٍ وَلَا مُتَجَزِّئٍ وَلَا مُتَوَهَّمٍ.

قَالَ الرَّجُلُ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِكُمْ : إِنَّهُ لَطِيفٌ وَسَمِيعٌ وَبَصِيرٌ وَعَلِيمٌ وَحَكِيمٌ، أَيَكُونُ السَّمِيعُ إِلَّا بِالْأُذُنِ وَالْبَصِيرُ إِلَّا بِالْعَيْنِ وَاللَّطِيفُ إِلَّا بِعَمَلِ الْيَدَيْنِ وَالْحَكِيمُ إِلَّا بِالصَّنْعَةِ؟

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام : إِنَّ اللَّطِيفَ مِنَّا عَلَى حَدِّ اتِّخَاذِ الصَّنْعَةِ، أَوَمَا رَأَيْتَ أَنَّ الرَّجُلَ اتَّخَذَ شَيْئًا، فَيَلْطُفُ فِي اتِّخَاذِهِ، فَيُقَالُ: مَا أَلْطَفَ فُلَانًا؟

فَكَيْفَ لَا يُقَالُ لِلْخَالِقِ الْجَلِيلِ : لَطِيفٌ إِذْ خَلَقَ خَلْقًا، لَطِيفًا وَجَلِيلًا وَرَكَّبَ فِي الْحَيَوَانِ مِنْهُ أَرْوَاحَهَا، وَخَلَقَ كُلَّ جِنْسٍ مُبَايِنًا مِنْ جِنْسِهِ فِي الصُّورَةِ وَلَا يُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضاً، فَكُلٌّ بِهِ لُطْفٌ مِنَ الْخَالِقِ اللَّطِيفِ الْخَبِيرِ فِي تَرْكِيبِ صُورَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْأَشْجَارِ وَحَمْلِهَا أَطْيَابِهَا الْمَأْكُولَةَ مِنْهَا وَغَيْرَ الْمَأْكُولَةِ.

فَقُلْنَا عِنْدَ ذَلِكَ: إِنَّ خَالِقَنَا لَطِيفٌ لَا كَلُطْفِ خَلْقِهِ فِي صَنْعَتِهِمْ وَقُلْنَا: إِنَّهُ سَمِيعٌ لِأَنَّهُ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ أَصْوَاتُ

خَلْقِهِ مَا بَيْنَ الْعَرْشِ إِلَى الثَّرَى مِنَ الذَّرَّةِ مَا أَكْبَرَ مِنْهَا، فِي بَرِّهَا وَبَحْرِهَا وَلَا يَشْتَبِهُ عَلَيْهِ لُغَاتُهَا، فَقُلْنَا عِنْدَ ذٰلِكَ : إِنَّهُ سَمِيعٌ لَا بِأُذُنٍ وَقُلْنَا: إِنَّهُ بَصِيرٌ لَا بِبَصَرٍ، لِأَنَّهُ يَرَى أَثَرَ الذَّرَّةِ السَّحْمَاءِ فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ عَلَى الصَّخْرَةِ السَّوْدَاءِ وَيَرَى دَبِيبَ النَّمْلِ فِي اللَّيْلَةِ الدَّجِيَّةِ وَيَرَى مَضَارَّهَا وَمَنَافِعَهَا وَأَثَرَ سِفَادِهَا وَفِرَاخَهَا وَنَسْلَهَا، فَقُلْنَا عِنْدَ ذٰلِكَ: إِنَّهُ بَصِيرٌ لَا كَبَصَرِ خَلْقِهِ.

قَالَ: فَمَا بَرِحَ حَتَّى أَسْلَمَ.

حضرت امام رضا علیہ السلام کے خادم محمد بن عبداللہ خراسانی نقل کرتے ہیں: ایک دن ایک بے دین شخص امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، جب کہ آپؑ کے پاس کچھ اور لوگ بھی موجود تھے۔

امام رضا علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: یہ بتاؤ اگر بات، تمہاری ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے جیسے تم کہتے ہو، تو کیا ہم اور تم برابر نہیں ہیں اور ہماری نماز، روزے، زکوٰۃ اور ہمارے اعتقادات نے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے؟

اس شخص نے کچھ نہ کہا اور خاموش رہا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر بات ہماری بات ہو، جیسا کہ ہم کہتے ہیں تو اس صورت میں کیا تم ہلاک نہیں ہوئے اور ہم نجات نہ پا گئے؟

اس شخص نے کہا: اللہ تعالیٰ آپؑ پر لطف و رحمت فرمائے، میرے لیے وضاحت کریں کہ خدا کیسا ہے اور کہاں ہے؟

جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: تم برباد ہو، جس چیز کا تم نے گمان کیا ہے وہ غلط ہے، اس نے مکان کو ایجاد کیا ہے، وہ تھا لیکن کوئی مکان نہ تھا، اس نے کیفیت کو

ایجاد کیا اور خلق کیا، وہ تھا لیکن کسی قسم کی کیفیت کا کوئی وجود نہ تھا۔ لہٰذا وہ کیفیت یا مکان سے نہیں پہچانا جاتا۔ حواس کے ذریعے اس کا ادراک نہیں کیا جاسکتا اور کسی بھی شے سے اسے قیاس نہیں کیا جاسکتا (یعنی وہ کسی بھی چیز کے مشابہ نہیں ہے)۔

اس شخص نے کہا: پس جب وہ حواسِ خمسہ میں سے کسی کے ذریعے بھی قابلِ ادراک نہیں ہے تو پھر وہ اصلاً نہیں ہے!

امام علیہ السلام نے فرمایا: برباد ہو جاؤ، چونکہ تمہارے حواس اس کا ادراک کرنے سے عاجز ہیں، تم اس کی ربوبیت کا انکار کرتے ہو، حالانکہ جب ہمارے حواس اس کا ادراک کرنے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو ہم یقین کر لیتے ہیں کہ وہ ہمارا رب ہے اور وہ تمام اشیاء کے خلاف ایک شے ہے۔

اس شخص نے کہا: آپ یہ بتائیں کہ خدا کس زمانے میں تھا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم یہ بتاؤ کہ خدا کب نہیں تھا کہ ہم تمہیں بتائیں، خدا کس وقت میں تھا؟

اس شخص نے پوچھا: وجودِ خدا پر کون سی دلیل ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جب میں اپنے بدن پر نگاہ کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ میں اس کے طول و عرض میں نہ کمی کر سکتا ہوں نہ زیادتی اور نہ ہی اس سے سختی کو دور کر سکتا ہوں اور نہ اس کے فائدے میں کوئی چیز انجام دے سکتا ہوں؟ اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس عمارت کو بنانے والا کوئی ہے تو اس سے اُس کا معتقد ہو جاتا ہوں۔

علاوہ ازیں میں یہ دیکھتا ہوں کہ اس آسمان کا گھومنا اور چکر لگانا اس کے امر اور قدرت سے ہے، بادلوں کا پیدا ہونا، ہواؤں کا چلنا، چاند سورج اور ستاروں کا گردش کرنا اور ان کے علاوہ خدا کی دوسری عجیب و محکم نشانیاں دیکھتا ہوں تو اس سے یقین ہو جاتا ہے کہ ان تمام کا اندازہ کرنے والا اور انھیں ایجاد کرنے والا کوئی ہے۔

اس شخص نے پوچھا: آنکھیں اس کو کیوں نہیں دیکھتی ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیونکہ اُس اور اُس کی دیکھی جانے والی مخلوق کے درمیان فرق موجود ہے، علاوہ ازیں یہ کہ اس کی شان اس سے کہیں بلند تر ہے کہ آنکھ اسے دیکھے یا فکر اس کا ادراک کرے یا عقل اسے سمجھے۔

اس شخص نے کہا: آپ میرے لیے اس کے حدّ و وصف بیان کریں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کے لیے حدّ و وصف نہیں ہیں۔

اس شخص نے پوچھا: کیوں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیونکہ ہر وہ چیز جو محدود ہے، اس کا وجود اسی حد تک ہے۔ اور جب حد بندی کا احتمال ہے تو اس میں زیادہ ہونے کی قابلیت ہے، جب زیادہ ہونے کی قابلیت ہو تو اس میں کم ہونے کی قابلیت بھی ہے، درحالانکہ اس کی نہ کوئی حد ہے، نہ زیادہ ہونے کو قبول کرتا ہے، نہ اس سے کوئی چیز کم ہوتی ہے۔ نہ وہ قابلِ تجزیہ ہے اور نہ فکر کے ذریعے اس کا ادراک ہوتا ہے۔

اس شخص نے پوچھا: آپ یہ کہتے ہیں کہ وہ لطیف، سمیع (سننے والا)، حکیم، بصیر (دیکھنے والا) اور علیم ہے، ان سے کیا مراد ہے؟ کیا کوئی کان کے بغیر سننے والا اور آنکھ کے بغیر دیکھنے والا ہوسکتا ہے، یا ظریف و دقیق ہو لیکن ہاتھ نہ رکھتا ہو، یا حکیم ہو، لیکن صانع اور بنانے والا نہ ہو؟

جناب امام علیہ السلام نے فرمایا: ہم لوگوں کے درمیان ''لطیف'' کا اطلاق اس وقت ہوتا ہے، جب کوئی کسی کام کو انجام دینا چاہتا ہے، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جب کوئی چاہتا ہے کہ کسی کام کو انجام دے تو اگر اس نے وہ کام کو وقت اور ظرافت سے انجام دیا ہو تو کہتے ہیں کہ فلاں شخص کس قدر دقیق و ظریف ہے۔

پس اس خالق کو کس طرح لطیف نہ کہا جائے جس نے چھوٹی بڑی مخلوق کو

(نہایت لطافت سے) خلق کیا، جانوروں میں روح کو قرار دیا اور صورت میں ہر جنس کو دوسری جنس سے علیحدہ خلق کیا، اس طرح سے کہ کوئی بھی ایک دوسرے کے مشابہ نہیں ہے۔

پس اس مخلوق میں سے ہر ایک ترکیبی صورت میں خود خالقِ لطیف وخبیر کی طرف سے ایک لطف ہے۔ پھر ہم نے درختوں اور ان کے کھائے جانے اور نہ کھائے جانے والے پھلوں میں دقت کی اور کہا: ہمارا خالق لطیف ہے لیکن اس طرح لطیف نہیں ہے، جس طرح سے مخلوق اپنے کاموں میں لطیف ہوتی ہے۔ ہم نے کہا: وہ سمیع (یعنی سننے والا ہے) کیوں کہ عرش سے لے کر فرش تک، چھوٹے سے لے کر بڑے تک، وہ سمندر ہو یا خشکی پر، کسی بھی مخلوق کی آواز اس سے پوشیدہ نہیں ہے اور نہ ہی اسے ان کی زبان میں اشتباہ ہوتا ہے، پس اس وقت ہم نے کہا کہ وہ سنتا ہے لیکن کان کے بغیر۔

ہم نے کہا: وہ دیکھتا ہے لیکن آنکھ سے نہیں، کیوں کہ وہ رات کی تاریکی میں سیاہ پتھر پر بھی بہت مہین اور سیاہ رائی کے دانے کا اثر بھی دیکھتا ہے۔ نیز وہ اندھیری رات میں چیونٹی کے رینگنے کو بھی دیکھتا ہے۔ وہ اس کے نفع ونقصان سے مطلع ہے، وہ اس کی آمیزش، بچوں اور نسل کو دیکھتا ہے، پس اس وقت ہم نے کہا کہ وہ بصیر ہے، یعنی دیکھتا ہے، لیکن اس طرح سے بصیر نہیں ہے، جس طرح سے اس کی مخلوق دیکھتی ہے۔

راوی کہتے ہیں: کوئی زیادہ وقت نہیں گزرا کہ وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ (احتجاج طبرسی، ج۲، ص ۳۹۷)

کیا ہم جبر یا تشبیہ کے قائل ہیں؟

عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام قَالَ: قُلْتُ لَهُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ، إِنَّ النَّاسَ يَنْسُبُونَنَا إِلَى الْقَوْلِ بِالتَّشْبِيهِ وَالْجَبْرِ لِمَا رُوِيَ مِنَ الْأَخْبَارِ فِي ذٰلِكَ

عَنْ آبَائِكَ.

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَام : يَا ابْنَ خَالِدٍ ، أَخْبِرْنِي عَنِ الْأَخْبَارِ الَّتِي رُوِيَتْ عَنْ آبَائِيَ الْأَئِمَّةِ فِي الْجَبْرِ وَالتَّشْبِيهِ أَكْثَرُ، أَمِ الْأَخْبَارُ الَّتِي رُوِيَتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فِي ذٰلِكَ؟

فَقُلْتُ: بَلْ مَا رُوِيَتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَكْثَرُ.

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَام : فَلْيَقُولُوا: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ كَانَ يَقُولُ بِالتَّشْبِيهِ وَالْجَبْرِ! فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لَمْ يَقُلْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ وَ إِنَّمَا رُوِيَ عَلَيْهِ.

قَالَ: فَلْيَقُولُوا فِي آبَائِيَ الْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَام إِنَّهُمْ لَمْ يَقُولُوا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا وَ إِنَّمَا رُوِيَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ قَالَ بِالتَّشْبِيهِ وَالْجَبْرِ فَهُوَ كَافِرٌ مُشْرِكٌ وَنَحْنُ بِرَاءٌ مِنْهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

يَا ابْنَ خَالِدٍ، إِنَّمَا وَضَعَ الْأَخْبَارَ عَنَّا فِي التَّشْبِيهِ وَالْجَبْرِ الْغُلَاةُ الَّذِينَ صَغَّرُوا عَظَمَةَ اللّٰهِ ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَقَدْ أَبْغَضَنَا وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَقَدْ أَحَبَّنَا وَمَنْ وَالَاهُمْ فَقَدْ عَادَانَا وَمَنْ عَادَاهُمْ فَقَدْ وَالَانَا وَمَنْ وَصَلَهُمْ فَقَدْ قَطَعَنَا وَمَنْ قَطَعَهُمْ فَقَدْ وَصَلَنَا وَمَنْ جَفَاهُمْ فَقَدْ بَرَّنَا وَمَنْ بَرَّهُمْ فَقَدْ جَفَانَا وَمَنْ أَكْرَمَهُمْ فَقَدْ أَهَانَنَا وَمَنْ أَهَانَهُمْ فَقَدْ أَكْرَمَنَا وَمَنْ قَبِلَهُمْ فَقَدْ رَدَّنَا وَمَنْ رَدَّهُمْ فَقَدْ قَبِلَنَا وَمَنْ أَحْسَنَ إِلَيْهِمْ فَقَدْ أَسَاءَ إِلَيْنَا وَمَنْ أَسَاءَ إِلَيْهِمْ فَقَدْ أَحْسَنَ إِلَيْنَا وَمَنْ صَدَّقَهُمْ فَقَدْ كَذَّبَنَا وَمَنْ

كَذَّبَهُمْ فَقَدْ صَدَّقَنَا وَمَنْ أَعْطَاهُمْ فَقَدْ حَرَمَنَا وَمَنْ حَرَمَهُمْ فَقَدْ أَعْطَانَا.

يَا ابْنَ خَالِدٍ، مَنْ كَانَ مِنْ شِيعَتِنَا ، فَلَا يَتَّخِذَنَّ مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيراً.

حسین بن خالد کہتے ہیں: میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! لوگ ہمیں آپؑ کے آبائے کرام سے نقل شدہ روایات کی بنا پر جبر اور تشبیہ کا قائل سمجھتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے فرزندِ خالد! آپ یہ بتائیں کہ جبر و تشبیہ کے بارے میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل شدہ روایات زیادہ ہیں یا میرے آبا و اجداد سے منقول روایات زیادہ ہیں؟

میں نے عرض کیا: البتہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل شدہ روایات زیادہ ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس بنا پر انھیں یہ کہنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جبر و تشبیہ کے قائل تھے۔

میں نے عرض کیا: وہ اس بات کے معتقد ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے کوئی بھی روایت ارشاد نہیں فرمائی ہے، بلکہ یہ لوگ ان پر تہمت لگاتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پس وہ یہ بھی کہیں کہ میرے آباؤ و اجداد نے بھی کوئی روایت ارشاد نہیں فرمائی ہے بلکہ لوگ ان پر تہمت لگاتے ہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: جو بھی جبر و تشبیہ کا قائل ہو وہ کافر و مشرک ہے اور ہم دنیا و آخرت میں اس سے بیزار ہیں۔

اے ابنِ خالد! جبر و تشبیہ کی روایات غالیوں نے ہماری طرف نسبت دے کر گھڑی ہیں کیوں کہ انھوں نے عظمتِ خدا کو کم اور حقیر سمجھا ہے، پس جس نے بھی ان

کے ساتھ دوستی کی، اس نے ہمارے ساتھ دشمنی کی، جس نے ان کے ساتھ دشمنی کی، اس نے ہمارے ساتھ دوستی کی ہے، جس نے ان سے محبت کی اس نے ہمارے ساتھ عداوت کی ہے اور جس نے ان کے ساتھ عداوت رکھی، اس نے ہمارے ساتھ محبت کی۔ جو کوئی ان سے رابطہ برقرار رکھے اس نے ہمارے ساتھ رابطہ ختم کیا اور جو کوئی ان سے تعلق ختم کرے اس نے ہمارے ساتھ تعلق قائم کیا ہے۔ جو کوئی ان کے ساتھ برائی کرے اس نے ہمارے ساتھ اچھائی کی، اور جو کوئی ان کے ساتھ اچھائی کرے اس نے ہمارے ساتھ برائی کی۔ جو کوئی ان کا احترام کرے اس نے ہماری توہین کی اور جو کوئی ان کی توہین کرے اس نے ہمارا احترام کیا ہے، جو کوئی انھیں اور ان کے اقوال کو قبول کرے، اس نے ہمیں رد کیا ہے، اور جو کوئی انھیں رد کرے اس نے ہمیں قبول کیا۔ جو کوئی ان کے ساتھ احسان کرے اس نے ہمارے ساتھ برائی کی، اور جو کوئی ان کے ساتھ برائی کرے اس نے ہمارے ساتھ احسان کیا ہے۔ جو کوئی ان کی تصدیق کرے اس نے ہمیں جھٹلایا اور جو کوئی انھیں جھٹلائے اس نے ہماری تصدیق کی۔ جو کوئی انھیں کوئی چیز دے، اس نے ہمیں محروم کیا اور جو کوئی انھیں کچھ نہ دے درحقیقت اس نے ہمیں عطا کیا ہے۔

اے فرزندِ خالد! جو بھی ہمارا شیعہ ہے وہ ہرگز ان میں سے اپنا دوست اور مددگار منتخب نہ کرے۔ (احتجاج طبرسی، ج۲، ص۴۳۰)

بداء اور صفاتِ خدا کے بارے میں سوالات

رُوِیَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ النَّوْفَلِیِّ اَنَّهُ کَانَ یَقُولُ:
قَدِمَ سُلَیْمَانُ الْمَرْوَزِیُّ مُتَکَلِّمُ خُرَاسَانَ عَلَی الْمَأْمُونِ،
فَاَکْرَمَهُ وَوَصَلَهُ.
ثُمَّ قَالَ لَهُ: اِنَّ ابْنَ عَمِّی عَلِیَّ بْنَ مُوسَی الرِّضَا قَدِمَ

عَلَيَّ مِنَ الْحِجَازِ يُحِبُّ الْكَلَامَ وَأَصْحَابَهُ فَعَلَيْكَ أَنْ تَصِيرَ إِلَيْنَا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ لِمُنَاظَرَتِهِ.

فَقَالَ سُلَيْمَانُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَسْأَلَ مِثْلَهُ فِي مَجْلِسِكَ فِي جَمَاعَةٍ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَيَنْتَقِصَ عِنْدَ الْقَوْمِ إِذَا كَلَّمَنِي وَلَا يَجُوزُ الْإِسْتِقْصَاءُ عَلَيْهِ.

قَالَ الْمَأْمُونُ: إِنَّمَا وَجَّهْتُ إِلَيْكَ لِمَعْرِفَتِي بِقُوَّتِكَ وَلَيْسَ مُرَادِي إِلَّا أَنْ تَقْطَعَهُ عَنْ حُجَّةٍ وَاحِدَةٍ فَقَط.

فَقَالَ سُلَيْمَانُ : حَسْبُكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اجْمَعْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَخَلِّنِي وَ إِيَّاهُ ، فَوَجَّهَ الْمَأْمُونُ إِلَى الرِّضَا عليه السلام فَقَالَ لَهُ: إِنَّهُ قَدِمَ عَلَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مَرْوَ وَهُوَ وَاحِدُ خُرَاسَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْكَلَامِ، فَإِنْ خَفَّ عَلَيْكَ أَنْ تَتَجَشَّمَ الْمَصِيرَ إِلَيْنَا فَعَلْتَ فَنَهَضَ عليه السلام لِلْوُضُوءِ، ثُمَّ حَضَرَ مَجْلِسَ الْمَأْمُونِ وَجَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ سُلَيْمَانَ الْمَرْوَزِيِّ كَلَامٌ فِي الْبَدَاءِ - بِمَعْنَى الظُّهُورِ لِتَغَيُّرِ الْمَصْلَحَةِ وَاسْتَشْهَدَ عليه السلام بِآيٍ كَثِيرَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ عَلَى صِحَّةِ ذٰلِكَ.

مِثْلِ قَوْلِ اللّٰهِ : ﴿يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ﴾ وَ ﴿يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ﴾ وَ ﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ﴾ وَ ﴿مَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَيُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ﴾ ﴿وَآخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللّٰهِ﴾ وَأَمْثَالِ ذٰلِكَ.

فَقَالَ سُلَيْمَانُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا أُنْكِرُ بَعْدَ يَوْمِي

هَذَا الْبَدَاءَ وَلَا أُكَذِّبُ بِهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: يَاسُلَيْمَانُ اسْأَلْ أَبَا الْحَسَنِ عَمَّا بَدَالَكَ وَعَلَيْكَ بِحُسْنِ الْاِسْتِمَاعِ وَالْاِنْصَافِ.

قَالَ سُلَيْمَانُ: يَا سَيِّدِي مَا تَقُولُ فِيْمَنْ جَعَلَ الْإِرَادَةَ اسْماً وَصِفَةً مِثْلَ حَيّ وَسَمِيعٍ وَبَصِيرٍ وَقَدِيرٍ؟

قَالَ الرِّضَا علیہ السلام: إِنَّمَا قُلْتُمْ حَدَثَتِ الْأَشْيَاءُ وَاخْتَلَفَتْ لِأَنَّهُ شَاءَ وَأَرَادَ وَلَمْ تَقُولُوا حَدَثَتْ وَاخْتَلَفَتْ لِأَنَّهُ سَمِيعٌ بَصِيرٌ فَهَذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهَا لَيْسَتْ مِثْلَ سَمِيعٍ وَبَصِيرٍ وَقَدِيرٍ.

قَالَ سُلَيْمَانُ: فَإِنَّهُ لَمْ يَزَلْ مُرِيداً.

قَالَ: يَا سُلَيْمَانُ: فَإِرَادَتُهُ غَيْرُهُ؟

قَالَ: نَعَمْ.

قَالَ. قَدْ أَثْبَتَّ مَعَهُ شَيْئًا لَمْ يَزَلْ.

قَالَ: سُلَيْمَانُ: مَا أَثْبَتُّ.

قَالَ الرِّضَا علیہ السلام: أَهِيَ مُحْدَثَةٌ؟

قَالَ سُلَيْمَانُ: لَا مَا هِيَ مُحْدَثَةٌ فَأَعَادَ الْمَسْأَلَةَ.

فَقَالَ: هِيَ مُحْدَثَةٌ يَا سُلَيْمَانُ فَإِنَّ الشَّيْءَ إِذَا لَمْ يَكُنْ أَزَلِيًّا كَانَ مُحْدَثًا وَ إِذَا لَمْ يَكُنْ مُحْدَثًا كَانَ أَزَلِيًّا.

قَالَ سُلَيْمَانُ: إِرَادَتُهُ مِنْهُ كَمَا أَنَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ وَعِلْمَهُ مِنْهُ.

قَالَ الرِّضَا علیہ السلام: فَإِرَادَتُهُ نَفْسُهُ؟

قَالَ: لَا.

قَالَ: فَلَيْسَ الْمُرِيدُ مِثْلَ السَّمِيعِ وَالْبَصِيرِ.

قَالَ سُلَيْمَانُ: إِنَّمَا إِرَادَتُهُ كَمَا سَمِعَ نَفْسَهُ وَأَبْصَرَ نَفْسَهُ وَعَلِمَ نَفْسَهُ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : مَا مَعْنَى أَرَادَ نَفْسَهُ؟ أَرَادَ أَنْ يَكُونَ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَنْ يَكُونَ حَيًّا أَوْ سَمِيعًا أَوْ بَصِيرًا أَوْ قَدِيرًا؟

قَالَ: نَعَمْ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام أَفَبِإِرَادَتِهِ كَانَ ذٰلِكَ؟

قَالَ سُلَيْمَانُ: نَعَمْ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : فَلَيْسَ لِقَوْلِكَ أَرَادَ أَنْ يَكُونَ حَيًّا سَمِيعًا بَصِيرًا مَعْنًى إِذْ لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ بِإِرَادَتِهِ؟

قَالَ سُلَيْمَانُ: بَلَى قَدْ كَانَ ذٰلِكَ بِإِرَادَتِهِ فَضَحِكَ الْمَأْمُونُ وَمَنْ حَوْلَهُ وَضَحِكَ الرِّضَا عليه السلام ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ ارْفُقُوا بِمُتَكَلِّمِ خُرَاسَانَ، فَقَالَ: يَا سُلَيْمَانُ فَقَدْ حَالَ عِنْدَكُمْ عَنْ حَالِهِ وَتَغَيَّرَ عَنْهَا وَهٰذَا مِمَّا لَا يُوصَفُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ بِهِ فَانْقَطَعَ.

ثُمَّ قَالَ الرِّضَا عليه السلام : يَا سُلَيْمَانُ أَسْأَلُكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ؟

قَالَ: سَلْ جُعِلْتُ فِدَاكَ.

قَالَ: أَخْبِرْنِي عَنْكَ وَعَنْ أَصْحَابِكَ تُكَلِّمُونَ النَّاسَ بِمَا تَفْقَهُونَ وَتَعْرِفُونَ أَوْ بِمَا لَا تَفْقَهُونَ وَتَعْرِفُونَ؟

فَقَالَ بَلْ بِمَا نَفْقَهُهُ وَنَعْلَمُ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : فَالَّذِي يَعْلَمُ النَّاسُ أَنَّ الْمُرِيدَ غَيْرُ الْإِرَادَةِ وَأَنَّ الْمُرِيدَ قَبْلَ الْإِرَادَةِ وَأَنَّ الْفَاعِلَ قَبْلَ الْمَفْعُولِ وَهٰذَا يُبْطِلُ قَوْلَكُمْ إِنَّ الْإِرَادَةَ وَالْمُرِيدَ شَيْءٌ وَاحِدٌ.

قَالَ: جُعِلْتُ فِدَاكَ لَيْسَ ذٰلِكَ مِنْهُ عَلَى مَا يَعْرِفُ النَّاسُ وَلَا عَلَى مَا يَفْقَهُونَ.

قَالَ: فَأَرَاكُمْ ادَّعَيْتُمْ عَلَى ذٰلِكَ بِلَا مَعْرِفَةٍ وَقُلْتُمْ الْإِرَادَةُ كَالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَكُمْ عَلَى مَالَا يُعْرَفُ وَلَا يُعْقَلُ؟

فَلَمْ يُحِرْ جَوَابًا ، ثُمَّ قَالَ الرِّضَا عليه السلام : هَلْ يَعْلَمُ اللّٰهُ تَعَالَى جَمِيعَ مَا فِي الْجَنَّةِ وَالنَّارِ؟

قَالَ سُلَيْمَانُ: نَعَمْ.

قَالَ: فَيَكُونُ مَا عَلِمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَنَّهُ يَكُونُ مِنْ ذٰلِكَ؟

قَالَ : نَعَمْ.

قَالَ: فَإِذَا كَانَ حَتّٰى لَا يَبْقَى مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا كَانَ أَيَزِيدُهُمْ أَوْ يَطْوِيهِ عَنْهُمْ؟

قَالَ سُلَيْمَانُ: بَلْ يَزِيدُهُمْ.

قَالَ: فَأَرَاهُ فِي قَوْلِكَ قَدْ زَادَهُمْ مَا لَمْ يَكُنْ فِي عِلْمِهِ أَنَّهُ يَكُونُ.

قَالَ: جُعِلْتُ فِدَاكَ فَالْمَزِيدُ لَا غَايَةَ لَهُ.

قَالَ: فَلَيْسَ يُحِيطُ عِلْمُهُ عِنْدَكُمْ بِمَا يَكُونُ فِيمَا إِذَا لَمْ يَعْرِفْ غَايَةَ ذٰلِكَ وَ إِذَا لَمْ يُحِطْ عِلْمُهُ بِمَا يَكُونُ فِيهِمَا لَمْ يَعْلَمْ مَا يَكُونُ فِيهِمَا قَبْلَ أَنْ يَكُونَ تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيراً.

قَالَ سُلَيْمَانُ: إِنَّمَا قُلْتُ لَا يَعْلَمُهُ لِأَنَّهُ لَا غَايَةَ لِهٰذَا لِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَصَفَهُمَا بِالْخُلُودِ وَكَرِهْنَا أَنْ نَجْعَلَ لَهُمَا انْقِطَاعاً.

قَالَ الرِّضَا علیہ السلام : لَيْسَ عِلْمُهُ بِذٰلِكَ بِمُوجِبٍ لِانْقِطَاعِهِ عَنْهُمْ لِأَنَّهُ قَدْ يَعْلَمُ ذٰلِكَ ثُمَّ يَزِيدُهُمْ ثُمَّ لَا يَقْطَعُهُ عَنْهُمْ وَلِذٰلِكَ قَالَ عَزَّوَجَلَّ فِي كِتَابِهِ: ﴿كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُوداً غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ﴾ وَقَالَ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: ﴿عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ﴾ وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ﴾ فَهُوَ عَزَّوَجَلَّ يَعْلَمُ ذٰلِكَ وَلَا يَقْطَعُ عَنْهُمُ الزِّيَادَةَ، أَرَأَيْتَ مَا أَكَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَمَا شَرِبُوا أَلَيْسَ يُخْلِفُ مَكَانَهُ؟

قَالَ: بَلَى.

قَالَ علیہ السلام : أَفَيَكُونُ يَقْطَعُ ذٰلِكَ عَنْهُمْ وَقَدْ أَخْلَفَ مَكَانَهُ؟

قَالَ: سُلَيْمَانُ : لَا.

قَالَ: فَكَذٰلِكَ كُلُّ مَا يَكُونُ فِيهَا إِذَا أَخْلَفَ مَكَانَهُ فَلَيْسَ بِمَقْطُوعٍ عَنْهُمْ.

قَالَ سُلَيْمَانُ: بَلَى يَقْطَعُهُ عَنْهُمْ وَلَا يَزِيدُهُمْ.

قَالَ الرِّضَا ع: إِذاً يَبِيدُ مَا فِيهَا وَهَذَا يَا سُلَيْمَانُ إِبْطَالُ الْخُلُودِ وَخِلَافُ الْكِتَابِ لِأَنَّ اللَّهَ ﴿عَزَّوَجَلَّ﴾ يَقُولُ لَهُمْ.
﴿مَا يَشَاؤُنَ فِيهَا وَلَدَيْنَا﴾ مَزِيدٌ وَيَقُولُ ﴿عَزَّوَجَلَّ﴾: ﴿عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ﴾ وَيَقُولُ ﴿عَزَّوَجَلَّ﴾: ﴿وَمَاهُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ﴾ وَيَقُولُ ﴿عَزَّوَجَلَّ﴾: ﴿خَالِدِيْنَ فِيْهَا﴾ وَيَقُولُ ﴿عَزَّوَجَلَّ﴾: ﴿وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ﴾.
فَلَمْ يُحِرْ جَوَاباً.
ثُمَّ قَالَ الرِّضَا ؑ: أَلَا تُخْبِرُنِي عَنِ الْإِرَادَةِ، فِعْلٌ أَمْ هِيَ غَيْرُ فِعْلٍ؟
قَالَ: بَلْ هِيَ فِعْلٌ.
قَالَ: فَهِيَ مُحْدَثَةٌ لِأَنَّ الْفِعْلَ كُلَّهُ مُحْدَثٌ.
قَالَ: لَيْسَتْ بِفِعْلٍ.
قَالَ: فَمَعَهُ غَيْرُهُ لَمْ يَزَلْ.
قَالَ سُلَيْمَانُ: إِنَّ الْإِرَادَةَ هِيَ الْأَشْيَاءُ.
قَالَ: يَا سُلَيْمَانُ هَذَا الَّذِي عِبْتُمُوهُ عَلَى ضِرَارٍ وَأَصْحَابِهِ مِنْ قَوْلِهِمْ إِنَّ كُلَّ مَا خَلَقَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فِي سَمَاءٍ أَوْ أَرْضٍ أَوْ بَحْرٍ أَوْ بَرٍّ مِنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيرٍ أَوْ قِرْدٍ أَوْ إِنْسَانٍ أَوْ دَابَّةٍ إِرَادَةُ اللَّهِ وَ إِنَّ إِرَادَةَ اللَّهِ تَحْيَا وَتَمُوتُ وَتَذْهَبُ وَتَأْكُلُ وَتَشْرَبُ وَتَنْكِحُ وَتَلِدُ وَتَظْلِمُ وَتَفْعَلُ الْفَوَاحِشَ وَتَكْفُرُ وَتُشْرِكُ فَتَبَرَّأُ مِنْهَا وَتُعَادِيهَا

وَهٰذَا حَدُّهَا.

قَالَ سُلَيْمَانُ: إِنَّهَا كَالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالْعِلْمِ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : فَكَيْفَ نَفَيْتُمُوهُ؟ فَمَرَّةً قُلْتُمْ لَمْ يُرِدْ وَمَرَّةً قُلْتُمْ أَرَادَ وَلَيْسَتْ بِمَفْعُولٍ لَهُ.

قَالَ سُلَيْمَانُ: إِنَّمَا ذٰلِكَ كَقَوْلِنَا مَرَّةً عَلِمَ وَمَرَّةً لَمْ يَعْلَمْ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : لَيْسَ ذٰلِكَ سَوَاءً لِأَنَّ نَفْيَ الْمَعْلُومِ لَيْسَ بِنَفْيِ الْعِلْمِ وَنَفْيُ الْمُرَادِ نَفْيُ الْإِرَادَةِ أَنْ تَكُونَ لِأَنَّ الشَّيْءَ إِذَا لَمْ يُرَدْ لَمْ تَكُنْ إِرَادَةٌ وَقَدْ يَكُونُ الْعِلْمُ ثَابِتاً وَإِنْ لَمْ يَكُنِ الْمَعْلُومُ بِمَنْزِلَةِ الْبَصَرِ فَقَدْ يَكُونُ الْإِنْسَانُ بَصِيراً وَ إِنْ لَمْ يَكُنِ الْمُبْصَرُ وَيَكُونُ الْعِلْمُ ثَابِتاً وَإِنْ لَمْ يَكُنِ الْمَعْلُومُ.

فَلَا يَزَالُ سُلَيْمَانُ يُرَدِّدُ الْمَسْأَلَةَ وَيَنْقَطِعُ فِيهَا وَيَسْتَأْنِفُ وَيُنْكِرُ مَا كَانَ أَقَرَّ بِهِ وَيُقِرُّ بِمَا أَنْكَرَ وَيَنْتَقِلُ مِنْ شَيْءٍ إِلَى شَيْءٍ وَالرِّضَا عليه السلام يَنْقُضُ عَلَيْهِ ذٰلِكَ حَتَّى طَالَ الْكَلَامُ بَيْنَهُمَا وَظَهَرَ لِكُلِّ أَحَدٍ انْقِطَاعُهُ مَرَّاتٍ كَثِيرَةً تَرَكْنَا إِيرَادَ ذٰلِكَ مَخَافَةَ التَّطْوِيلِ فَآلَ الْأَمْرُ إِلَى أَنْ قَالَ سُلَيْمَانُ: إِنَّ الْإِرَادَةَ هِيَ الْقُدْرَةُ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : وَهُوَ عَزَّوَجَلَّ يَقْدِرُ عَلَى مَا لَا يُرِيدُ أَبَدًا وَلَا بُدَّ مِنْ ذٰلِكَ ، لِأَنَّهُ قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ﴾، فَلَوْ كَانَتِ الْإِرَادَةُ

هِيَ الْقُدْرَةَ، كَانَ قَدْ أَرَادَ أَنْ يَذْهَبَ بِهِ لِقُدْرَتِهِ.
فَانْقَطَعَ سُلَيْمَانُ وَتَرَكَ الْكَلَامَ عِنْدَ هَذَا الْإِنْقِطَاعِ، ثُمَّ تَفَرَّقَ الْقَوْمُ.

حسن بن نوفلی سے نقل ہے کہ وہ کہتے ہیں: خراسان کا (نامی گرامی) متکلم سلیمان مروزی مامون کے پاس آیا۔ مامون نے اس کا بہت زیادہ احترام کرنے کے ساتھ ساتھ اسے تحائف بھی دیے اور کہا: میرے چچازاد علی بن موسیٰ رضاؑ حجاز سے میرے پاس آئے ہیں اور وہ علمِ کلام اور اہلِ علم کلام کو دوست رکھتے ہیں، لہٰذا کوئی مشکل نہیں ہے کہ روزِ "ترویہ" ان کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے میرے پاس آؤ۔

سلیمان نے کہا: اے امیر المومنین! میں پسند نہیں کرتا کہ آپ کی مجلس میں اور بنی ہاشم کے سامنے کسی ایسے سے کچھ سوالات کروں کیوں کہ وہ دوسروں کی موجودگی میں مجھ سے بحث میں شکست کھائے گا، یہ ہرگز درست نہیں ہے کہ میں ان کے ساتھ زیادہ بحث ومجادلہ کروں۔

مامون نے کہا: میں نے تجھے فقط اس دلیل کی بنا پر بلایا ہے کہ میں جانتا تھا کہ تجھ میں بحث ومناظرہ کی طاقت وقدرت ہے اور میری خواہش صرف یہی ہے کہ فقط اس کی ایک حجت اور دلیل کو رد کر دو۔

سلیمان نے کہا: ٹھیک ہے یا امیر المومنین! مجھے اور اسے آمنے سامنے کرو اور ہمیں چھوڑ دو۔

پھر مامون نے کسی کو امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور کہا: اہلِ مرو میں سے ایک شخص میرے پاس آیا ہے کہ جو کلامی بحث ومباحثہ میں خراسان میں یکتا وبے عدیل ہے۔ اگر کوئی مشکل نہیں ہے تو میرے پاس تشریف لائیں۔

جناب امام رضا علیہ السلام نے وضو کیا اور مامون کی مجلس میں تشریف لے آئے، ان

کے اور سلیمان کے درمیان بدا بمعنی الظہور لِتَغَيُّرِ الْمَصْلَحَةِ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ امام علیہ السلام نے اس کے صحیح ہونے پر قرآن کی بہت سی آیات کو بطور شاہد و دلیل ذکر کیا، مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وہی خلقت کا آغاز کرنے والا ہے، پھر اسے واپس لے جانے والا ہے'' (سورۂ یونس، آیہ ۴)۔ ایک اور آیت میں فرمایا: ''وہ خلقت میں جس قدر چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے''۔ ایک اور مقام پر فرمایا: ''اللہ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے یا برقرار رکھتا ہے'' (سورۂ رعد، آیہ ۱۹)

ایک اور جگہ پر فرمایا: ''کسی کو بھی دراز عمر نہیں دی اور کسی کی عمر بھی کم نہیں ہوتی''۔

پس سلیمان نے مامون سے کہا: اے امیر المومنین! ان شاء اللہ آج کے بعد بدا کا انکار نہیں کروں گا اور اسے جھوٹ نہیں سمجھوں گا۔

مامون نے کہا: اے سلیمان! جو بھی چاہتے ہو وہ ابوالحسنؑ سے پوچھو، لیکن شرط یہ ہے کہ اسے اچھی طرح سے سنو اور انصاف کی بھی رعایت کرو۔

سلیمان نے کہا: اے میرے آقاؑ! اجازت ہے کہ سوال کروں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی چاہتے ہو پوچھو۔

اس نے کہا: آپؑ کا اس کے بارے میں کیا نظریہ ہے جو ارادہ کو حی، سمیع، بصیر اور قدیر کے مانند اسم اور صفت سمجھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم کہتے ہو کہ اشیا حادث ہوتی ہیں اور ایک دوسری سے مختلف ہیں چونکہ اس نے ارادہ کیا ہے لیکن تم یہ نہیں کہتے ہو کہ وہ حادث ہوئی ہیں اور متفاوت ہیں کیونکہ وہ سمیع و بصیر ہے۔ یہ اس پر دلیل ہے کہ وہ سمیع، بصیر اور قدیر کے مانند نہیں ہے۔

سلیمان نے کہا: پس کیا وہ اوّل و ازل ہی سے مرید تھا (صفت ارادہ رکھتا تھا)؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس بنا پر اس کا ارادہ ایسی چیز ہے جو اس کا غیر ہے؟

سلیمان نے کہا: ہاں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پس اس صورت میں تم نے یہ ثابت کیا ہے کہ خود اس کے علاوہ ازل سے کوئی اور چیز اس کے ہم راہ ہے۔

سلیمان نے کہا: نہیں، میں اس کے ساتھ کسی چیز کو نہیں سمجھتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا ارادہ حادث ہے؟

سلیمان نے کہا: نہیں، حادث بھی نہیں ہے (یہاں پر مامون نے اسے بلند آواز سے پکارا اور کہا: کسی ایسے کے سامنے اپنے آپ کو بڑا کرتے ہو اور جواب ڈھٹائی سے دیتے ہو؟ انصاف کا دامن مت چھوڑو، کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ تمہارے اردگرد اہلِ نظر و بحث بیٹھے ہوئے ہیں؟)

پھر کہا: اے ابوالحسنؑ! اس کے ساتھ کلامی بحث جاری رکھیں، یہ خراسان کا عالم ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے دوبارہ اس سے پوچھا: اے سلیمان! کیا ارادہ حادث ہے؟ کیونکہ جو چیز ازلی نہیں ہے یقیناً حادث ہے اور اگر وہ حادث نہیں ہے تو پھر ازلی ہے۔

سلیمان نے کہا: اس کا ارادہ خود اسی سے ہے جیسا کہ اس کا سمع، علم اور بصر اسی سے ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا اس کا ارادہ خود وہی ہے؟

سلیمان نے کہا: نہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پس مرید، سمیع و بصیر کے مانند ہے۔

سلیمان نے کہا: اس نے خود کا ارادہ کیا ہے جیسا کہ خود کو دیکھتا ہے اور خود جانتا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ''اس نے خود کا ارادہ کیا'' کے کیا معنی ہیں؟ یعنی چاہا ہے کہ کوئی چیز ہو، یہ چاہا ہے کہ زندہ یا سمیع یا بصیر یا قدیر ہو؟

سلیمان نے کہا: ہاں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا وہ اپنے ارادے سے یوں ہوا ہے؟

سلیمان نے کہا: نہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم جو یہ کہتے ہو کہ اس نے ارادہ کیا کہ حی، سمیع اور بصیر ہو، اس کا کوئی معنی نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے ارادے سے حی، سمیع اور بصیر نہیں ہے۔

سلیمان نے کہا: ہاں، وہ اپنے ارادہ سے تھا۔ یہاں پر مامون اور اس کے ارد گرد بیٹھنے والے مسکرائے اور امام علیہ السلام بھی مسکرائے اور فرمایا: خراسانی متکلم کو اس قدر تنگ مت کریں۔

آپؑ نے فرمایا: اے سلیمان! آپ کے عقیدہ کے مطابق خداوند متعال ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہوا ہے اور یہ من جملہ ان چیزوں میں سے ہے کہ جن سے خدا کی توصیف نہیں کی جاسکتی ہے۔ امام علیہ السلام کا یہ جواب سن کر سلیمان بالکل خاموش ہوگیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔

اس نے کہا: آپؑ پر قربان جاؤں، پوچھیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم لوگوں کے ساتھ کلامی بحث اس بنیاد پر کرتے ہو کہ تم سمجھتے اور جانتے ہو یا اس اعتبار سے کرتے ہو کہ جانتے اور سمجھتے نہیں ہو؟

اس نے کہا: میں اس لحاظ سے بحث کرتا ہوں کہ اسے جانتا اور سمجھتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ چیز جو لوگ جانتے اور قبول کرتے ہیں یہ ہے کہ ارادہ

کرنے والا خود ارادہ کا غیر ہے، نیز ارادہ کرنے والا ارادہ سے پہلے موجود ہوتا ہے، فاعل ہے، مفعول کا غیر ہے، اور یہ مطلب آپ کے قول کو باطل کر دیتا ہے کہ ارادہ اور ارادہ کرنے والا ایک چیز ہیں۔

سلیمان نے کہا: میں آپؑ پر قربان جاؤں، یہ مطلب لوگوں کے علم اور فہم کی اساس پر نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پس تم معرفت کے بغیر علم کا دعویٰ کرتے ہو اور کہتے ہو کہ ارادہ بھی سمیع و بصیر کے مانند ہے، لہٰذا تمہارا اعتقاد علم و عقل کی بنیاد پر نہیں ہے۔

سلیمان کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔

امام علیہ السلام نے پھر فرمایا: کیا خداوند متعال جنت و جہنم میں موجود تمام چیزوں کو جانتا ہے؟

سلیمان نے کہا: ہاں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا وہ کچھ کہ جسے خدا جانتا ہے کہ آئندہ ایجاد ہوگا، وہ ایجاد ہوگا؟

اس نے کہا: ہاں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اب اگر جس طرح سے اسے موجود ہونا چاہیے تھا موجود ہو چکا کیا اللہ پھر بھی ان میں دوسری چیزوں کا اضافہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے، یا صرف نظر کرے گا؟

سلیمان نے کہا: وہ ان میں اضافہ کرے گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے قول کے مطابق کہ خداوند متعال ان میں ایسی چیز کا اضافہ کیا کہ جس کے بارے میں وہ خود نہیں جا ہوگی۔

سلیمان نے کہا: آپؑ پر قربان جاؤں، اضافے کی کوئی غایت و نہایت نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پس تمہاری نظر میں اللہ تعالیٰ کا علم ان چیزوں کو محیط نہیں ہے جو جنت و جہنم میں موجود ہوں گی، چوں کہ ان کے لیے نہایت قابلِ تصور نہیں ہے، اگر اس کا علم ان چیزوں پر محیط نہ ہو، جو ان (جنت و جہنم) میں ہوں گی تو جو کچھ ان میں موجود ہوگا ان کے وجود سے پہلے وہ ان سے آگاہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایسے عقائد سے منزہ و مبرا ہے۔

سلیمان نے کہا: میں نے جو کہا ہے کہ خداوند عالم کو ان کا علم نہیں ہے اس اعتبار سے تھا کہ ان کی کوئی نہایت نہیں ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف و توصیف، خلود اور ہمیشگی سے فرمائی ہے، لہٰذا ہم نہیں چاہتے کہ ان کے لیے کوئی نہایت قرار دیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ان کے بارے میں علم باعث نہیں ہوگا کہ وہ متناہی ہوں، کیوں کہ بعض اوقات خداوند متعال کو ان کا علم ہوتا ہے، پھر ان میں اضافہ کرتا ہے۔ پھر وہ اسے ان سے قطع نہیں کرتا، اور خود خدا نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے: "جب ان کی جلدیں جل جائیں گی تو ہم انھیں دوسری جلدوں میں تبدیل کر دیں گے"۔ (سورۂ نسا، آیہ ۵۶)

بہشتیوں کے بارے میں فرمایا: "ایسی عطا جس کی کوئی انتہا نہیں ہے"۔

مزید فرمایا: "وہ بہت سے میووں میں ہوں گے جو نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ ان کی کوئی روک ٹوک ہوگی"۔ (سورۂ واقعہ، آیہ ۳۲-۳۳)

پس اللہ تعالیٰ اس اضافہ کو جانتا ہے اور اسے ان سے قطع نہیں کرے گا، کیا بہشتی جو کچھ کھائیں پئیں گے، اللہ تعالیٰ ان کی جگہ پر کوئی اور چیز نہیں رکھے گا؟

اس نے کہا: کیوں نہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا بہشتیوں نے جو کچھ کھایا پیا ہے ان کی جگہ کوئی چیز رکھی ہے؟ کیا اپنی عطا کو قطع کیا ہے؟

سلیمان نے کہا: نہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پس اس طرح سے ہے، جو کچھ بہشت میں ہے وہ استعمال ہو اور ان کی جگہ پر کوئی دوسری چیز رکھے، کیوں کہ ان کی جگہ پر رکھی گئی چیزیں بہشتیوں سے منقطع ہوئی ہیں اور نہ ہوں گی۔

سلیمان نے کہا: ہاں، وہ اضافات قطع کرے اور انھیں کوئی اضافی چیز نہیں دے گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس صورت میں جنت وجہنم میں جو کچھ ہے وہ ختم ہو جائے گا۔ اے سلیمان! یہ مطلب کتاب خدا کے خلاف اور خلود اور ہمیشگی کی ضد ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہاں ان کے لیے جو کچھ بھی وہ چاہیں گے سب حاضر رہے گا اور ہمارے پاس مزید بھی ہے (سورۂ ق: آیہ ۳۵)۔ ایک اور جگہ پر ارشاد ہے: ”ایسی عطا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے“۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اور وہ وہاں سے نکالے نہیں جائیں گے“ (سورۂ حجر، آیہ ۴۸)۔ ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے“۔

سورۂ واقعہ میں ارشاد رب العزت ہے: ”کثیر تعداد کے میووں کے درمیان ہوں گے جن کا سلسلہ ختم ہوگا اور نہ ان پر کوئی روک ٹوک ہوگی“۔ (آیہ: ۳۲، ۳۳)

اب سلیمان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

امام رضا علیہ السلام نے پھر فرمایا: اے سلیمان! یہ بتاؤ کہ ارادہ فعل ہے یا غیر فعل؟

اس نے کہا: فعل ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پس حادث ہے کیوں کہ تمام افعال محدث ہوتے ہیں۔

اس نے کہا: فعل نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پس ازل سے کوئی دوسری شے خدا کے ساتھ ہے؟

سلیمان نے کہا: ارادہ وہی انشا و ایجاد ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے سلیمان! تمہاری یہ گفتگو وہی چیز ہے کہ جسے تم نے ضرار اور اس کے ساتھیوں کے لیے عیب سمجھا ہے کہ وہ کہتے ہیں: زمین و آسمان اور بحر و بر میں موجود کتا، خنزیر، بندر، انسان اور حیوانات وغیرہ سب ارادۂ خدا ہیں، خدا کا ارادہ مرتا ہے یا زندہ ہوتا ہے، کھاتا ہے یا پیتا ہے، شادی کرتا ہے اور بچے پیدا کرتا ہے، ظلم کرتا ہے، بُرے کام انجام دیتا ہے۔ کافر ہوتا ہے، مشرک ہوتا ہے، ان سے اظہار برأت کرتا ہے اور دشمنی کرتا ہے۔

سلیمان نے کہا: ارادہ، سمع و علم اور بصر کے مانند ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم دوبارہ اپنی پہلی بات کی طرف پلٹ گئے ہو، تم یہ بتاؤ کہ کیا سمع، بصر اور علم مصنوع ہیں؟

سلیمان نے کہا: نہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم کس طرح سے ارادہ کی نفی کرتے ہو، کبھی کہتے ہو ارادہ کیا ہے اور کبھی کہتے ہو کہ ارادہ نہیں کیا؟ حالانکہ تم خود کہتے ہو کہ ارادہ مفعولِ خداوندی نہیں ہے۔

سلیمان نے کہا: یہ اس طرح ہے کہ کوئی کبھی جانتا ہے اور کبھی نہیں جانتا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ دونوں مساوی نہیں ہیں، کیوں کہ معلوم کی نفی علم کی نفی نہیں ہے حالانکہ نفی سے مراد (ارادہ شدہ) نفی وجود (ارادہ) ہے کیونکہ اگر کسی چیز کا ارادہ نہ ہو تو در واقع کوئی ارادہ موجود نہیں ہے، لیکن بعض اوقات یوں ہوسکتا ہے کہ علم

موجود ہو لیکن معلوم کا وجود نہ ہو۔

سلیمان نے کہا: ارادہ وہی قدرت ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر ہے جس کا ارادہ نہ کرے اور یہ مطلب یقینی ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر ہم چاہیں تو جو کچھ آپ کو وحی کے ذریعے دیا گیا اسے اُٹھالیں۔ اگر ارادہ وہی قدرت ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہوتا کر اسے لے جاتے، کیوں کہ اس کام پر قادر ہے۔

سلیمان جواب نہ دے سکا، مامون نے کہا: اے سلیمان! وہ تمام بنی ہاشم سے عالم تر ہیں۔ پھر تمام حاضرین مجلس چلے گئے۔

عقائد کے بارے میں سوالات

مَا رُوِیَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ الْإِمَامُ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ عليه السلام أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَى الرِّضَا عليه السلام فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ بِالْأَمْرِ وَأَوْصَلْتُ إِلَيْهِ مَا كَانَ مَعِي وَقُلْتُ: إِنِّي صَائِرٌ إِلَى الْبَصْرَةِ وَعَرَفْتُ كَثْرَةَ خِلَافِ النَّاسِ وَقَدْ نُعِيَ إِلَيْهِمْ مُوسَى عليه السلام وَمَا أَشُكُّ أَنَّهُمْ سَيَسْأَلُونِّي عَنْ بَرَاهِينِ الْإِمَامِ فَلَوْ أَرَيْتَنِي شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ؟

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام: لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ هٰذَا فَأَبْلِغْ أَوْلِيَاءَنَا بِالْبَصْرَةِ وَغَيْرِهَا أَنِّي قَادِمٌ عَلَيْهِمْ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ أَخْرَجَ إِلَيَّ جَمِيعَ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ ص عِنْدَ الْأَئِمَّةِ مِنْ بُرْدَتِهِ وَقَضِيبِهِ وَسِلَاحِهِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ.

فَقُلْتُ: وَمَتَى تَقْدَمُ عَلَيْهِمْ؟

قَالَ: بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ وُصُولِكَ وَدُخُولِكَ الْبَصْرَةَ.

فَلَمَّا قَدِمْتُهَا سَأَلُونِي عَنِ الْحَالِ فَقُلْتُ لَهُمْ: إِنِّي أَتَيْتُ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ عليه السلام قَبْلَ وَفَاتِهِ بِيَوْمٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ: إِنِّي مَيِّتٌ لَا مَحَالَةَ فَإِذَا وَارَيْتَنِي فِي لَحْدِي فَلَا تُقِيمَنَّ وَتَوَجَّهْ إِلَى الْمَدِينَةِ بِوَدَائِعِي هَذِهِ وَأَوْصِلْهَا إِلَى ابْنِي عَلِيِّ بْنِ مُوسَى فَهُوَ وَصِيِّي وَصَاحِبُ الْأَمْرِ بَعْدِي فَفَعَلْتُ مَا أَمَرَنِي بِهِ وَأَوْصَلْتُ الْوَدَائِعَ إِلَيْهِ وَهُوَ يُوَافِيكُمْ إِلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ يَوْمِي هَذَا فَاسْأَلُوهُ عَمَّا شِئْتُمْ فَابْتَدَرَ لِلْكَلَامِ عَمْرُو بْنُ هَدَّابٍ عَنِ الْقَوْمِ وَكَانَ نَاصِبِيًّا يَنْحُو نَحْوَ التَّزَيُّدِ وَالْاِعْتِزَالِ.

فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ الْحَسَنَ بْنَ مُحَمَّدٍ رَجُلٌ مِنْ أَفَاضِلِ أَهْلِ هَذَا الْبَيْتِ فِي وَرَعِهِ وَزُهْدِهِ وَعِلْمِهِ وَسِنِّهِ وَلَيْسَ هُوَ كَشَابٍّ مِثْلِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى وَلَعَلَّهُ لَوْ سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ مُعْضِلَاتِ الْأَحْكَامِ لَحَارَ فِي ذَلِكَ.

فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَكَانَ حَاضِراً فِي الْمَجْلِسِ: لَا تَقُلْ يَا عَمْرُو ذَلِكَ، فَإِنَّ عَلِيًّا عَلَى مَا وَصَفَ مِنَ الْفَضْلِ وَهَذَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ يَقُولُ إِنَّهُ يَقْدَمُ إِلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَكَفَاكَ بِهِ دَلِيلاً وَتَفَرَّقُوا فَلَمَّا كَانَ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ مِنْ دُخُولِيَ الْبَصْرَةَ إِذَا الرِّضَا عليه السلام قَدْ وَافَى فَقَصَدَ مَنْزِلَ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَأَخْلَى لَهُ دَارَهُ وَقَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ يَتَصَرَّفُ بَيْنَ أَمْرِهِ وَنَهْيِهِ.

فَقَالَ: يَا حَسَنَ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَحْضِرْ جَمِيعَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ حَضَرُوا عِنْدَ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ وَغَيْرِهِمْ مِنْ شِيعَتِنَا وَأَحْضِرْ جَاثَلِيقَ النَّصَارَى وَرَأْسَ الْجَالُوتِ وَمُرِ الْقَوْمَ أَنْ يَسْأَلُوا عَمَّا بَدَالَهُمْ فَجَمَعَهُمْ كُلَّهُمْ وَالزَّيْدِيَّةَ وَالْمُعْتَزِلَةَ وَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ لِمَا يَدْعُوهُمُ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، فَلَمَّا تَكَامَلُوا ثُنِيَ لِلرِّضَا علیہ السلام وِسَادَةٌ فَجَلَسَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ هَلْ تَدْرُونَ لِمَ بَدَأْتُكُمْ بِالسَّلَامِ؟

فَقَالُوا: لَا.

قَالَ: لِتَطْمَئِنَّ أَنْفُسُكُمْ.

قَالُوا: وَمَنْ أَنْتَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ؟

قَالَ: أَنَا عَلِيُّ بْنُ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ صَلَّيْتُ الْيَوْمَ الْفَجْرَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ مَعَ وَالِي الْمَدِينَةِ وَأَقْرَأَنِي بَعْدَ أَنْ صَلَّيْنَا كِتَابَ صَاحِبِهِ إِلَيْهِ وَاسْتَشَارَنِي فِي كَثِيرٍ مِنْ أُمُورِهِ فَأَشَرْتُ عَلَيْهِ بِمَا فِيهِ الْحَظُّ لَهُ وَوَعَدْتُهُ أَنْ يَصِيرَ إِلَيَّ بِالْعَشِيِّ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ هَذَا الْيَوْمِ لِيَكْتُبَ عِنْدِي جَوَابَ كِتَابِ صَاحِبِهِ وَأَنَا وَافٍ لَهُ بِمَا وَعَدْتُهُ بِهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

فَقَالَ الْجَمَاعَةُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ مَا نُرِيدُ مَعَ هَذَا

الدَّلِيلِ بُرْهَانًا أَكْبَرَ مِنْهُ وَ إِنَّكَ عِنْدَنَا الصَّادِقُ الْقَوْلِ وَقَامُوا لِيَنْصَرِفُوا.

فَقَالَ لَهُمُ الرِّضَا عليه السلام : لَا تَفَرَّقُوا فَإِنِّي إِنَّمَا جَمَعْتُكُمْ لِتَسْأَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ مِنْ آثَارِ النُّبُوَّةِ وَعَلَامَاتِ الْإِمَامَةِ الَّتِي لَا تَجِدُونَهَا إِلَّا عِنْدَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَهَلُمُّوا مَسَائِلَكُمْ فَابْتَدَرَ عَمْرُو بْنُ هَدَّابٍ.

فَقَالَ: إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيَّ ذَكَرَ عَنْكَ أَشْيَاءَ لَا تَقْبَلُهَا الْقُلُوبُ.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : وَمَا تِلْكَ؟

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَنْكَ أَنَّكَ تَعْرِفُ كُلَّ مَا أَنْزَلَهُ اللهُ وَ أَنَّكَ تَعْرِفُ كُلَّ لِسَانٍ وَلُغَةٍ.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : صَدَقَ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ فَأَنَا أَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ فَهَلُمُّوا فَاسْأَلُوا.

قَالَ : فَإِنَّا نَخْتَبِرُكَ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ بِالْأَلْسُنِ وَاللُّغَاتِ وَهَذَا رُومِيٌّ وَهَذَا هِنْدِيٌّ وَهَذَا فَارِسِيٌّ وَهَذَا تُرْكِيٌّ فَأَحْضَرْنَاهُمْ.

فَقَالَ عليه السلام : فَلْيَتَكَلَّمُوا بِمَا أَحَبُّوا أُجِبْ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِلِسَانِهِ إِنْ شَاءَ اللهُ فَسَأَلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مَسْأَلَةً بِلِسَانِهِ وَلُغَتِهِ فَأَجَابَهُمْ عَمَّا سَأَلُوا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَلُغَاتِهِمْ فَتَحَيَّرَ النَّاسُ وَتَعَجَّبُوا وَأَقَرُّوا جَمِيعًا بِأَنَّهُ أَفْصَحُ مِنْهُمْ بِلُغَاتِهِمْ.

ثُمَّ نَظَرَ الرِّضَا عليه السلام إِلَى ابْنِ هَذَّابٍ ، فَقَالَ: إِنْ أَنَا أَخْبَرْتُكَ أَنَّكَ سَتُبْتَلَى فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ بِدَمٍ ذِي رَحِمٍ لَكَ أَكُنْتَ مُصَدِّقًا لِي؟

قَالَ: لَا، فَإِنَّ الْغَيْبَ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللهُ تَعَالَى.

قَالَ عليه السلام : أَوَلَيْسَ اللهُ يَقُولُ (عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَداً إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ) فَرَسُولُ اللهِ عِنْدَ اللهِ مُرْتَضَى وَنَحْنُ وَرَثَةُ ذَلِكَ الرَّسُولِ الَّذِي أَطْلَعَهُ اللهُ عَلَى مَاشَاءَ مِنْ غَيْبِهِ فَعَلِمْنَا مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ إِنَّ الَّذِي أَخْبَرْتُكَ بِهِ يَا ابْنَ هَذَّابٍ لَكَائِنٌ إِلَى خَمْسَةِ أَيَّامٍ، فَإِنْ لَمْ يَصِحَّ مَا قُلْتُ لَكَ فِي هَذِهِ الْمُدَّةِ فَإِنِّي كَذَّابٌ مُفْتَرٍ وَ إِنْ صَحَّ فَتَعْلَمُ أَنَّكَ الرَّادُّ عَلَى اللهِ وَعَلَى رَسُولِهِ وَلَكَ دَلَالَةٌ أُخْرَى أَمَا إِنَّكَ سَتُصَابُ بِبَصَرِكَ وَتَصِيرُ مَكْفُوفاً فَلَا تُبْصِرُ سَهْلًا وَلَا جَبَلًا وَهَذَا كَائِنٌ بَعْدَ أَيَّامٍ وَلَكَ عِنْدِي دَلَالَةٌ أُخْرَى أَنَّكَ سَتَحْلِفُ يَمِيناً كَاذِبَةً فَتُضْرَبُ بِالْبَرَصِ.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ: فَوَاللهِ لَقَدْ نَزَلَ ذَلِكَ كُلُّهُ بِابْنِ هَذَّابٍ، فَقِيلَ لَهُ: أَصَدَقَ الرِّضَا أَمْ كَذَبَ؟

قَالَ: لَقَدْ عَلِمْتُ فِي الْوَقْتِ الَّذِي أَخْبَرَنِي بِهِ أَنَّهُ كَائِنٌ وَلَكِنِّي كُنْتُ أَتَجَلَّدُ ثُمَّ إِنَّ الرِّضَا عليه السلام الْتَفَتَ إِلَى الْجَاثَلِيقِ، فَقَالَ: هَلْ دَلَّ الْإِنْجِيلُ عَلَى نُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم؟

قَالَ: لَوْ دَلَّ الْإِنْجِيلُ عَلَى ذٰلِكَ مَا جَحَدْنَاهُ.

فَقَالَ عليه السلام : أَخْبِرْنِي عَنِ السَّكْتَةِ الَّتِي لَكُمْ فِي السِّفْرِ الثَّالِثِ.

فَقَالَ الْجَاثَلِيقُ : اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالَى لَا يَجُوزُ لَنَا أَنْ نُظْهِرَهُ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : فَإِنْ قَرَّرْتُكَ أَنَّهُ اسْمُ مُحَمَّدٍ وَذِكْرُهُ وَأَقَرَّ عِيسَى بِهِ وَأَنَّهُ بَشَّرَ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمُحَمَّدٍ، أَتُقِرُّ بِهِ وَلَا تُنْكِرُهُ؟

قَالَ الْجَاثَلِيقُ: إِنْ فَعَلْتَ، أَقْرَرْتُ فَإِنِّي لَا أَرُدُّ الْإِنْجِيلَ وَلَا أَجْحَدُهُ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : فَخُذْ عَلَى السِّفْرِ الثَّالِثِ الَّذِي فِيهِ ذِكْرُ مُحَمَّدٍ وَبِشَارَةُ عِيسَى بِمُحَمَّدٍ.

قَالَ الْجَاثَلِيقُ : هَاتِ.

فَأَقْبَلَ الرِّضَا عليه السلام يَتْلُو ذٰلِكَ السِّفْرِ الثَّالِثَ مِنَ الْإِنْجِيلِ، حَتَّى بَلَغَ ذِكْرَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله .

فَقَالَ عليه السلام : يَاجَاثَلِيقُ مَنْ هٰذَا النَّبِيُّ الْمَوْصُوفُ؟

قَالَ الْجَاثَلِيقُ : صِفْهُ.

قَالَ عليه السلام : لَا أَصِفُهُ إِلَّا بِمَا وَصَفَهُ اللّٰهُ، هُوَ صَاحِبُ النَّاقَةِ وَالْعَصَا وَالْكِسَاءِ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ، الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ ، يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ

عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ يَهْدِي إِلَى الطَّرِيقِ الْأَقْصَدِ وَالْمِنْهَاجِ الْأَعْدَلِ وَالصِّرَاطِ الْأَقْوَمِ، سَأَلْتُكَ يَا جَاثَلِيقُ بِحَقِّ عِيسَى رُوحِ اللَّهِ وَكَلِمَتِهِ، هَلْ تَجِدُ هَذِهِ الصِّفَةَ فِي الْإِنْجِيلِ لِهَذَا النَّبِيِّ؟

فَأَطْرَقَ الْجَاثَلِيقُ مَلِيًّا وَعَلِمَ أَنَّهُ إِنْ جَحَدَ الْإِنْجِيلَ كَفَرَ، فَقَالَ: نَعَمْ، هَذِهِ الصِّفَةُ فِي الْإِنْجِيلِ وَقَدْ ذَكَرَ عِيسَى هَذَا النَّبِيَّ وَلَمْ يَصِحَّ عِنْدَ النَّصَارَى أَنَّهُ صَاحِبُكُمْ.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : أَمَّا إِذَا لَمْ تَكْفُرْ بِجُحُودِ الْإِنْجِيلِ وَأَقْرَرْتَ بِمَا فِيهِ مِنْ صِفَةِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله ، فَخُذْ عَلَيَّ فِي السِّفْرِ الثَّانِي، فَإِنِّي أُوجِدُكَ ذِكْرَهُ وَذِكْرَ وَصِيِّهِ وَذِكْرَ ابْنَتِهِ، فَاطِمَةَ وَذِكْرَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ.

فَلَمَّا سَمِعَ الْجَاثَلِيقُ وَرَأْسُ الْجَالُوتِ ذَلِكَ، عَلِمَا أَنَّ الرِّضَا عليه السلام عَالِمٌ بِالتَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ، فَقَالَا: وَاللَّهِ قَدْ أَتَى بِمَا لَا يُمْكِنُنَا رَدُّهُ وَلَا دَفْعُهُ إِلَّا بِجُحُودِ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالزَّبُورِ وَقَدْ بَشَّرَ بِهِ مُوسَى وَعِيسَى جَمِيعًا وَلَكِنْ لَمْ يَتَقَرَّرْ عِنْدَنَا بِالصِّحَّةِ أَنَّهُ مُحَمَّدٌ هَذَا،

فَأَمَّا اسْمُهُ مُحَمَّدٌ، فَلَا يَجُوزُ لَنَا أَنْ نُقِرَّ لَكُمْ بِنُبُوَّتِهِ وَنَحْنُ شَاكُّونَ أَنَّهُ مُحَمَّدُكُمْ أَوْ غَيْرُهُ.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : احْتَجَجْتُمْ بِالشَّكِّ، فَهَلْ بَعَثَ اللَّهُ

قَبْلُ أَوْ بَعْدُ مِنْ وُلْدِ آدَمَ إِلَى يَوْمِنَا هٰذَا نَبِيًّا اسْمُهُ مُحَمَّدٌ ﷺ أَوْ تَجِدُونَهُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْكُتُبِ الَّتِي أَنْزَلَهَا اللّٰهُ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ غَيْرَ مُحَمَّدِنَا؟

فَأَحْجَمُوا عَنْ جَوَابِهِ وَقَالُوا: لَا يَجُوزُ لَنَا أَنْ نُقِرَّ لَكُمْ بِأَنَّ مُحَمَّداً هُوَ مُحَمَّدُكُمْ، لِأَنَّا إِنْ أَقْرَرْنَا لَكَ بِمُحَمَّدٍ وَوَصِيِّهِ وَابْنَتِهِ وَابْنَيْهِ عَلَى مَا ذَكَرْتَ، أَدْخَلْتُمُونَا فِي الْإِسْلَامِ كَرْهاً.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : أَنْتَ يَا جَاثَلِيقُ ، آمِنٌ فِي ذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ، إِنَّهُ لَا يَبْدَؤُكَ مِنَّا شَيْءٌ تَكْرَهُهُ مِمَّا تَخَافُهُ وَتَحْذَرُهُ.

قَالَ: أَمَّا إِذَا قَدْ آمَنْتَنِي ، فَإِنَّ هٰذَا النَّبِيَّ الَّذِي اسْمُهُ مُحَمَّدٌ وَهٰذَا الْوَصِيَّ الَّذِي اسْمُهُ عَلِيٌّ وَهٰذِهِ الْبِنْتَ الَّتِي اسْمُهَا فَاطِمَةُ وَهٰذَانِ السِّبْطَانِ اللَّذَانِ اسْمُهُمَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالزَّبُورِ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : فَهٰذَا الَّذِي ذَكَرْتَهُ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالزَّبُورِ، مِنِ اسْمِ هٰذَا النَّبِيِّ وَهٰذَا الْوَصِيِّ وَهٰذِهِ الْبِنْتِ وَهٰذَيْنِ السِّبْطَيْنِ صِدْقٌ وَعَدْلٌ، أَمْ كَذِبٌ وَزُورٌ؟

قَالَ: بَلْ صِدْقٌ وَعَدْلٌ وَمَا قَالَ اللّٰهُ إِلَّا الْحَقَّ.

فَلَمَّا أَخَذَ الرِّضَا عليه السلام إِقْرَارَ الْجَاثَلِيقِ بِذٰلِكَ، قَالَ لِرَأْسِ الْجَالُوتِ: فَاسْتَمِعِ الْآنَ يَا رَأْسَ الْجَالُوتِ السِّفْرَ الْفُلَانِيَّ

مِنْ زَبُورِ دَاوُدَ.

قَالَ: هَاتِ بَارَكَ اللهُ عَلَيْكَ وَعَلَى مَنْ وَلَدَكَ.

فَتَلَا الرِّضَا عليه السلام السِّفْرَ الْأَوَّلَ مِنَ الزَّبُورِ ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى ذِكْرِ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ، فَقَالَ: سَأَلْتُكَ يَا رَأْسَ الْجَالُوتِ بِحَقِّ اللَّهِ، أَهَذَا فِي زَبُورِ دَاوُدَ وَلَكَ مِنَ الْأَمَانِ وَالذِّمَّةِ وَالْعَهْدِ مَا قَدْ أَعْطَيْتُهُ الْجَاثَلِيقَ؟

فَقَالَ رَأْسُ الْجَالُوتِ: نَعَمْ ، هَذَا بِعَيْنِهِ فِي الزَّبُورِ بِأَسْمَائِهِمْ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : فَبِحَقِّ الْعَشْرِ الْآيَاتِ الَّتِي أَنْزَلَهَا اللَّهُ عَلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِي التَّوْرَاةِ هَلْ تَجِدُ صِفَةَ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فِي التَّوْرَاةِ مَنْسُوبِينَ إِلَى الْعَدْلِ وَالْفَضْلِ؟

قَالَ: نَعَمْ وَمَنْ جَحَدَ هَذَا، فَهُوَ كَافِرٌ بِرَبِّهِ وَأَنْبِيَائِهِ.

قَالَ لَهُ الرِّضَا عليه السلام : فَخُذِ الْآنَ عَلَى سِفْرِ كَذَا مِنَ التَّوْرَاةِ فَأَقْبَلَ الرِّضَا عليه السلام يَتْلُو التَّوْرَاةَ وَأَقْبَلَ رَأْسُ الْجَالُوتِ يَتَعَجَّبُ مِنْ تِلَاوَتِهِ وَبَيَانِهِ وَفَصَاحَتِهِ وَلِسَانِهِ، حَتَّى إِذَا بَلَغَ ذِكْرَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله .

قَالَ رَأْسُ الْجَالُوتِ : نَعَمْ ، هَذَا أَحْمَادُ وَبِنْتُ أَحْمَادَ وَإِلْيَا وَشَبَّرُ وَشَبِيرُ وَتَفْسِيرُهُ بِالْعَرَبِيَّةِ ، مُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ.

فَتَلَا الرِّضَا علیہ السلام السِّفْرَ إِلَى تَمَامِهِ.

فَقَالَ رَأْسُ الْجَالُوتِ: لَمَّا فَرَغَ مِنْ تِلَاوَتِهِ وَاللهِ يَا ابْنَ مُحَمَّدٍ لَوْلَا الرِّئَاسَةُ الَّتِي قَدْ حَصَلَتْ لِي عَلَى جَمِيعِ الْيَهُودِ، لَآمَنْتُ بِأَحْمَدَ وَاتَّبَعْتُ أَمْرَكَ.

فَوَ اللهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى وَالزَّبُورَ عَلَى دَاوُدَ وَالْإِنْجِيلَ عَلَى عِيسَى مَا رَأَيْتُ أَقْرَأَ لِلتَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالزَّبُورِ مِنْكَ وَلَا رَأَيْتُ أَحَداً أَحْسَنَ بَيَاناً وَتَفْسِيراً وَفَصَاحَةً لِهَذِهِ الْكُتُبِ مِنْكَ.

فَلَمْ يَزَلِ الرِّضَا علیہ السلام مَعَهُمْ فِي ذَلِكَ إِلَى وَقْتِ الزَّوَالِ، فَقَالَ علیہ السلام لَهُمْ: حِينَ حَضَرَ وَقْتُ الزَّوَالِ، أَنَا أُصَلِّي وَأَصِيرُ إِلَى الْمَدِينَةِ لِلْوَعْدِ الَّذِي وَعَدْتُ بِهِ وَ إِلَى الْمَدِينَةِ لِيَكْتُبَ جَوَابَ كِتَابِهِ وَأَعُودُ إِلَيْكُمْ بُكْرَةً إِنْ شَاءَ اللهُ.

قَالَ: فَأَذَّنَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سُلَيْمَانَ وَأَقَامَ وَتَقَدَّمَ الرِّضَا علیہ السلام فَصَلَّى بِالنَّاسِ وَخَفَّفَ الْقِرَاءَةَ وَرَكَعَ تَمَامَ السُّنَّةِ وَانْصَرَفَ ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ عَادَ إِلَى مَجْلِسِهِ ذَلِكَ، فَأَتَوْهُ بِجَارِيَةٍ رُومِيَّةٍ ، فَكَلَّمَهَا بِالرُّومِيَّةِ وَالْجَاثَلِيقُ يَسْمَعُ وَكَانَ فَهِماً بِالرُّومِيَّةِ.

فَقَالَ الرِّضَا علیہ السلام : بِالرُّومِيَّةِ لَهَا: أَيُّمَا أَحَبُّ إِلَيْكَ، مُحَمَّدٌ أَمْ عِيسَى؟

فَقَالَتْ: كَانَ فِيمَا مَضَى عِيسَى أَحَبَّ إِلَيَّ حِينَ لَمْ أَكُنْ

عَرَفْتُ مُحَمَّداً، فَأَمَّا بَعْدَ أَنْ عَرَفْتُ مُحَمَّداً فَمُحَمَّدٌ الْآنَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ عِيسَى وَمِنْ كُلِّ نَبِيٍّ.

فَقَالَ لَهَا الْجَاثَلِيقُ: فَإِذَا كُنْتِ دَخَلْتِ فِي دِيْنِ مُحَمَّدٍ، فَتُبْغِضِيْنَ عِيسَى؟

قَالَتْ: مَعَاذَ اللّٰهِ بَلْ أُحِبُّ عِيسَى وَأُؤْمِنُ بِهِ وَلٰكِنَّ مُحَمَّداً أَحَبُّ إِلَيَّ.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام: لِلْجَاثَلِيقِ: فَسِّرْ لِلْجَمَاعَةِ مَا تَكَلَّمَتْ بِهِ الْجَارِيَةُ وَمَا قُلْتَ أَنْتَ لَهَا وَمَا أَجَابَتْكَ بِهِ.

فَفَسَّرَ لَهُمُ الْجَاثَلِيقُ ذٰلِكَ كُلَّهُ.

ثُمَّ قَالَ الْجَاثَلِيقُ: يَا ابْنَ مُحَمَّدٍ، هَاهُنَا رَجُلٌ سِنْدِيٌّ وَهُوَ نَصْرَانِيٌّ صَاحِبُ احْتِجَاجٍ وَكَلَامٍ بِالسِّنْدِيَّةِ.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام: لَهُ: أَحْضِرْنِيهِ.

فَأَحْضَرَهُ، فَتَكَلَّمَ مَعَهُ بِالسِّنْدِيَّةِ، ثُمَّ أَقْبَلَ يُحَاجُّهُ وَيَنْقُلُه مِنْ شَيْءٍ إِلَى شَيْءٍ بِالسِّنْدِيَّةِ فِي النَّصْرَانِيَّةِ، فَسَمِعْنَا السِّنْدِيَّ يَقُولُ بِالسِّنْدِيَّةِ ﴿بقطى بشطى بشطلة﴾.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام: قَدْ وَحَّدَ اللّٰهَ بِالسِّنْدِيَّةِ، ثُمَّ كَلَّمَهُ فِي عِيسَى وَمَرْيَمَ، فَلَمْ يَزَلْ يُدْرِجُهُ مِنْ حَالٍ إِلَى حَالٍ إِلَى أَنْ قَالَ بِالسِّنْدِيَّةِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰهِ، ثُمَّ رَفَعَ مِنْطَقَةً كَانَتْ عَلَيْهِ، فَظَهَرَ مِنْ تَحْتِهَا زُنَّارٌ فِي وَسَطِهِ، فَقَالَ: اقْطَعْهُ أَنْتَ بِيَدِكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ، فَدَعَا الرِّضَا عليه السلام بِسِكِّينٍ، فَقَطَعَهُ.

ثُمَّ قَالَ لِمُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ: خُذِ السِّنْدِيَّ إِلَى الْحَمَّامِ، فَطَهِّرْهُ وَاكْسُهُ وَعِيَالَهُ وَاحْمِلْهُمْ جَمِيعاً إِلَى الْمَدِينَةِ.

فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْقَوْمِ، قَالَ: قَدْ صَحَّ عِنْدَكُمْ صِدْقُ مَا كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ يُلْقِي عَلَيْكُمْ عَنِّي.

فَقَالُوا بِأَجْمَعِهِمْ: نَعَمْ وَاللهِ قَدْ بَانَ لَنَا مِنْكَ فَوْقَ ذٰلِكَ أَضْعَافاً، مُضَاعَفَةً وَقَدْ ذَكَرَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ : أَنَّكَ تُحْمَلُ إِلَى خُرَاسَانَ.

فَقَالَ عليه السلام : صَدَقَ مُحَمَّدٌ إِلَّا أَنِّي أُحْمَلُ مُكَرَّماً، مُعَظَّماً، مُبَجَّلاً.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ : فَشَهِدَ لَهُ الْجَمَاعَةُ بِالْإِمَامَةِ وَبَاتَ عِنْدَنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ، وَدَّعَ الْجَمَاعَةَ وَأَوْصَانِي بِمَا أَرَادَ وَمَضَى وَتَبِعْتُهُ أُشَيِّعُهُ، حَتَّى إِذَا صِرْنَا فِي وَسَطِ الْقَرْيَةِ عَدَلَ عَنِ الطَّرِيقِ، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ انْصَرِفْ فِي حِفْظِ اللهِ غَمِّضْ طَرْفَكَ، فَغَمَّضْتُهُ، ثُمَّ قَالَ: افْتَحْ عَيْنَيْكَ، فَفَتَحْتُهُمَا، فَإِذَا أَنَا عَلَى بَابِ مَنْزِلِي بِالْبَصْرَةِ وَلَمْ أَرَ الرِّضَا عليه السلام قَالَ: وَحَمَلْتُ السِّنْدِيَّ وَعِيَالَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ فِي وَقْتِ الْمَوْسِمِ.

محمد بن فضل ہاشمی کہتے ہیں: جب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو میں مدینہ میں آیا اور امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا؟ میں نے

انھیں امام اور ولیِ امرِ مسلمین کے طور پر سلام کیا، میرے پاس کچھ ہدایا بھی تھے، وہ ان کی خدمت میں پیش کیے اور عرض کیا: میں بصرہ لوٹ جاؤں گا۔ آپ جانتے ہیں کہ جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وفات کی اطلاع وہاں کے لوگوں تک پہنچی تو ان کے درمیان امامت کے بارے میں بہت زیادہ اختلافات ہو گئے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ وہ لوگ مجھ سے امام کی رسد و براہین کے بارے میں سوال کریں گے۔ اگر ان براہین میں سے کچھ مجھے دکھائیں تو غیر مناسب نہیں ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: یہ موضوع میرے لیے مخفی نہیں ہے۔ میرے دوستوں سے کہو کہ میں بصرہ آؤں گا۔ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ تمام چیزیں مثلاً عبا، عصا، اسلحہ وغیرہ جو آئمہ کے پاس ہونی چاہیے باہر نکالیں (اور مجھے دکھائیں)۔

راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: آپؑ کی تشریف آوری کا کب تک انتظار کریں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اپنے بصرہ میں داخل ہونے سے تین روز بعد۔

راوی کہتا ہے: پس میں امامؑ کی خدمت میں روانہ ہوا اور بصرہ پہنچا، وہاں پر لوگوں نے مجھ سے امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے جانشین کے بارے میں پوچھا۔

میں نے کہا: میں نے امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی رحلت سے ایک دن قبل ان سے ملاقات کی تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: میں دنیا سے جانے والا ہوں۔ جب مجھے دفن کرلیں تو مدینہ جانا اور یہ امانتیں میرے بیٹے علی بن موسیٰؑ تک پہنچا دینا، وہ میرے بعد میرے وصی اور صاحب الامر ہیں۔ میں نے ان کے حکم پر عمل کیا اور وہ امانتیں مدینہ میں علی بن موسیٰؑ کی خدمت میں پہنچائیں۔ انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ میرے بصرہ میں پہنچنے سے تین روز بعد بصرہ میں آئیں گے۔ آپ لوگوں کا جو بھی

سوال ہے ان سے پوچھ لینا۔

عمر بن حذاب ناصبی جو کہ زیدیہ اور معتزلہ کی طرف مائل تھا۔ اس گفتگو کے درمیان آن ٹپکا اور اس نے کہا: اے محمد! حسن بن محمد فضلائے اہل بیتؑ میں سے ہے اور زہد، تقویٰ اور علم میں بلند مرتبہ پر فائز ہے اور عمر کے اعتبار سے بھی بڑا ہے، وہ علی بن موسیٰؑ کے مانند جوان نہیں ہے کہ اگر اس سے مشکل احکام کے بارے میں سوالات کریں تو وہ جواب نہ دے سکے۔

حسن بن محمد جو کہ اسی مجلس میں موجود تھے، نے کہا: اے عمرو! ایسا مت کہو علی بن موسیٰ علیہ السلام کے بہت فضائل ہیں۔ یہ محمد بن فضل ہے کہ جو کہتا ہے: علی بن موسیٰؑ تین روز بعد یہاں پر تشریف لائیں گے۔ ان کی عظمت پر یہی دلیل کافی ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ وہاں سے بکھر گئے۔

جب مجھے بصرہ میں آئے ہوئے تین دن گزر چکے تو اچانک متوجہ ہوا کہ امام علیہ السلام بصرہ تشریف لائے ہیں اور حسن بن محمد کے گھر میں قیام پذیر ہیں اور وہ ان کی خدمت کرنے میں مصروف ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اے حسن بن محمد! ہمارے اُن شیعوں کو حاضر کرو جو محمد بن فضل کے پاس آئے تھے یا نہیں آئے تھے۔ جاثلیق نصرانی اور راٴس الجالوت کو بھی دعوت دیں اور سب سے کہیں کہ وہ جو کچھ مجھ سے پوچھنا چاہتے ہیں پوچھیں۔ زیدیہ و معتزلہ سمیت سب لوگ اکٹھے ہو گئے لیکن انھیں یہ معلوم نہ تھا کہ حسن نے انھیں کس لیے اکٹھا کیا ہے۔ جب سب لوگ اکٹھے ہو گئے تو امام علیہ السلام کے لیے منبر لگایا گیا۔ آپؑ رونق افروز منبر ہوئے، آپؑ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں نے اپنی گفتگو کا آغاز السلام علیکم سے کیوں شروع کیا ہے؟

انھوں نے کہا: نہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تاکہ آپ لوگوں کو سکون پہنچاؤں۔

انھوں نے کہا: خدا آپ پر رحمت کرے، آپ کون ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں علی بن موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند ہوں۔ میں نے آج فجر کی نماز مسجدِ نبویؐ میں پڑھی ہے۔ نماز پڑھنے کے بعد اس نے مجھے ایک خط دکھایا جو اس کے پاس کسی نے بھیجا تھا، اس نے مجھ سے مشورہ کیا اور میں نے اس کی رہنمائی کی اور وعدہ کیا کہ ظہر کے بعد لوٹ آؤں گا تاکہ وہ میری موجودگی میں اس خط کا جواب لکھے۔ میں اپنے وعدے پر عمل کروں گا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

پس لوگوں نے کہا: اے فرزند رسولؐ خدا! ہمارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ آپؑ ہمارے نزدیک سچ گو ہیں اور آپؑ کی امامت کے ثبوت کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ لوگ جانے کے لیے کھڑے ہوئے تو امام علیہ السلام نے فرمایا: رُک جائیں، متفرق نہ ہوں، میں نے آپ لوگوں کو یہاں پر اس لیے اکٹھا کیا ہے تاکہ مجھ سے آثارِ نبوت اور علاماتِ امامت کے بارے میں جو کچھ پوچھنا چاہیں، پوچھ لیں۔ تمھیں یہ چیزیں ہم اہلِ بیتؑ کے علاوہ کہیں اور سے نہیں ملیں گی۔ پس سوالات بیان کریں۔

عمرو بن ھذاب نے گفتگو کا آغاز کیا اور کہا: محمد بن فضل ہاشمی آپؑ کے بارے میں ایسے کلمات کہتا ہے اور آپؑ کے لیے ایسے مراتب کا قائل ہے کہ دل انھیں قبول نہیں کرتا۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: وہ کیا ہیں؟

اس نے کہا: محمد بن فضل ہاشمی کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل کیا ہے، آپؑ

اس کے بارے میں جانتے ہیں اور ہر زبان میں گفتگو کر سکتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: محمد بن فضل سچ کہتے ہیں اور یہ سب کچھ خود میں نے انھیں بتایا ہے، پس تم جلدی سے اپنا سوال کرو۔

عمرو بن حذاب نے کہا: ہم سب سے پہلے زبان سے متعلق آپ کا امتحان کریں گے۔ اس شہر میں رومی، ہندی، فارسی اور ترکی زبان کے مختلف لوگ رہتے ہیں، ہم ان سب کو یہاں پر حاضر کرتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ سب جس زبان میں چاہیں گفتگو کریں، ان شاء اللہ میں ہر ایک کو اس کی زبان میں جواب دوں گا، پس ان میں سے ہر کسی نے اپنی اپنی زبان میں مسائل پوچھے۔ امام علیہ السلام نے اُنھیں انھی کی زبان میں جواب دیے۔ لوگوں نے تعجب کیا اور حیران ہو کر رہ گئے اور سب نے اس بات کا اقرار کیا کہ امام علیہ السلام ان سے ان کی زبان سے زیادہ وارد اور فصیح تر ہیں۔

پھر امام علیہ السلام نے عمرو بن حذاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اگر میں تمھیں یہ بتاؤں کہ تم انھی ایام میں اپنے کسی رشتہ دار کا خون بہاؤ گے (یعنی اسے قتل کرو گے) تو کیا میری بات کی تصدیق کرو گے؟

اس نے جواب دیا: نہیں، چونکہ غیب صرف خدا جانتا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، لیکن کیا خدا نہیں فرماتا ہے: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (سورۂ جن، آیہ ۲۶، ۲۷) ”وہ عالم الغیب ہے اور اپنے غیب پر کسی کو بھی مطلع نہیں کرتا ہے مگر جس پیغمبر کو پسند فرمائے......“

پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتضیٰ ہیں اور ہم اسی رسولؐ کے وارث ہیں کہ جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے غیب سے آگاہ کیا ہے۔ پس جو کچھ پہلے ہو چکا

ہے یا تا قیامِ قیامت ہوگا ہم اس سے آگاہ ہیں۔

اے عذاب کے بیٹے! میں نے جو کچھ تمہیں بتایا ہے وہ اگلے پانچ دنوں کے اندر ہوگا، پس جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے اگلے پانچ دنوں میں نہ ہوا تو میں جھوٹا اور افترا پرداز ہوں لیکن اگر صحیح ہوا تو پھر سمجھ لو کہ تم اللہ اور اس کے رسول کو رد کرنے والے ہو۔

امام علیہ السلام نے مزید فرمایا: اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہوگا، جان لو کہ تم عنقریب اندھے ہو جاؤ گے، کچھ بھی نہیں دیکھ پاؤ گے، نہ زمین نہ پہاڑ۔

اس کے علاوہ اور بھی ہے کہ تم عنقریب جھوٹی قسم کھاؤ گے اور برص کے مرض میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

محمد بن فضل کہتے ہیں: خدا کی قسم! جو کچھ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا تھا عمرو بن عذاب کے ساتھ وہ سب کچھ ہوا۔

اس کے بعد امام رضا علیہ السلام جاثلیق کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا انجیل میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبری پر کوئی دلیل ہے؟

جاثلیق نے کہا: اگر ایسی کوئی چیز ہوتی تو ہم اس کا انکار نہ کرتے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کتاب انجیل کے سفر سوم میں لفظ "سکینہ" ہے مجھے اس کے متعلق بتاؤ۔

اس نے کہا: یہ خدا کے اسما میں سے ایک ایسا اسم ہے کہ جس کا اظہار کرنا ہمارے لیے جائز نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں یہ ثابت کروں کہ وہ محمدؐ کا نام اور تذکرہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کا اقرار کیا ہے نیز بنی اسرائیل کو بشارت دی ہے، تو کیا اقرار کرو گے اور انکار نہیں کرو گے۔

اس نے کہا: اگر آپ ایسا کریں گے تو میں اقرار کروں گا کیونکہ میں انجیل کو رد نہیں کروں گا اور نہ ہی اس کا انکار کروں گا۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: پس (انجیل) کا تیسرا سفر نکالو، وہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دینے کا ذکر ہوا ہے۔

جاثلیق نے کہا: یہ ہے تیسرا سفر۔

امام رضا علیہ السلام نے اس کے سامنے انجیل کا تیسرا سفر پڑھنا شروع کیا۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر پہنچے تو جاثلیق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: یہ پیغمبر کہ جن کی یہاں پر تعریف و توصیف ہوئی ہے کون ہیں؟

جاثلیق نے کہا: ان کی توصیف کریں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: میں اپنی طرف سے کچھ بیان نہیں کروں گا بلکہ جو تعریف اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے وہی ذکر کروں گا؟ وہ صاحب ناقہ، عصا اور کساء اُمّی نبی ہوں گے کہ ان کا نام توریت و انجیل میں لکھا ہوا ہے، وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے، وہ لوگوں کے لیے طیبات کو حلال اور خباثت کو حرام کریں گے، وہ ان سے سخت گناہوں کو اٹھا لیں گے اور ان زنجیروں کو توڑ دیں گے جو راہِ حق، طریقِ عدل اور راہِ مستقیم کو طے کرنے میں مانع ہوں گی۔

اے جاثلیق! تجھے حق عیسیٰ کی قسم کہ جو روح خدا اور اس کا کلمہ ہے کیا تم نے انجیل میں ان پیغمبر کی یہ صفات نہیں دیکھیں؟

جاثلیق نے سر جھکا لیا اور سمجھ گیا کہ اگر انکار کروں گا تو کافر ہو جاؤں گا۔

اس نے کہا: ہاں، یہ صفات انجیل میں مذکور ہیں اور جناب عیسیٰ نے اس پیغمبر کا نام ذکر کیا ہے۔ نصاریٰ کے نزدیک صحیح نہیں ہے کہ وہ تمہارے صاحب اور نبیؐ ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اب جب تم نے انکار نہیں کیا اور صفاتِ محمد کا اقرار کیا ہے

تو اب انجیل کا دوسرا سفر لے آؤ کہ اس میں پیغمبرؐ، ان کے جانشین، ان کی بیٹی فاطمہؑ اوران کے بیٹے حسنؑ وحسینؑ کے اسماء موجود ہیں۔

جب جاثلیق اور رأس الجالوت نے دیکھا کہ جناب امام علیہ السلام ان کی کتاب کے ان سے زیادہ عالم ہیں تو انھوں نے عرض کیا: خدا کی قسم! آپؑ نے ایسے مطالب بیان فرمائے ہیں کہ جنھیں رد کرنا اور اہمیت نہ دینا ہمارے لیے ممکن نہیں ہے مگر یہ کہ توریت، انجیل اور زبور کا انکار کر دیں۔ جو کچھ آپؑ نے بیان فرمایا، اس کی حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے بشارت دی تھی، لیکن ہم نہیں جانتے تھے کہ وہ محمدؐ ہیں، لیکن اب چونکہ ہمیں شک ہے کہ کیا یہ محمدؐ وہی آپؑ کے محمدؐ ہیں یا کوئی اور، لہٰذا ہم ان کی نبوت کا اقرار نہیں کر سکتے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم نے کیوں شک کا دامن پکڑ لیا ہے، کیا ابتدائے خلقت سے لے کر آج تک اللہ تعالیٰ نے کسی کو مبعوث کیا ہے کہ اس کا نام محمد ہو؟ کیا تم نے آسمانی کتب میں ہمارے محمدؐ کے سوا اور کسی محمد کو دیکھا ہے؟

وہ اس کا جواب نہ دے سکے۔ انھوں نے کہا: ہم قبول نہیں کر سکتے کہ یہ محمدؐ وہی آپؑ کے محمدؐ ہیں، چونکہ اگر ان کی پیغمبری، علیؑ کی جانشینی، ان کی بیٹی (فاطمہؑ) اوران کے بیٹوں (حسنؑ وحسینؑ) کا اقرار کریں تو مجبوراً مسلمان ہو جائیں گے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے جاثلیق! تم اللہ اور اس کے پیغمبر پر ایمان لے آؤ، ہماری طرف سے تمھیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی اور کسی چیز کا خوف مت کھاؤ۔

جاثلیق نے کہا: اب آپؑ نے ہمیں پناہ دے دی ہے، وہ نام جو آپؑ نے ذکر کیے ہیں۔ توریت، انجیل اور زبور میں موجود ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا توریت، انجیل اور زبور کی باتیں حق ہیں؟

اس نے کہا: حق حق ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جاثلیق سے اقرار لینے کے بعد راس الجالوت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے راس الجالوت! داؤدؑ کی زبور کا فلاں سفر سنو۔

راس الجالوت نے کہا: پڑھیں، اللہ تعالیٰ آپؑ کو اور آپؑ کے ماں باپ کو مبارک کرے۔

امام علیہ السلام نے زبور کا پہلا سفر پڑھنا شروع کیا۔ جب محمدؐ، علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کے اسما پر پہنچے تو فرمایا: اے راس الجالوت! تجھے خدا کی قسم! کیا یہ داؤدؑ کی زبور میں نہیں ہے؟ تجھے بھی جاثلیق کی طرح پناہ دوں گا۔

راس الجالوت نے کہا: ہاں، بالکل یہ مطالب انھی اسما کے ساتھ موجود ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تجھے ان دس معجزوں کی قسم دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے توریت میں موسیٰؑ بن عمران پر نازل کیے ہیں۔ کیا تم نے محمدؐ، علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف عدل وفضل کی نسبت توریت میں دیکھی ہے؟

اس نے کہا: ہاں، جس نے اس کا انکار کیا تو اس نے اللہ اور اس کے انبیا کا انکار کیا ہے۔

امام علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: توریت کا فلاں سفر لے آؤ، اسے پڑھنا شروع کیا۔

راس الجالوت جناب امام رضا علیہ السلام کے توریت کو پڑھنے اور ان کی فصاحت و بلاغت پر حیران رہ گیا۔ امام علیہ السلام جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس نام پر پہنچے تو راس الجالوت نے کہا: ہاں! یہی احماد، ان کی دختر، إلیا، شتبر اور شبیر ہیں کہ جن کا عربی میں ترجمہ محمدؐ، فاطمہؑ، علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ ہے۔

امام علیہ السلام نے توریت کا وہ حصہ آخر تک پڑھا۔

پھر راس الجالوت نے کہا: اے پسر محمدؐ! خدا کی قسم! اگر مجھے یہودیوں پر سے

اپنی ریاست ختم ہونے کا خوف نہ ہوتا تو احماد پر ایمان لے آتا اور آپؑ کے حکم کی اطاعت کرتا۔

اس خدا کی قسم کہ جس نے توریت کو موسیٰؑ ، زبور کو داؤدؑ اور انجیل کو عیسیٰؑ پر نازل کیا میں نے آج تک کسی کو نہیں دیکھا جو آپؑ سے بہتر توریت، زبور اور انجیل کو پڑھتا ہو، اور بہترین بیان اور فصاحت و بلاغت سے ان کی تفسیر کرے۔

امام علیہ السلام ظہر تک ان لوگوں کے پاس رہے۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو فرمایا: میں نماز پڑھتا ہوں اور مدینہ کی طرف روانہ ہوتا ہوں تا کہ حاکم مدینہ کے ساتھ جو وعدہ کیا ہے، صاحب خط کو جواب لکھنے کے بارے میں، اسے پورا کروں اور ان شاء اللہ کل صبح واپس تمہارے پاس آ جاؤں گا۔

راوی کہتے ہیں: امام علیہ السلام نماز بجالانے کے بعد مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ پھر اگلی صبح کو آپؑ واپس تشریف لے آئے اور دوبارہ وہی مجلس برپا ہوئی۔

لوگ ایک رومی کنیز لے کر آئے۔ امام علیہ السلام نے اس کے ساتھ رومی زبان میں گفتگو کی اور جاثلیق بھی سنتا رہا جو کہ رومی زبان سے آگاہ تھا۔

امام رضا علیہ السلام نے رومی زبان میں کنیز کو مخاطب ہو کر فرمایا: کیا تم محمدؐ کو زیادہ دوست رکھتی ہو یا حضرت عیسیٰؑ کو؟

اس نے کہا: میں نے جب تک محمدؐ کو نہیں پہچانا تھا جناب عیسیٰؑ کو زیادہ دوست رکھتی تھی لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جاننے کے بعد انھیں حضرت عیسیٰؑ اور دوسرے تمام انبیاؑ سے زیادہ دوست رکھتی ہوں۔

جاثلیق نے کنیز سے کہا: اگر تم مسلمان ہو گئی تو جناب عیسیٰؑ کی دشمن بن جاؤ گی؟

کنیز نے کہا: میں خدا کی پناہ مانگتی ہوں، میں عیسیٰؑ سے محبت کرتی ہوں اور ان پر ایمان بھی رکھتی ہوں، لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نزدیک زیادہ محبوب ترین ہیں۔

پس امام رضا علیہ السلام نے جاثلیق سے فرمایا: جو کچھ اس کنیز نے کہا ہے، لوگوں کے سامنے اس کی وضاحت کرو، ایسی تفسیر و تشریح کرو جیسے کہ تم نے اس سے کہا ہو اور اس نے تمہیں جواب دیا ہے۔ پس جاثلیق نے یہ سب کچھ لوگوں کے سامنے تفصیلاً بیان کیا۔

پھر جاثلیق نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزندِ محمدؐ! یہاں پر ایک سندھی شخص ہے، اس کا مذہب نصرانی ہے، وہ چاہتا ہے کہ اپنی سندھی زبان میں آپؑ سے احتجاج کرے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اسے حاضر کرو۔

جب وہ شخص حاضر ہوا تو امام علیہ السلام نے اس کے ساتھ اس کی زبان میں گفتگو کی۔ دونوں کے درمیان نصرانیت کے بارے سندھی زبان میں سوال و جواب ہوئے۔

راوی کہتے ہیں: ہم نے سنا کہ سندھی شخص کہہ رہا ہے، شبطی شبطی بطلہ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ سندھی زبان میں خدا کی واحدنیت کی گواہی دے رہا ہے۔ پھر امام علیہ السلام نے حضرت عیسیٰؑ اور جناب مریمؑ کے بارے میں اس سے گفتگو فرمائی اور اسے قانع کیا، یہاں تک کہ اس نے سندھی زبان میں کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

پھر اس نے اپنا کمربند اُوپر کیا اور نصرانیت کی جو علامت باندھے ہوئے تھا، وہ امام علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! اسے اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ حضرتؑ نے چاقو منگوایا اور اس نشانی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔

پھر امام علیہ السلام نے محمد بن فضل کو حکم دیا کہ اس سندھی شخص کو حمام میں لے جا کر غسل کرائیں، لباس پہنائیں اور اسے اس کے خاندان کے ہمراہ مدینہ لے آئیں۔

جب بحث و گفتگو ختم ہو گئی تو امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا آپ لوگ متوجہ ہوئے ہیں کہ وہ سب کچھ درست ہے جو محمد بن فضل نے میرے بارے میں آپ لوگوں سے کہا

تھا؟

سب نے کہا: ہاں بلکہ ہم نے آپؑ میں اس سے بھی کئی گنا زیادہ دیکھا ہے، علاوہ ازیں محمد بن فضل کہتے ہیں کہ آپؑ کو خراسان لے جایا جائے گا؟

حضرتؑ نے فرمایا: محمد سچ کہتے ہیں، البتہ مجھے عزت و احترام کے ساتھ اور باشکوہ طریقہ سے وہاں لے جایا جائے گا۔

محمد بن فضل کہتے ہیں: سب نے اسی جگہ پر حضرت کی امامت کی گواہی دی، آپؑ نے وہ رات ہمارے پاس گزاری اور صبح کے وقت لوگوں سے الوداع کیا، مجھے کچھ وصیتیں فرمائیں اور روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو میں آپؑ کو الوداع کرنے کے لیے آپؑ کے ساتھ روانہ ہوا۔ چلتے چلتے ہم ایک گاؤں میں پہنچے، حضرت نے ایک طرف جا کر چار رکعت نماز پڑھی اور مجھے فرمایا: اے محمد! خدا کی پناہ میں رہو، لوٹ جاؤ۔ پھر فرمایا: اپنی آنکھیں بند کرو۔ میں نے آنکھیں بند کیں تو فرمایا: آنکھیں کھولو۔ جب میں نے آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں بصرہ میں اپنے گھر کے دروازے کے سامنے کھڑا ہوں لیکن امام علیہ السلام وہاں پر تشریف فرما نہیں ہیں۔

قرآن، اعتقاد و ایمان

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى قَالَ: سَأَلَنِي أَبُو قُرَّةَ الْمُحَدِّثُ صَاحِبُ شُبْرُمَةَ أَنْ أُدْخِلَهُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام، فَاسْتَأْذَنْتُهُ فَأَذِنَ لَهُ، فَدَخَلَ فَسَأَلَهُ عَنْ أَشْيَاءَ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَالْفَرَائِضِ وَالْأَحْكَامِ.

فَقَالَ أَبُو قُرَّةَ : فَمَا تَقُولُ فِي الْكُتُبِ؟

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام : التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ وَالزَّبُورُ وَالْفُرْقَانُ وَكُلُّ كِتَابٍ أُنْزِلَ كَانَ كَلَامَ اللهِ أَنْزَلَهُ

لِلْعَالَمِيْنَ نُوراً وَهُدىً وَهِيَ كُلُّهَا مُحْدَثَةٌ وَهِيَ غَيْرُ اللّٰهِ حَيْثُ يَقُولُ: ﴿أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْراً﴾ وَقَالَ: ﴿مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ﴾ وَاللّٰهُ أَحْدَثَ الْكُتُبَ كُلَّهَا الَّتِي أَنْزَلَهَا.

فَقَالَ أَبُو قُرَّةَ: فَهَلْ تَفْنَى؟

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ مَا سِوَى اللّٰهِ فَانٍ وَمَا سِوَى اللّٰهِ فِعْلُ اللّٰهِ وَالتَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ وَالزَّبُورُ وَالْفُرْقَانُ فِعْلُ اللّٰهِ أَلَمْ تَسْمَعِ النَّاسَ يَقُولُونَ رَبُّ الْقُرْآنِ وَ إِنَّ الْقُرْآنَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا رَبِّ هٰذَا فُلَانٌ وَهُوَ أَعْرَفُ بِهِ مِنْهُ قَدْ أَظْمَأْتُ نَهَارَهُ وَأَسْهَرْتُ لَيْلَهُ فَشَفِّعْنِي فِيهِ وَكَذٰلِكَ التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ وَالزَّبُورُ وَهِيَ كُلُّهَا مُحْدَثَةٌ مَرْبُوبَةٌ أَحْدَثَهَا مَنْ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ هُدًى لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ، فَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُنَّ لَمْ يَزَلْنَ مَعَهُ، فَقَدْ أَظْهَرَ أَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَوَّلٍ قَدِيمٍ وَلَا وَاحِدٍ وَأَنَّ الْكَلَامَ لَمْ يَزَلْ مَعَهُ وَلَيْسَ لَهُ بَدْءٌ وَلَيْسَ بِإِلٰهٍ.

قَالَ أَبُو قُرَّةَ: وَ إِنَّا رُوِّينَا أَنَّ الْكُتُبَ كُلَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالنَّاسُ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ صُفُوفٌ قِيَامٌ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ يَنْظُرُونَ، حَتّٰى تَرْجِعَ فِيهِ لِأَنَّهَا مِنْهُ وَهِيَ جُزْءٌ مِنْهُ، فَإِلَيْهِ تَصِيرُ.

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: فَهٰكَذَا قَالَتِ النَّصَارٰى فِي الْمَسِيحِ: إِنَّهُ رُوحُهُ جُزْءٌ مِنْهُ وَيَرْجِعُ فِيهِ وَكَذٰلِكَ

قَالَتِ الْمَجُوسُ فِي النَّارِ وَالشَّمْسِ: إِنَّهُمَا جُزْءٌ مِنْهُ تَرْجِعُ فِيهِ تَعَالَى رَبُّنَا أَنْ يَكُونَ مُتَجَزِّياً أَوْ مُخْتَلِفاً وَإِنَّمَا يَخْتَلِفُ وَيَأْتَلِفُ الْمُتَجَزِّي لِأَنَّ كُلَّ مُتَجَزٍّ مُتَوَهَّمٌ وَالْكَثْرَةُ وَالْقِلَّةُ مَخْلُوقَةٌ دَالَّةٌ عَلَى خَالِقٍ خَلَقَهَا.

فَقَالَ أَبُو قُرَّةَ: فَإِنَّا رُوِّينَا أَنَّ اللهَ قَسَمَ الرُّؤْيَةَ وَالْكَلَامَ بَيْنَ نَبِيَّيْنِ فَقَسَمَ لِمُوسَى عليه السلام الْكَلَامَ وَلِمُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله الرُّؤْيَةَ.

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام : فَمَنِ الْمُبَلِّغُ عَنِ اللهِ إِلَى الثَّقَلَيْنِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَنَّهُ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْماً وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ أَلَيْسَ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله ؟

قَالَ: بَلَى.

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام : فَكَيْفَ يَجِيءُ رَجُلٌ إِلَى الْخَلْقِ جَمِيعًا، فَيُخْبِرُهُمْ أَنَّهُ جَاءَ مِنْ عِنْدِ اللهِ وَأَنَّهُ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ بِأَمْرِ اللهِ وَيَقُولُ إِنَّهُ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْماً وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا رَأَيْتُهُ بِعَيْنِي وَأَحَطْتُ بِهِ عِلْماً وَهُوَ عَلَى صُورَةِ الْبَشَرِ أَمَا تَسْتَحْيُونَ مَا قَدَرَتِ الزَّنَادِقَةُ أَنْ تَرْمِيَهُ بِهَذَا أَنْ يَكُونَ أَتَى عَنِ اللهِ بِأَمْرٍ، ثُمَّ يَأْتِي بِخِلَافِهِ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ.

فَقَالَ أَبُو قُرَّةَ: إِنَّهُ يَقُولُ: ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾.

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام : إِنَّ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ مَا يَدُلُّ عَلَى

مَا رَأَى حَيْثُ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ يَقُولُ مَا كَذَبَ فُؤَادُ مُحَمَّدٍ ﷺ مَا رَأَتْ عَيْنَاهُ ثُمَّ أَخْبَرَ بِمَا رَأَتْ عَيْنَاهُ.

فَقَالَ: لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ، فَآيَاتُ اللّٰهِ، غَيْرُ اللّٰهِ وَقَالَ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْماً ، فَإِذَا رَأَتْهُ الْأَبْصَارُ، فَقَدْ أَحَاطَ بِهِ الْعِلْمُ وَوَقَعَتِ الْمَعْرِفَةُ.

فَقَالَ أَبُو قُرَّةَ : فَتُكَذِّبُ بِالرِّوَايَةِ؟

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام : إِذَا كَانَتِ الرِّوَايَةُ مُخَالِفَةً لِلْقُرْآنِ كَذَّبْتُهَا وَمَا أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ أَنَّهُ لَا يُحَاطُ بِهِ عِلْماً وَلَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَسَأَلَهُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى﴾.

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: قَدْ أَخْبَرَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ أَنَّهُ أَسْرَىٰ بِهِ ثُمَّ أَخْبَرَ أَنَّهُ لِمَ أَسْرَىٰ بِهِ.

فَقَالَ: لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا فَآيَاتُ اللّٰهِ، غَيْرُ اللّٰهِ فَقَدْ أَعْذَرَ وَبَيَّنَ لِمَ فَعَلَ بِهِ ذٰلِكَ وَمَا رَآهُ وَقَالَ: ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ﴾ فَأَخْبَرَ أَنَّهُ غَيْرُ اللّٰهِ.

فَقَالَ أَبُو قُرَّةَ: أَيْنَ اللّٰهُ؟

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام : الْأَيْنُ مَكَانٌ وَهٰذِهِ مَسْأَلَةُ شَاهِدٍ مِنْ غَائِبٍ فَاللّٰهُ تَعَالَىٰ لَيْسَ بِغَائِبٍ وَلَا يَقْدَمُهُ قَادِمٌ وَهُوَ بِكُلِّ مَكَانٍ مَوْجُودٌ مُدَبِّرٌ، صَانِعٌ، حَافِظٌ، مُمْسِكُ

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ.

فَقَالَ أَبُو قُرَّةَ: أَلَيْسَ هُوَ فَوْقَ السَّمَاءِ دُونَ مَا سِوَاهَا؟

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: هُوَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌ وَهُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَهُوَ الَّذِي اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ وَهُوَ الَّذِي اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ الَّذِي اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ قَدْ كَانَ وَلَا خَلْقَ وَهُوَ كَمَا كَانَ إِذْ لَا خَلْقَ لَمْ يَنْتَقِلْ مَعَ الْمُنْتَقِلِينَ.

فَقَالَ أَبُو قُرَّةَ: فَمَا بَالُكُمْ إِذْ دَعَوْتُمْ رَفَعْتُمْ أَيْدِيَكُمْ إِلَى السَّمَاءِ؟

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: إِنَّ اللَّهَ اسْتَعْبَدَ خَلْقَهُ بِضُرُوبٍ مِنَ الْعِبَادَةِ وَلِلَّهِ مَفَازِعُ يَفْزَعُونَ إِلَيْهِ وَمُسْتَعْبَدٌ فَاسْتَعْبَدَ عِبَادَهُ بِالْقَوْلِ وَالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَالتَّوَجُّهِ وَنَحْوِ ذَٰلِكَ اسْتَعْبَدَهُمْ بِتَوَجُّهِ الصَّلَاةِ إِلَى الْكَعْبَةِ وَوَجَّهَ إِلَيْهَا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَاسْتَعْبَدَ خَلْقَهُ عِنْدَ الدُّعَاءِ وَالطَّلَبِ وَالتَّضَرُّعِ بِبَسْطِ الْأَيْدِي وَرَفْعِهَا إِلَى السَّمَاءِ لِحَالِ الِاسْتِكَانَةِ وَعَلَامَةِ الْعُبُودِيَّةِ وَالتَّذَلُّلِ لَهُ.

قَالَ أَبُو قُرَّةَ: فَمَنْ أَقْرَبُ إِلَى اللَّهِ الْمَلَائِكَةُ أَوْ أَهْلُ الْأَرْضِ؟

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: إِنْ كُنْتَ تَقُولُ بِالشِّبْرِ وَالذِّرَاعِ

فَإِنَّ الْأَشْيَاءَ كُلَّهَا بَابٌ وَاحِدٌ هِيَ فِعْلُهُ لَا يَشْغَلُ بِبَعْضِهَا عَنْ بَعْضٍ يُدَبِّرُ أَعْلَى الْخَلْقِ مِنْ حَيْثُ يُدَبِّرُ أَسْفَلَهُ وَيُدَبِّرُ أَوَّلَهُ مِنْ حَيْثُ يُدَبِّرُ آخِرَهُ مِنْ غَيْرِ عَنَاءٍ وَلَا كُلْفَةٍ وَلَا مَئُونَةٍ وَلَا مُشَاوَرَةٍ وَلَا نَصَبٍ وَ إِنْ كُنْتَ تَقُولُ مَنْ أَقْرَبُ إِلَيْهِ فِي الْوَسِيلَةِ، فَأَطْوَعُهُمْ لَهُ وَأَنْتُمْ تَرَوْنَ أَنَّ أَقْرَبَ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ إِلَى اللّٰهِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَرَوَيْتُمْ أَنَّ أَرْبَعَةَ أَمْلَاكٍ الْتَقَوْا أَحَدُهُمْ مِنْ أَعْلَى الْخَلْقِ وَأَحَدُهُمْ مِنْ أَسْفَلِ الْخَلْقِ وَأَحَدُهُمْ مِنْ شَرْقِ الْخَلْقِ وَأَحَدُهُمْ مِنْ غَرْبِ الْخَلْقِ، فَسَأَلَ بَعْضُهُمْ بَعْضاً، فَكُلُّهُمْ قَالَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ: أَرْسَلَنِي بِكَذَا وَكَذَا، فَفِي هَذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ ذٰلِكَ فِي الْمَنْزِلَةِ دُونَ التَّشْبِيهِ وَالتَّمْثِيلِ.

فَقَالَ أَبُو قُرَّةَ: أَتُقِرُّ أَنَّ اللّٰهَ مَحْمُولٌ؟

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ ؑ : كُلُّ مَحْمُولٍ مَفْعُولٌ وَمُضَافٌ إِلَى غَيْرِهِ مُحْتَاجٌ فَالْمَحْمُولُ اسْمُ نَقْصٍ فِي اللَّفْظِ وَالْحَامِلُ فَاعِلٌ وَهُوَ فِي اللَّفْظِ مَمْدُوحٌ وَكَذٰلِكَ قَوْلُ الْقَائِلِ فَوْقٌ وَتَحْتٌ وَأَعْلَى وَأَسْفَلُ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا﴾.

وَلَمْ يَقُلْ فِي شَيْءٍ مِنْ كُتُبِهِ إِنَّهُ مَحْمُولٌ، بَلْ هُوَ الْحَامِلُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَالْمُمْسِكُ لِلسَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْمَحْمُولُ مَا سِوَى اللّٰهِ وَلَمْ نَسْمَعْ أَحَداً آمَنَ بِاللّٰهِ

وَعَظَمَةُ قَطُّ قَالَ فِي دُعَائِهِ يَا مَحْمُولُ.

قَالَ أَبُو قُرَّةَ: أَفَتُكَذِّبُ بِالرِّوَايَةِ أَنَّ اللَّهَ إِذَا غَضِبَ يُعْرَفُ غَضَبُهُ الْمَلَائِكَةُ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ يَجِدُونَ ثِقْلَهُ فِي كَوَاهِلِهِمْ فَيَخِرُّونَ سُجَّداً فَإِذَا ذَهَبَ الْغَضَبُ خَفَّ فَرَجَعُوا إِلَى مَوَاقِفِهِمْ؟

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ علیہ السلام : أَخْبِرْنِي عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مُنْذُ لَعَنَ إِبْلِيسَ إِلَى يَوْمِكَ هَذَا وَإِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَهُوَ غَضْبَانُ عَلَى إِبْلِيسَ وَأَوْلِيَائِهِ أَوْ عَنْهُمْ رَاضٍ؟

فَقَالَ: نَعَمْ هُوَ غَضْبَانُ عَلَيْهِ.

قَالَ: فَمَتَى رَضِيَ فَخَفَّ وَهُوَ فِي صِفَتِكَ لَمْ يَزَلْ غَضْبَانَ عَلَيْهِ وَعَلَى أَتْبَاعِهِ؟

ثُمَّ قَالَ: وَيْحَكَ كَيْفَ تَجْتَرِئُ أَنْ تَصِفَ رَبَّكَ بِالتَّغَيُّرِ مِنْ حَالٍ إِلَى حَالٍ وَأَنَّهُ يَجْرِي عَلَيْهِ مَا يَجْرِي عَلَى الْمَخْلُوقِينَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَزَلْ مَعَ الزَّائِلِينَ وَلَمْ يَتَغَيَّرْ مَعَ الْمُتَغَيِّرِينَ.

قَالَ صَفْوَانُ: فَتَحَيَّرَ أَبُو قُرَّةَ وَلَمْ يُحِرْ جَوَاباً حَتَّى قَامَ وَخَرَجَ.

صفوان بن یحییٰ کہتے ہیں: محدث کے دوست ابوقرہ نے مجھ سے خواہش کی کہ میں اس کی امام رضا علیہ السلام سے ملاقات کا پروگرام ترتیب دوں۔ میں نے امام علیہ السلام سے اجازت طلب کی تو انھوں نے اجازت مرحمت فرمائی۔ ابوقرہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور حرام، حلال، فرائض اور احکام کے مسائل پوچھے۔

ابوقرہ نے کہا: آپؑ کا آسمانی کتب کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟

ابوالحسن امام رضاؑ نے فرمایا: توریت، انجیل، زبور، فرقان اور جو بھی کتاب نازل ہوتی ہے، وہ خداوند متعال کا کلام ہے کہ انھیں دنیا والوں کی رہنمائی کے لیے نازل فرمایا ہے اور تمام کی تمام محدث (خلق شدہ) ہیں اور غیر خدا ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''قرآن ان کے اندر کسی طرح کی عبرت پیدا کر دے'' (سورۂ توبہ، آیہ ۱۱۳)۔ ایک اور جگہ پر فرمانِ خدا ہے: ''ان کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے کوئی نئی یاددہانی نہیں آتی مگر یہ کہ کان لگا کر سن لیتے ہیں اور پھر کھیل تماشے میں لگ جاتے ہیں'' (سورۂ انبیاء، آیہ ۲)

ان تمام کتب کا سبب اللہ تعالیٰ ہے کہ جس نے نازل فرمائی ہیں۔

ابوقرہ نے کہا: کیا وہ فنا اور نابود نہیں ہوں گی؟

امام ؑ نے فرمایا: مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ خدا کے علاوہ ہر چیز نابود ہو جائے گی، اللہ کے سوا ہر چیز اس کا فعل ہے۔ توریت، انجیل، زبور اور فرقان بھی اس کا فعل ہیں، کیا تم نے یہ نہیں سنا ہے کہ لوگ کہتے ہیں: ربِ قرآن اور خود قرآن روزِ قیامت کہے گا: یارب! وہ فلاں ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر جانتا ہے۔ وہ دن میں پیاسا اور رات میں بیدار رہتا تھا، اس کے بارے میں میری سفارش کو قبول فرما۔ توریت، انجیل اور زبور بھی اسی طرح ہیں، وہ تمام کی تمام محدث و مخلوق ہیں۔ ان کا محدث (خلق کرنے والا) ایسا ہے کہ کوئی بھی اس جیسا نہیں ہے۔ صاحبانِ عقل کے لیے سرمایۂ ہدایت ہے، پس جو کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ اس کے ہمراہ تھیں، دراصل وہ یہ کہتا ہے کہ خداوند متعال اوّل سے قدیم اور واحد نہیں ہے، کلام ہمیشہ سے اس کے ساتھ تھا، اس کی کوئی ابتدا ہے اور نہ ہی وہ معبود ہے۔

ابوقرہ نے کہا: ہم نے روایت سنی ہے کہ تمام کتب روزِ قیامت آئیں گی،

جب تمام لوگ بلند زمین پر ایک صف میں اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے اور دیکھیں گے وہ تمام کتب میدانِ حشر سے حق تعالیٰ کی طرف رجوع کریں گی، کیونکہ وہ خدا سے ہیں اور اس کا ایک جز ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جائیں گی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: نصاریٰ حضرت کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ روح خدا اور خدا کا جز ہیں اور اس میں پلٹ جائیں گے، مجوسیوں کا آگ اور سورج کے بارے میں بھی ایسا ہی عقیدہ ہے کہ یہ دونوں خدا کا حصہ تھے اور اس میں لوٹ جائیں گے۔ ہمارا پروردگار اس سے کہیں بلند تر ہے کہ اس کے اجزا ہوں یا وہ مختلف ہو، جزء جزء اور ترکیب وتالیف صرف تجزی کی صفات ہیں، کیونکہ جو بھی جزء جزء ہو وہ وہم وگمان میں آتا ہے۔ کثرت وقلت ایسی مخلوق ہے جو اسے خالق پر دلالت کرتی ہے کہ جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔

ابوقرہ نے کہا: ہم نے روایت سنی ہے کہ اپنے دیدار اور گفتگو کو دو پیغمبروں میں تقسیم فرمایا ہے، گفتگو حضرت موسیٰؑ کو دی ہے اور دیدار حضرت محمدؐ کو عطا کیا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پس وہ کہ جس نے خدا کی جانب سے یہ مطلب پہنچایا کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرتیں، مخلوق کا علم اس کا احاطہ نہیں کرتا اور اس کے مانند کوئی چیز ہے، کیا وہ محمدؐ نہیں تھے؟

اس نے کہا: ہاں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص تمام مخلوق کی طرف آئے اور ان کو آگاہ کرے کہ وہ اللہ کی طرف سے آیا ہے اور انھیں حکم خدا سے خدا کی طرف دعوت دے اور کہے: لوگوں کی آنکھیں خدا کا ادراک نہیں کرسکتیں، ان کا علم اس کا احاطہ نہیں کرسکتا اور اس کے مانند کوئی شے نہیں ہے پھر یہی شخص کہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے خدا کو دیکھا ہے یا اس پر احاطۂ علمی کیا ہے، اور وہ انسان کی شکل میں ہے! کیا

تم لوگوں کو شرم نہیں آتی ہے! زندیق بھی اس ذات کی طرف ایسی نسبت نہیں دے سکے کہ وہ خدا کی جانب سے لائے ہیں، پھر کسی راستے سے اس کے خلاف آئیں۔

پس ابوقرہ نے کہا: "خدا کا ارشاد ہے اور اس نے تو اسے ایک اور بار دیکھا ہے"(نجم، آیہ ۱۳)

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس آیت سے بعد والی آیت اس پر دلالت کرتی ہے جو کچھ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: دل نے جو کچھ دیکھا ہے وہ جھوٹ نہیں ہے، یعنی جو کچھ محمدؐ کی آنکھ نے دیکھا ہے اس کا دل اسے جھوٹا نہیں سمجھتا۔ پھر خدا نے اس کی خبر دی ہے جو کچھ محمدؐ نے دیکھا ہے۔

پس امام علیہ السلام نے فرمایا: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردگار کی بڑی نشانیاں دیکھیں، اور خدا کی نشانیاں خدا کا غیر ہیں، اور فرمایا: لوگ خدا پر احاطۂ علمی پیدا نہیں کر سکتے، پس جب ان کی آنکھیں اسے دیکھ لیں گی تو ان کا علم اس پر احاطہ پیدا کر لیتا ہے۔

ابوقرہ نے کہا: آپ روایات کو جھٹلاتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر روایات قرآن کے مخالف ہوں تو ان کی تکذیب کروں گا۔ مسلمان کا جس پر اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ اس پر احاطہ علمی پیدا نہیں ہو سکتا۔ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور اس کے مانند کوئی شے نہیں ہے۔

اس نے امام رضا علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے بارے میں سوال کیا: پاک و پاکیزہ ہے وہ پروردگار جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک لے گیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ اسے لے گیا ہے، پھر اس کی علت بیان فرمائی تاکہ ہم انھیں اپنی بعض نشانیاں دکھائیں، پس خدا کی آیات اس

کا غیر ہیں۔ چنانچہ اپنا عذر واضح طور پر بیان کیا کہ یہ کام کیوں کیا ہے اور کیوں اپنی آیات دکھائی ہیں اور فرمایا: ”اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد یہ کس بات پر ایمان لانے والے ہیں“ (سورۂ جاثیہ، آیہ ۶)۔ پس اس نے خبر دی ہے کہ خدا کا غیر ہیں۔

ابو قرہ نے کہا: پھر خدا کہاں ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ”کہاں“ مکان ہے اور یہ حاضر کا غیب سے سوال ہے اور خداوند متعال غیب نہیں ہے، کوئی بھی اس سے سابق یعنی پہلے نہیں ہے، وہ ہر جگہ پر موجود، مدبّر، صانع، حافظ اور زمین و آسمان کو روکنے والا ہے۔

ابو قرہ نے کہا: کیا وہ سب سے جدا، آسمان پر نہیں ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ آسمانوں اور زمین کا خدا ہے، وہ وہ ہے جو آسمانوں پر بھی موجود ہے اور زمین پر بھی موجود ہے۔ وہ وہی ہے جو ماؤں کے رحموں میں جیسے چاہے تمہاری شکلیں بناتا ہے اور تم جہاں پر بھی ہو وہ ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے۔ وہ وہی ہے جس نے آسمانوں کو بنایا اس حال میں کہ وہ دھواں تھے، وہ وہی ہے کہ جس نے سات آسمانوں کو برابر بنایا، وہ وہی ہے کہ جو عرش پر امور جہان کی تدبیر مسلط کرتا ہے۔ وہ تھا مخلوق نہ تھی، وہ اسی طرح سے تھا اور تخلیق درکار نہ تھی اور وہ دوسرے منتقل ہونے والوں کی طرح منتقل نہیں ہوتا ہے۔

ابو قرہ نے کہا: آپ دعا مانگتے وقت اپنے ہاتھ اوپر کیوں اُٹھاتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ہر کسی کو عبادت کی مختلف قسموں میں سے کسی قسم کے ساتھ اپنا عبد بنایا ہے۔ اللہ کی پناہ گاہیں ہیں، جہاں پر وہ پناہ لیتے ہیں اور اس کی عبادت گاہیں ہیں۔ پس وہ اپنے بندوں کو گفتار، علم، کردار، توجہ وغیرہ سے عبد بناتا ہے۔ نماز میں توجہ کو کعبہ کی طرف کیا اور ان کے لیے حج وعمرہ کی توجیہ فرمائی۔ اپنی مخلوق کو دعا، طلب اور تضرع کے وقت ہاتھوں کو کھول کر آسمان کی

طرف بلند کرنے کو لازم قرار دیا ہے تا کہ اس کے سامنے حالت انکسار، بندگی اور عاجزی کا اظہار ہو۔

ابوقرہ نے کہا: اہلِ زمین خدا کے نزدیک تر ہیں یا فرشتے؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اگر نزدیکی سے تمہاری مراد بالشت و ہاتھ ہو تو تمام اشیا خداوند متعال کا فعل ہیں، ان میں کوئی بھی دوسری کو نہیں روکتی، جس طرح وہ بالاترین مخلوق کی تدبیر کرتا ہے اسی طرح سے سب سے نچلی مخلوق کا بھی انتظام کرتا ہے اس کے لیے اسے کوئی سختی اور زحمت نہیں اُٹھانا پڑتی۔ وہ ہر طرح کے مشورے اور تکلیف سے بے نیاز ہے۔ وہ ہر شے کے اوّل و آخر کا یکساں انتظام کرتا ہے۔

اگر تمہاری مراد یہ ہو کہ وسیلہ میں کون اس کے نزدیک تر ہے تو ان میں جو اللہ کا مطیع ترین ہے وہ ان میں سے مقرب ترین ہے، تم نے خود روایت کی ہے کہ خدا کے نزدیک ترین بندہ کی حالت، حالتِ سجدہ ہے۔ نیز یہ کہ چار فرشتے جو مخلوق کے چاروں طرف اُوپر، نیچے، مشرق اور مغرب میں ہیں۔ ایک دن ان کی ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے ایک دوسرے سے پوچھا تو ہر ایک نے کہا: خدا کی جانب سے ہوں اور مجھے فلاں مقصد کے لیے بھیجا ہے، یہ مطلب اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ یہ نزدیکی منزلت اور مرتبہ کے اعتبار سے ہے، اس میں تشبیہ و تمثیل نہیں ہے۔

ابوقرہ نے پوچھا: کیا آپ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محمول ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہر محمول مفعول ہے، جو دوسرے کی طرف مضاف ہو وہ محتاج ہوتا ہے، پس محمول لفظ میں اسمِ نقص ہے، حاملِ فاعل ہے اور یہ لفظاً ممدوح ہے، اسی طرح سے قائل کا قول اُوپر، نیچے اور بلند چھوٹا ہیں، حالانکہ خداوند متعال نے فرمایا ہے: "اور اللہ کے لیے بہترین نام ہیں لہٰذا اسے انھی کے ذریعے پکارو" (سورۂ اعراف، آیہ ۱۸۰)۔ اس نے اپنی کتب کے کسی حصّہ میں بھی اپنے نام کو محمول نہیں کہا،

بلکہ وہ بحر و بر میں حامل ہے اور آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے، خدا کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ محمول ہے، ہم نے آج تک کسی سے بھی نہیں سنا ہے کہ وہ خدا پر ایمان رکھتا ہو اور اس کی تعظیم کرتا ہو اور اپنی دعا میں کہے: اے محمول!

ابوقرہ نے کہا: کیا آپ اس روایت کو جھٹلاتے ہیں کہ جب خدا غضب ناک ہوتا ہے تو وہ فرشتے آگاہ ہو جاتے ہیں جنھوں نے عرش کو اُٹھا رکھا ہے، وہ اپنے دوش پر وزن کا احساس کرتے ہیں تو وہ سجدے میں گر جاتے ہیں، جب اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو عرش ہلکا ہو جاتا ہے اور اپنی جگہ پر پلٹ جاتا ہے؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: تم مجھے یہ بتاؤ کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے ابلیس پر لعنت بھیجی ہے اس دن سے آج تک اور تا قیامِ قیامت کیا ابلیس اور اس کے ساتھیوں سے راضی ہے یا غضب ناک؟

اس نے کہا: وہ ان سب پر غضب ناک ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ کب خوش ہوگا تا کہ عرش کا وزن کم ہو جائے حالانکہ وہ شیطان اور اس کے پیروؤں پر ہمیشہ غضب کی صفت پر باقی ہے۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: تم برباد ہو جاؤ، تم کیسے یہ جرأت کرتے ہو کہ اپنے پروردگار کو ایک حالت سے دوسری حالت میں تغییر کی صفت سے متصف کرتے ہو، جو کچھ مخلوق پر جاری ہوتا ہے وہی حق تعالیٰ پر جاری کرتے ہو، پاک و منزہ ہے اس سے کہ مخلوق کی طرح زوال پذیر ہو اور وہ تبدیل ہونے والوں کے ساتھ تبدیل نہیں ہوتا۔

صفوان نے کہا: ابوقرہ حیران و پریشان ہو کر رہ گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا تو اُٹھ کر چلا گیا۔ (احتجاج طبرسی، ج ۲، ص ۴۰۸)

کیا اللہ تعالیٰ مخلوق کو خلق کرنے سے قبل اپنے آپ سے آگاہ تھا؟

عَنِ ابْنِ سِنَانٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام : هَلْ

كَانَ اللّٰهُ ﴿عَزَّوَجَلَّ﴾ عَارِفاً بِنَفْسِهِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ؟

قَالَ: نَعَمْ.

قُلْتُ: يَرَاهَا وَيَسْمَعُهَا؟

قَالَ: مَا كَانَ مُحْتَاجاً إِلَى ذٰلِكَ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَسْأَلُهَا وَلَا يَطْلُبُ مِنْهَا هُوَ نَفْسُهُ وَنَفْسُهُ هُوَ قُدْرَتُهُ نَافِذَةٌ فَلَيْسَ يَحْتَاجُ أَنْ يُسَمِّيَ نَفْسَهُ لٰكِنِ اخْتَارَ لِنَفْسِهِ أَسْمَاءً لِغَيْرِهِ يَدْعُوهُ بِهَا.

ابن سنان کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضاؑ سے پوچھا: کیا اللہ تعالیٰ مخلوق کو خلق کرنے سے پہلے اپنے آپ کو جانتا تھا؟

امامؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: کیا وہ اپنے آپ دیکھتا اور سنتا تھا؟

امامؑ نے فرمایا: خداوند قدوس کو اس کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اسے نہ تو اپنے آپ سے کوئی سوال تھا اور نہ کوئی خواہش۔ وہ خود ہی خود تھا، اس کی قدرت نافذ تھی، اسے اپنے آپ سے کچھ پوچھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی، البتہ اس نے اپنے لیے ناموں کا انتخاب کیا تاکہ دوسرے اسے ان ناموں سے پکاریں۔ (بحارالانوار، ج۵۴، ص۱۶۴)

اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایک سوال

عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَاؑ مِنْ وَرَاءِ نَهَرِ بَلْخٍ فَقَالَ: إِنِّي

أَسْأَلُكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ، فَإِنْ أَجَبْتَنِي فِيهَا بِمَا عِنْدِي، قُلْتُ بِإِمَامَتِكَ.

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: سَلْ عَمَّا شِئْتَ.

فَقَالَ: أَخْبِرْنِي عَنْ رَبِّكَ مَتَى كَانَ وَكَيْفَ كَانَ وَعَلَى أَيِّ شَيْءٍ كَانَ اعْتِمَادُهُ؟

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَيَّنَ الْأَيْنَ بِلَا أَيْنٍ وَكَيَّفَ الْكَيْفَ بِلَا كَيْفٍ وَكَانَ اعْتِمَادُهُ عَلَى قُدْرَتِهِ.

فَقَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ، فَقَبَّلَ وَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَأَنَّ عَلِيّاً وَصِيُّ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَالْقَيِّمُ بَعْدَهُ بِمَا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَأَنَّكُمُ الْأَئِمَّةُ الصَّادِقُونَ وَأَنَّكَ الْخَلَفُ مِنْ بَعْدِهِمْ.

محمد بن ابی نصر کہتے ہیں: وراء النھر بلخ سے ایک شخص حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپؑ سے میرا ایک سوال ہے، اگر آپؑ نے اس کا جواب دے دیا تو میں آپؑ کی امامت کا قائل ہو جاؤں گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔

اس نے کہا: مجھے اپنے رب کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کب تھا، کیسا تھا اور کس چیز پر اس کا اعتماد ہے؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: حق تعالیٰ نے مکان کو لامکان میں خلق کیا، عوالم کو وجود میں لایا، یعنی اجسام کے وجود اور مواد کو ایک طرح سے پیدا کیا، اس حال میں کہ مکان نہ تھا اور مکان کو پردۂ عدم سے وجود بخشا، اسی طرح کیفیت کو خلق کیا اور اس کا

اعتماد اپنی قدرت پر تھا۔

امام علیہ السلام کی یہ قیمتی گفتگو سن کر ایک شخص اُٹھا، ان کے سرِ اقدس کو بوسہ دیا اور اعلان کیا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور علیؑ رسولِ خدا کے وصی اور جانشین ہیں اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے پروگرام کو باقی رکھنے والے ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بطورِ اطلاق آئمہؑ صادقین ہیں اور اسی طرح گواہی دیتا ہوں آپؑ (علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام) ان کے وصی اور برحق جانشین ہیں۔ (الکافی، ج۱، ص ۸۸)

صفاتِ خدا کے بارے میں تین سوالات

أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ قَالَ: جَاءَ قَوْمٌ مِنْ وَرَاءِ النَّهْرِ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام فَقَالُوا لَهُ: جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ ثَلَاثِ مَسَائِلَ فَإِنْ أَجَبْتَنَا فِيهَا عَلِمْنَا أَنَّكَ عَالِمٌ.

فَقَالَ: سَلُوا.

فَقَالُوا: أَخْبِرْنَا عَنِ اللهِ تَعَالَى أَيْنَ كَانَ؟ كَيْفَ كَانَ؟ وَعَلَى أَيِّ شَيْءٍ كَانَ اعْتِمَادُهُ؟

فَقَالَ علیہ السلام : إِنَّ اللهَ تَعَالَى كَيَّفَ الْكَيْفَ فَهُوَ بِلَا كَيْفٍ وَأَيَّنَ الْأَيْنَ فَهُوَ بِلَا أَيْنٍ وَكَانَ اعْتِمَادُهُ عَلَى قُدْرَتِهِ.

فَقَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ عَالِمٌ.

احمد بن محمد بن ابی نصر سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: وراء النھر سے کچھ لوگ حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ہم آپؑ سے تین سوال پوچھنے آئے ہیں، اگر آپؑ نے ان کے جواب دے دیے تو ہم سمجھیں گے کہ

آپ عالم و دانا ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: سوال کریں؟

انھوں نے عرض کیا: ہمیں یہ بتائیں کہ خدا کہاں ہے، اس کی کیفیت کیا ہے اور اس کا کس شے پر اعتماد ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: حق تعالیٰ ان کے لیے کیفیت کو ایجاد کرنے والا ہے جو کہتے ہیں کہ خدا کی کیفیت کیا ہے، پس وہ کیفیت کے بغیر ہے اور ان کے لیے مکان کو ایجاد کرنے والا ہے جو کہتے ہیں: خدا کہاں پر ہے، پس وہ لامکان ہے اور اس کا اعتماد اپنی قدرت پر ہے۔

انھوں نے کہا: ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپؑ عالم و دانا ہیں۔ (عیونِ اخبار الرضاؑ، ج ۱، ص ۱۱۹)

خدا کیسا اور کس جگہ پر ہے؟

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُرَاسَانِيِّ خَادِمِ الرِّضَا علیہ السلام قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ مِنَ الزَّنَادِقَةِ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ علیہ السلام وَعِنْدَهُ جَمَاعَةٌ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ علیہ السلام : أَيُّهَا الرَّجُلُ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ الْقَوْلُ قَوْلَكُمْ وَلَيْسَ هُوَ كَمَا تَقُولُونَ أَلَسْنَا وَ إِيَّاكُمْ شَرْعاً سَوَاءً لَا يَضُرُّنَا مَا صَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَزَكَّيْنَا وَأَقْرَرْنَا؟

فَسَكَتَ الرَّجُلُ ثُمَّ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ علیہ السلام : وَ إِنْ كَانَ الْقَوْلُ قَوْلَنَا وَهُوَ قَوْلُنَا أَلَسْتُمْ قَدْ هَلَكْتُمْ وَنَجَوْنَا؟

فَقَالَ: رَحِمَكَ اللّٰهُ أَوْجِدْنِي كَيْفَ هُوَ أَيْنَ هُوَ؟

فَقَالَ: وَيْلَكَ إِنَّ الَّذِي ذَهَبْتَ إِلَيْهِ غَلَطٌ هُوَ أَيَّنَ الْأَيْنَ

بِلَا أَيْنٍ وَكَيَّفَ الْكَيْفَ بِلَا كَيْفٍ فَلَا يُعْرَفُ بِالْكَيْفُوفِيَّةِ وَلَا بِأَيْنُونِيَّةٍ وَلَا يُدْرَكُ بِحَاسَّةٍ وَلَا يُقَاسُ بِشَيْءٍ.

فَقَالَ الرَّجُلُ: فَإِذًا إِنَّهُ لَا شَيْءَ إِذَا لَمْ يُدْرَكْ بِحَاسَّةٍ مِنَ الْحَوَاسِّ؟

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ علیہ السلام: وَيْلَكَ لَمَّا عَجَزَتْ حَوَاسُّكَ عَنْ إِدْرَاكِهِ أَنْكَرْتَ رُبُوبِيَّتَهُ وَنَحْنُ إِذَا عَجَزَتْ حَوَاسُّنَا عَنْ إِدْرَاكِهِ أَيْقَنَّا أَنَّهُ رَبُّنَا بِخِلَافِ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ.

قَالَ الرَّجُلُ: فَأَخْبِرْنِي مَتَى كَانَ؟

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ علیہ السلام: أَخْبِرْنِي مَتَى لَمْ يَكُنْ فَأُخْبِرَكَ مَتَى كَانَ.

قَالَ الرَّجُلُ: فَمَا الدَّلِيلُ عَلَيْهِ؟

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ علیہ السلام: إِنِّي لَمَّا نَظَرْتُ إِلَى جَسَدِي وَلَمْ يُمْكِنِّي فِيهِ زِيَادَةٌ وَلَا نُقْصَانٌ فِي الْعَرْضِ وَالطُّولِ وَدَفْعِ الْمَكَارِهِ عَنْهُ وَجَرِّ الْمَنْفَعَةِ إِلَيْهِ عَلِمْتُ أَنَّ لِهَذَا الْبُنْيَانِ بَانِياً فَأَقْرَرْتُ بِهِ مَعَ مَا أَرَى مِنْ دَوَرَانِ الْفَلَكِ بِقُدْرَتِهِ وَ إِنْشَاءِ السَّحَابِ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَمَجْرَى الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالنُّجُومِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْآيَاتِ الْعَجِيبَاتِ الْمُبَيِّنَاتِ عَلِمْتُ أَنَّ لِهَذَا مُقَدِّراً وَمُنْشِئاً.

حضرت امام رضا علیہ السلام کے خادم محمد بن عبداللہ خراسانی کہتے ہیں: ایک زندیق

شخص حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں آیا، اس وقت کچھ اور لوگ بھی وہاں پر موجود تھے۔ امامؑ نے فرمایا: اگر تمہاری بات حق ہو، حالانکہ ایسا نہیں ہے کیا ہم اور تم برابر نہیں ہیں؟ وہ ہمیں نقصان نہیں پہنچائے گی جو ہم نے نماز پڑھی، روزہ رکھا، زکوٰۃ دی اور ایمان لایا۔

وہ شخص خاموش رہا۔ پھر امام رضاؑ نے فرمایا: اگر ہماری بات حق ہو، حالانکہ حق ہے تو کیا تم ہلاک و برباد نہیں ہوئے اور نجات پا گئے؟

اس شخص نے کہا: اللہ آپ پر رحمت کرے، مجھے یہ سمجھائیں کہ خدا کیسا اور کس جگہ پر ہے؟

امامؑ نے فرمایا: بربادی ہو تمہارے لیے، جس راستے پر تم گئے ہو یہ غلط ہے۔ اس نے مکان کو مکان قرار دیا ہے۔ بغیر اس کے کہ اس کے لیے کوئی مکان ہو، اس نے کیفیت کو کیفیت قرار دیا ہے بغیر اس کے کہ اس کی کوئی کیفیت ہو۔ (جس زمانے میں خدا تھا کوئی بھی دوسری چیز نہ تھی۔ کلمہ "اس زمانے" سے تعبیر کرنا بھی اس وجہ سے ہے کیونکہ ایسا کوئی اور کلمہ ہی نہیں ہے۔ نہ کوئی جسم تھا، نہ روح، نہ مکان، نہ کیت، نہ کیفیت، نہ زمین، نہ آسمان۔ پس وہ خود ہی تھا اور خود ہی تھا۔ پھر تمام چیزوں کو مرحلہ وار خلق کیا۔ وہ کوئی جسم یا ماہیت نہیں ہے کہ کسی مکان میں محدود ہو، وہ مرکب نہیں ہے کہ اس کی کوئی کیفیت ہو) پس خدا کیفیت اور مکان میں محدود نہیں ہے کہ اسے پہچانا جاتا، کسی بھی حسِ قوت سے اسے ادراک نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس کا کسی چیز پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔

اس شخص نے کہا: جب حواس میں سے کسی بھی حسی قوت سے اس کا ادراک نہیں ہوسکتا ہے تو پھر کوئی شے نہیں ہے؟

امامؑ نے فرمایا: تم پر افسوس، چونکہ تیرے حواس اس کا ادراک کرنے سے

عاجز ہیں، لہٰذا تو اپنے رب کا منکر ہوگیا ہے لیکن چوں کہ ہمارے حواس اس کے ادراک سے عاجز ہوئے ہیں تو ہم نے یقین کرلیا کہ وہ ہمارا پروردگار ہے کہ جو تمام اشیاء کے خلاف ہے۔ ہم نے سمجھا ہے کہ صرف جسم و مادہ ہے جس کا قوتِ حس سے ادراک ہوتا ہے اور جو قوتِ جسہ سے قابلِ ادراک ہو وہ حادث اور محتاج ہے۔ اشیاء کا خالق اور صانع کا مصنوع اور حادث ہونا محال ہے، لیکن چونکہ تم اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکے ہو، لہٰذا ہمارے مدمقابل کی طرف چلے گئے ہو۔

اس شخص نے کہا: آپؑ مجھے یہ بتائیں کہ خدا کس زمانے اور وقت سے ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم مجھے یہ بتاؤ کہ وہ کون سا وقت اور زمانہ تھا کہ خدا نہیں تھا تاکہ میں تجھے یہ بتاؤں کہ کس وقت سے ہے؟

اس شخص نے کہا: اس کے وجود پر کیا دلیل ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جب میں اپنے بدن کو دیکھتا ہوں کہ میں اس کے طول و عرض میں کمی بیشی نہیں کرسکتا، مشکلات کو دُور نہیں کرسکتا اور اسے نفع پہنچانے پر قدرت نہیں رکھتا تو مجھے اس سے یقین ہوجاتا ہے کہ اس گوشت پوست کی عمارت کو بنانے والا کوئی ضرور ہے، لہٰذا میں اس کے وجود کا اعتراف کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں میں یہ دیکھتا ہوں کہ گردشِ فلک اسی کی قدرت سے ہے۔ بادلوں کا بننا، ہوا کا چلنا، سورج کا گھومنا، چاند اور ستاروں کا حرکت کرنا اور اس کی دوسری حیران کن نشانیاں دیکھتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ اس پورے نظام کی تدبیر کرنے اور اسے خلق کرنے والا کوئی ضرور ہے۔ (الکافی، جلد۱، ص ۷۹)

توحید کے بارے میں سوال

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ الْمُهْتَدِي قَالَ: سَأَلْتُ الرِّضَا علیہ السلام عَنِ التَّوْحِيدِ؟

فَقَالَ: كُلُّ مَنْ قَرَأَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَآمَنَ بِهَا، فَقَدْ عَرَفَ التَّوْحِيدَ.

قُلْتُ: كَيْفَ يَقْرَؤُهَا؟

قَالَ: كَمَا يَقْرَأُهَا النَّاسُ وَزَادَ فِيهِ، كَذٰلِكَ اللّٰهُ رَبِّي كَذٰلِكَ اللّٰهُ رَبِّي ثَلَاثًا.

عبدالعزیز بن مهتدی سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے جناب امام علی رضا علیہ السلام سے توحید کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: جو کوئی بھی سورۂ توحید کو پڑھے اور اس پر اعتقاد رکھتا ہو تو اُس نے توحید کو پہچان لیا۔

میں نے عرض کیا: اس سورہ کو کس طرح پڑھا جائے؟

آپؑ نے فرمایا: اسی طرح سے جس طرح لوگ پڑھتے ہیں اور اس کے آخر میں اضافہ کرے اور تین دفعہ کہے: كَذٰلِكَ اللّٰهُ رَبِّي (میرا پروردگار ایسا ہی ہے)۔

(عیون اخبار الرضاؑ، ج۱، ص۱۳۳)

خدا کو دیکھنے کے بارے میں سوال

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْخَزَّازِ وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَا، دَخَلْنَا عَلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام فَحَكَيْنَا لَهُ:

مَا رُوِيَ أَنَّ مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ وآلہ رَأَى رَبَّهُ فِي هَيْئَةِ الشَّابِّ الْمُوفِقِ فِي سِنِّ أَبْنَاءِ ثَلَاثِينَ سَنَةً رِجْلَاهُ فِي خُضْرَةٍ وَقُلْنَا: إِنَّ هِشَامَ بْنَ سَالِمٍ وَصَاحِبَ الطَّاقِ وَالْمِيثَمِيَّ يَقُولُونَ: إِنَّهُ أَجْوَفُ إِلَى السُّرَّةِ وَالْبَاقِي صَمَدٌ.

فَخَرَّ سَاجِداً، ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَكَ مَا عَرَفُوكَ وَلَا وَحَّدُوكَ

فَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَصَفُوكَ سُبْحَانَكَ لَوْ عَرَفُوكَ لَوَصَفُوكَ بِمَا وَصَفْتَ بِهِ نَفْسَكَ سُبْحَانَكَ كَيْفَ طَاوَعَتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ شَبَّهُوكَ بِغَيْرِكَ إِلٰهِي لَا أَصِفُكَ إِلَّا بِمَا وَصَفْتَ بِهِ نَفْسَكَ وَلَا أُشَبِّهُكَ بِخَلْقِكَ أَنْتَ أَهْلٌ لِكُلِّ خَيْرٍ فَلَا تَجْعَلْنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا.

فَقَالَ: مَا تَوَهَّمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَوَهَّمُوا اللّٰهَ غَيْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: نَحْنُ آلَ مُحَمَّدٍ النَّمَطُ الْوُسْطَى الَّذِي لَا يُدْرِكُنَا الْغَالِي وَلَا يَسْبِقُنَا التَّالِي يَامُحَمَّدُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ نَظَرَ إِلَى عَظَمَةِ رَبِّهِ كَانَ فِي هَيْئَةِ الشَّابِّ الْمُوفِقِ وَسِنِّ أَبْنَاءِ ثَلَاثِينَ سَنَةً يَامُحَمَّدُ عَظُمَ رَبِّي وَجَلَّ أَنْ يَكُونَ فِي صِفَةِ الْمَخْلُوقِينَ.

قَالَ: قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ مَنْ كَانَتْ رِجْلَاهُ فِي خُضْرَةٍ؟

قَالَ: ذَاكَ مُحَمَّدٌ ص كَانَ إِذَا نَظَرَ إِلَى رَبِّهِ بِقَلْبِهِ جَعَلَهُ فِي نُورٍ مِثْلِ نُورِ الْحُجُبِ حَتَّى يَسْتَبِينَ لَهُ مَا فِي الْحُجُبِ.

إِنَّ نُورَ اللّٰهِ مِنْهُ اخْضَرَّ مَا اخْضَرَّ وَمِنْهُ احْمَرَّ وَمِنْهُ ابْيَضَّ مَا ابْيَضَّ وَمِنْهُ غَيْرُ ذٰلِكَ يَامُحَمَّدُ مَا شَهِدَ بِهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ فَنَحْنُ الْقَائِلُونَ بِهِ.

ابراہیم بن محمد خزاز اور محمد بن حسن کہتے ہیں: ہم امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے سامنے ایک روایت بیان کی کہ محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کو عالم شباب میں تیس سال کی عمر میں دیکھا کہ ان کے پاؤں سبزے میں تھے۔

ہم نے کہا: ہشام بن سالم، صاحب الطاق اور میثمی کہتے ہیں: وہ ناف تک

اندر سے خالی ہے اور باقی صمد ہے۔

پس اسی وقت امام علیہ السلام سجدے میں گئے اور پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ پاک و منزہ ہے، (اے پروردگار) ان لوگوں نے تجھے نہیں پہچانا اور تجھے یکتا و واحد نہیں سمجھا، اسی وجہ سے تیری ایسی تعریف کی ہے جس سے تیری ذات منزہ ہے۔ اگر یہ تجھے پہچانتے تو یقیناً تیری اس طرح سے توصیف کرتے جس طرح سے تو نے خود اپنی توصیف و تعریف کی ہے۔ تو پاک و منزہ ہے۔ ان کے نفسوں نے کس طرح سے قبول کیا ہے کہ وہ تجھے تیرے غیر کے ساتھ تشبیہ دیں: "اے میرے معبود! میں تیری توصیف اسی طرح سے کروں گا جس طرح سے تو نے خود اپنی تعریف کی ہے اور تجھے تیری مخلوق سے تشبیہ نہیں دوں گا۔ تو ہر خیر کا سرچشمہ ہے، پس مجھے گروہ ظالمین سے قرار نہ دے"۔

پھر وہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "جو چیز بھی تمہارے خیال سے گزرتی ہے آپ لوگ اس کو خدا کا غیر سمجھیں۔ ہم خاندانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا درمیانہ راستہ ہیں"۔

پھر فرمایا: کوئی غالی یعنی حد سے تجاوز کرنے والا ہم تک نہیں پہنچ سکتا اور پیچھے رہنے والا ہم سے آگے نہیں بڑھ سکتا، اے محمد بن حسین! بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت عظمت پروردگار پر نظر ڈالی، اس وقت عالمِ شباب میں تیس سال کے تھے (نہ کہ اس کا خدا) اے محمد! میرا پروردگار اس سے کہیں صاحبِ عظمت و جلالت ہے کہ مخلوق کی صفات کا حامل ہو۔

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان جاؤں، وہ کون ہے کہ جس کے دو پاؤں سبزے میں تھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے (نہ کہ ان کا خدا) جس وقت انھوں نے اپنے دل کے ذریعے اپنے پروردگار کی طرف دیکھا تو اس نے انھیں نورِ حجاب میں سے

ایک نور میں قرار دیا تا کہ جو کچھ حجابوں اور پردوں میں تھا وہ ان کے لیے آشکارا کرے۔ بے شک وہ نور خدا تھا، جو کچھ سبز تھا وہ سبز ہوگیا، جو کچھ سرخ تھا وہ سرخ ہوگیا، جو کچھ سفید تھا وہ سفید ہوگیا اور اس کے علاوہ (جو کچھ تھا) وہی گیا، اے محمد! جس چیز کی کتاب اور سنت نے گواہی دی ہے ہم اسی کے قائل ہیں۔ (بحارالانوار، ج ۴، ص ۸۴)

صفاتِ خدا کیا ہیں؟

عَنْ يُونُسَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام : يُرْوِينَا أَنَّ اللهَ عِلْمٌ لَاجَهْلَ فِيهِ حَيَاةٌ لَا مَوْتَ فِيهِ ، نُورٌ لَا ظُلْمَةَ فِيهِ؟

قَالَ : كَذَٰلِكَ هُوَ.

یونس کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہمارے سامنے روایت نقل ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا علم ہے جس میں کوئی جہل نہیں ہے، ایسا زندہ ہے کہ جس کے لیے موت نہیں ہے اور وہ ایسا نور ہے کہ جس میں کوئی ظلمت نہیں ہے۔ (کیا یہ باتیں درست ہیں؟)

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: وہ اسی طرح سے ہے (جیسا کہ تمہارے سامنے بیان ہوا ہے)۔ (بحارالانوار، ج ۳، ص ۸۵)

افعالِ خدا کے بارے میں

عَنْ يُونُسَ قَالَ: قَالَ الرِّضَا عليه السلام : يَا يُونُسُ لَا تَقُلْ بِقَوْلِ الْقَدَرِيَّةِ، فَإِنَّ الْقَدَرِيَّةَ لَمْ يَقُولُوا بِقَوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَلَا بِقَوْلِ أَهْلِ النَّارِ وَلَا بِقَوْلِ إِبْلِيسَ، فَإِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ

قَالُوا: ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی هَدٰانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا أَنْ هَدٰانَا اللّٰهُ﴾ وَلَمْ يَقُولُوا بِقَوْلِ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّ أَهْلَ النَّارِ قَالُوا: ﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا﴾ وَقَالَ إِبْلِيسُ: ﴿رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِی﴾.

فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِی وَاللّٰهِ مَا أَقُولُ بِقَوْلِهِمْ وَلٰكِنِّی أَقُولُ لَا يَكُونُ إِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَقَضٰی وَقَدَّرَ.

فَقَالَ: لَيْسَ هٰكَذَا يَايُونُسُ وَلٰكِنْ لَا يَكُونُ إِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَأَرَادَ وَقَدَّرَ وَقَضٰی تَدْرِی مَا الْمَشِيَّةُ يَايُونُسُ؟

قُلْتُ: لَا.

قَالَ: هُوَ الذِّكْرُ الْأَوَّلُ وَتَدْرِیْ مَا الْإِرَادَةُ؟

قُلْتُ: لَا.

قَالَ: الْعَزِيْمَةُ عَلٰی مَاشَاءَ وَتَدْرِیْ مَا التَّقْدِيرُ؟

قُلْتُ: لَا.

قَالَ: هُوَ وَضْعُ الْحُدُودِ مِنَ الْآجَالِ وَالْأَرْزَاقِ وَالْبَقَاءِ وَالْفَنَاءِ وَتَدْرِیْ مَا الْقَضَاءُ؟

قُلْتُ: لَا.

قَالَ: هُوَ إِقَامَةُ الْعَيْنِ وَلَا يَكُونُ إِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ فِی ذِكْرِ الْأَوَّلِ.

یونس کہتے ہیں: حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: اے یونس! (مذہب) قدریہ کے نظریے کے قائل نہ ہو جاؤ، وہ نہ تو بہشتیوں کے قول کے قائل ہیں، نہ جہنمیوں کے قول کے قائل ہیں اور نہ قولِ ابلیس کے قائل ہیں، کیونکہ بہشتی کہتے ہیں: ''سب

تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں کہ جس نے ہمیں یہاں تک آنے کا راستہ بتا دیا ورنہ اس کی ہدایت نہ ہوتی تو ہم یہاں تک آنے کا راستہ بھی نہ پا سکتے تھے" (سورۂ اعراف، آیہ ۴۳) وہ جہنمیوں کے قول کے بھی قائل نہیں ہیں کیوں کہ اہلِ جہنم کہتے ہیں: "وہ لوگ کہیں گے: پروردگار! ہم پر بدبختی غالب آ گئی تھی" (سورۂ مومنون، آیہ ۱۰۶) اور ابلیس نے کہا: "پروردگار جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے"۔ (سورۂ حجر، آیہ ۳۹)

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! خدا کی قسم! میں ان کے قول اور نظریہ کا قائل نہیں ہوں، بلکہ اس بات کا قائل ہوں کہ وہی کچھ ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے اور جس سے خدا کی قضا و قدر کا تعلق ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اے یونس! ایسا نہیں ہے بلکہ درست یہ ہے کہ کہو: کوئی بھی چیز رونما نہیں ہوتی مگر وہ کہ جو خدا کی مشیت ہو، وہ جس کا ارادہ کرے، جسے مقدر کرے اور جس سے اس کی قضا وابستہ ہو۔

اے یونس! جانتے ہو کہ مشیت کیا ہے؟

راوی کہتا ہے: میں نے کہا: نہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ ذکرِ اوّل ہے۔

کیا جانتے ہو کہ ارادہ کیا ہے؟

میں نے کہا: نہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کو بجا لانے کا عزم کرنا جو اس نے چاہا ہے۔

کیا جانتے ہو کہ تقدیر کیا ہے؟

راوی کہتا ہے: میں نے کہا: نہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ حدود کو مقرر کرنا ہے یعنی اوقات و اموات، رزق، بقا، فنا۔ کیا جانتے ہو کہ قضا کیا ہے؟

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: نہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: عین شے کا موجود ہونا واقع نہیں ہوتا مگر وہ کہ جس کو ذکرِ اوّل میں خدا نے چاہا ہے۔ (بحار الانوار، ج ۵، ص ۱۲۲)

شاء اللّٰہ، اَرَادَ، قدر اور قضا کا معنی کیا ہے؟

عَنْ یُونُسَ عَنْ أَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام قَالَ: قُلْتُ : لَا یَکُونُ إِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَ أَرَادَ وَقَدَّرَ وَقَضَی.

قُلْتُ: فَمَا مَعْنَی شَاءَ؟

قَالَ: ابْتِدَاءُ الْفِعْلِ.

قُلْتُ: فَمَا مَعْنَی أَرَادَ؟

قَالَ: الثُّبُوتُ عَلَيْهِ.

قُلْتُ: فَمَا مَعْنَی قَدَّرَ؟

قَالَ: تَقْدِيرُ الشَّيْءِ مِنْ طُولِهِ وَعَرْضِهِ.

قُلْتُ: فَمَا مَعْنَی قَضَی؟

قَالَ: إِذَا قَضَی أَمْضَاهُ فَذَٰلِكَ الَّذِی لَا مَرَدَّ لَهُ.

یونس کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: (ہم معتقد ہیں کہ کوئی بھی چیز) رُونما نہیں ہوتی مگر وہ کہ جس سے متعلق خدا کی مشیت ہو، جس کا خدا ارادہ کرے، جو خدا مقدر کرے اور خدا کی قضا جس سے متعلق ہو۔

میں نے عرض کیا: ارشاد فرمائیں کہ مشیت کے معنی کیا ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کام کی ابتدا کرنا۔

میں نے عرض کیا: اراد کے معنی کیا ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس پر ثابت رہنا۔

میں نے عرض کیا: قدر (مقدر کرتا ہے) کے کیا معنی ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ایک چیز کا طول و عرض میں اندازہ لگانا۔

میں نے عرض کیا: قضی (اس کی قضا اس سے متعلق ہوتی ہے) کے کیا معنی ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جس وقت اس کی قضا متعلق جاتی ہے تو وہ اسے انجام دیتا ہے اور یہ اس وقت ہے جس میں بازگشت نہ ہو۔ (بحار الانوار، ج ۵، ص ۲۱۶)

کیا خداوند متعال نے اشیا کو اپنی قدرت سے خلق کیا ہے؟

مُحَمَّدِ بْنِ عَرَفَةَ قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَا علیہ السلام: خَلَقَ اللّٰهُ الْاَشْيَاءَ بِالْقُدْرَةِ اَمْ بِغَيْرِ الْقُدْرَةِ؟

فَقَالَ علیہ السلام: لَا يَجُوزُ اَنْ يَكُونَ خَلَقَ الْاَشْيَاءَ بِالْقُدْرَةِ لِاَنَّكَ اِذَا قُلْتَ خَلَقَ الْاَشْيَاءَ بِالْقُدْرَةِ فَكَاَنَّكَ قَدْ جَعَلْتَ الْقُدْرَةَ شَيْئًا غَيْرَهُ وَجَعَلْتَهَا آلَةً لَهُ بِهَا خَلَقَ الْاَشْيَاءَ وَهٰذَا شِرْكٌ وَ اِذَا قُلْتَ خَلَقَ الْاَشْيَاءَ بِغَيْرِ قُدْرَةٍ فَاِنَّمَا تَصِفُهُ اَنَّهُ جَعَلَهَا بِاقْتِدَارٍ عَلَيْهَا وَقُدْرَةٍ وَلٰكِنْ لَيْسَ هُوَ بِضَعِيفٍ وَلَا عَاجِزٍ وَلَا مُحْتَاجٍ اِلٰى غَيْرِهِ بَلْ هُوَ سُبْحَانَهُ قَادِرٌ لِذَاتِهِ لَا بِالْقُدْرَةِ.

محمد بن عرفہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا اللہ نے اشیا کو اپنی قدرت سے خلق کیا ہے یا غیر قدرت سے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: سزاوار نہیں ہے کہ خلق اشیا قدرت سے ہو کیوں کہ جب یہ کہو گے کہ اشیا قدرت سے خلق ہوئی ہیں تو گویا تم نے قدرت کو ایسی شے قرار دیا ہے جو اس کا غیر ہو، قدرت کو خدا کے لیے آلہ قرار دیا ہے کہ اس آلے کے ذریعے اشیا کو خلق کیا گیا ہے۔ یہ خداوند متعال کے ساتھ شرک ہے اور جب یہ کہو گے کہ اشیا

غیر قدرت سے خلق ہوئی ہیں تو تم نے خداوند متعال کو اس سے متصف کیا کہ اس نے اشیا کو ان پر قدرت رکھنے کے سبب پیدا کیا ہے لیکن خداوند متعال نہ ضعیف ہے، نہ عاجز، بلکہ وہ اپنے علاوہ کسی کا محتاج نہیں ہے اور وہ اپنی ذات کی وجہ سے قادر ہے نہ کہ قدرت کی وجہ سے۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج ۱، ص ۱۱۸)

صفاتِ خدا کے بارے میں

عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ الرِّضَاؑ يَقُولُ: لَمْ يَزَلِ اللّٰهُ (عَزَّوَجَلَّ) عَلِيماً، قَادِراً حَيًّا قَدِيماً، سَمِيعاً، بَصِيراً.

فَقُلْتُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ إِنَّ قَوْماً يَقُولُونَ: لَمْ يَزَلْ عَالِماً بِعِلْمٍ وَقَادِراً بِقُدْرَةٍ وَحَيًّا بِحَيَاةٍ وَقَدِيماً بِقِدَمٍ وَسَمِيعاً بِسَمْعٍ وَبَصِيراً بِبَصَرٍ!

فَقَالَ ؑ: مَنْ قَالَ ذٰلِكَ وَدَانَ بِهِ فَقَدِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰهِ آلِهَةً أُخْرَىٰ وَلَيْسَ مِنْ وَلَايَتِنَا عَلَىٰ شَيْءٍ، ثُمَّ قَالَ ؑ: لَمْ يَزَلِ اللّٰهُ (عَزَّوَجَلَّ) عَلِيماً، قَادِراً، حَيًّا، قَدِيماً، سَمِيعاً، بَصِيراً لِذَاتِهِ، تَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُ الْمُشْرِكُونَ وَالْمُشَبِّهُونَ عُلُوًّا كَبِيراً.

حسین بن خالد کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ انھوں نے فرمایا: خداوند عالم ہمیشہ سے عالم، قادر، حی، قدیم، سمیع اور بصیر ہے۔

میں نے آں حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ خدا! ایک گروہ یوں کہتا ہے: اللہ تعالیٰ ہمیشہ علم کے سبب عالم، قدرت کے ذریعے قادر، حیات کے ذریعے زندہ، قدم کے ذریعے قدیم، سننے کے ذریعے سمیع، اور دیکھنے کے ذریعے بصیر

ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی ایسی بات کرتا ہے اور جس کا یہ مقصد ہو وہ درحقیقت خدا کے ہمراہ دوسرے خداؤں کا قائل ہوتا ہے۔ ایسا شخص ہمارے دوستوں میں سے نہیں ہے۔ پھر فرمایا: خداوند متعال ہمیشہ سے بذات خود عالم، قادر، حی، قدیم، سمیع اور بصیر ہے۔ خداوند متعال اس سے کہیں بلند و بالا ہے کہ جو مشرکین اور مشبہیں (تشبیہ کے قائل) کہتے ہیں۔ (الاحتجاج، ج ۲، ص ۴۱۰)

ارادۂ خالق اور ارادۂ مخلوق کے درمیان کیا ہے؟

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ علیہ السلام : أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِرَادَةِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَمِنَ الْخَلْقِ؟
فَقَالَ علیہ السلام : الْإِرَادَةُ مِنَ الْمَخْلُوقِ الضَّمِيرُ وَمَا يَبْدُوْلَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنَ الْفِعْلِ وَأَمَّا مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَإِرَادَتُهُ إِحْدَاثُهُ لَا غَيْرُ ذٰلِكَ، لِأَنَّهُ لَا يُرَوِّي وَلَا يَهُمُّ وَلَا يَتَفَكَّرُ وَهٰذِهِ الصِّفَاتُ مَنْفِيَّةٌ عَنْهُ وَهِيَ مِنْ صِفَاتِ الْخَلْقِ، فَإِرَادَةُ اللّٰهِ تَعَالَى هِيَ الْفِعْلُ لَا غَيْرُ ذٰلِكَ، يَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ بِلَا لَفْظٍ وَلَا نُطْقٍ بِلِسَانٍ وَلَا هِمَّةٍ وَلَا تَفَكُّرٍ وَلَا كَيْفٍ كَذٰلِكَ كَمَا أَنَّهُ بِلَا كَيْفٍ.

صفوان بن یحییٰ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ارادۂ خالق اور ارادۂ مخلوق کے درمیان کیا فرق ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ارادۂ مخلوق یہ ہے کہ کسی فعل کو عزم و قصد کے بعد ظاہر کرے اور وہ فعل ہے جو بعد میں ظاہر ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کا ارادہ ایجاد و احداث ہے نہ کہ اس کے سوا کچھ اور، چونکہ اللہ تعالیٰ کسی فعل کو نہیں دیکھتا۔ وہ عزم نہیں کرتا اور نہ

غور وفکر اور سوچ بچار کرتا ہے۔ یہ صفات اس کی ذات سے منفی ہوتی ہیں، یہ مخلوق کی صفات ہیں، پس اللہ تعالیٰ کا ارادہ عین فعل ہے نہ اس کا غیر۔ چونکہ جب وہ کہتا ہے: ہوجا، تو وہ ہوجاتا ہے۔ اسے لفظ، نطقِ زبان، عزم اور تفکر کی ضرورت نہیں ہے، نہ ہی کیفیت کی ضرورت ہے جیسا کہ حق تعالیٰ بغیر کیفیت کے ہے۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج۱، ص۱۱۹)

ooo*ooo

فصل سوئم

نبوتِ عامہ

maablib.org

کیا انبیائے الٰہی معصوم ہیں؟

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْجَهْمِ أَنَّهُ قَالَ: حَضَرْتُ مَجْلِسَ الْمَأْمُونِ وَعِنْدَهُ الرِّضَا علیہ السلام فَقَالَ لَهُ الْمَأْمُونُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ أَلَيْسَ مِنْ قَوْلِكَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ مَعْصُومُونَ؟

قَالَ: بَلَى.

قَالَ: فَمَا مَعْنَى قَوْلِ اللّٰهِ (عَزَّوَجَلَّ): ﴿وَعَصٰى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوٰى﴾؟

فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ لِآدَمَ علیہ السلام: ﴿اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَداً حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ وَلَمْ يَقُلْ لَهُمَا لَا تَأْكُلَا مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ وَلَا مِمَّا كَانَ مِنْ جِنْسِهَا فَلَمْ يَقْرَبَا تِلْكَ الشَّجَرَةَ وَ إِنَّمَا أَكَلَا مِنْ غَيْرِهَا إِذْ وَسْوَسَ الشَّيْطَانُ إِلَيْهِمَا وَقَالَ: ﴿مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ﴾ وَ إِنَّمَا نَهَاكُمَا أَنْ تَقْرَبَا غَيْرَهَا وَلَمْ يَنْهَكُمَا عَنِ الْأَكْلِ مِنْهَا. إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِيْنَ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِيْنَ – وَلَمْ يَكُنْ آدَمُ وَحَوَّاءُ شَاهَدَا قَبْلَ ذٰلِكَ مَنْ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ كَاذِباً – فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ فَأَكَلَا مِنْهَا ثِقَةً بِيَمِيْنِهِ بِاللّٰهِ، وَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ آدَمَ قَبْلَ النُّبُوَّةِ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ بِذَنْبٍ

كَبِيرٍ اسْتَحَقَّ دُخُولَ النَّارِ وَ إِنَّمَا كَانَ مِنَ الصَّغَائِرِ الْمَوْهُوبَةِ الَّتِي تَجُوزُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ قَبْلَ نُزُولِ الْوَحْيِ عَلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَبَاهُ اللَّهُ تَعَالَى وَجَعَلَهُ نَبِيًّا كَانَ مَعْصُوماً لَا يُذْنِبُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً.

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ﴾ وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحاً وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾.

ثُمَّ قَالَ الْمَأْمُونُ: فَمَا مَعْنَى قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحاً جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا؟

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : إِنَّ حَوَّاءَ وَلَدَتْ خَمْسَمِائَةِ بَطْنٍ فِي كُلِّ بَطْنٍ ذَكَرٌ وَأُنْثَى وَ إِنَّ آدَمَ وَحَوَّاءَ عَاهَدَا اللَّهَ وَدَعَوَاهُ قَالَا: ﴿لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحاً لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ﴾ فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحاً مِنَ النَّسْلِ خَلْقاً سَوِيًّا بَرِيئًا مِنَ الزَّمَانَةِ وَالْعَاهَةِ كَانَ مَا آتَاهُمَا صِنْفَيْنِ صِنْفًا ذُكْرَاناً وَصِنْفاً إِنَاثاً ، فَجَعَلَ الصِّنْفَانِ لِلَّهِ تَعَالَى شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا وَلَمْ يَشْكُرَاهُ شُكْرَ أَبَوَيْهِمَا لَهُ عَزَّوَجَلَّ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ حَقًّا فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فِي إِبْرَاهِيمَ: ﴿فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَباً قَالَ هَٰذَا رَبِّي﴾.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَقَعَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ،

صِنْفٍ يَعْبُدُ الزُّهَرَةَ وَصِنْفٍ يَعْبُدُ الْقَمَرَ وَصِنْفٍ يَعْبُدُ الشَّمْسَ ذٰلِكَ حِيْنَ خَرَجَ مِنَ السَّرَبِ الَّذِي أُخْفِيَ فِيْهِ - فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰى الزُّهَرَةَ قَالَ هٰذَا: رَبِّي عَلَى الْإِنْكَارِ وَالْإِسْتِخْبَارِ ﴿فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ﴾ لِأَنَّ الْأُفُوْلَ مِنْ صِفَاتِ الْمُحْدَثِ وَلَيْسَ مِنْ صِفَاتِ الْقَدِيْمِ - فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغاً قَالَ: هٰذَا رَبِّي عَلَى الْإِنْكَارِ وَالْإِسْتِخْبَارِ - فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ: لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّيْنَ، يَقُوْلُ لَوْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّيْنَ - فَلَمَّا رَاٰى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ: هٰذَا رَبِّي هٰذَا أَكْبَرُ مِنَ الزُّهَرَةِ وَالْقَمَرِ عَلَى الْإِنْكَارِ وَالْإِسْتِخْبَارِ لَا عَلَى سَبِيْلِ الْإِخْبَارِ وَالْإِقْرَارِ - فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ: لِلْأَصْنَافِ الثَّلَاثَةِ مِنْ عَبَدَةِ الزُّهَرَةِ وَالْقَمَرِ وَالشَّمْسِ - يَاقَوْمِ إِنِّيْ بَرِئٌ مِمَّا تُشْرِكُوْنَ. إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَنِيفاً وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ.

فَإِنَّمَا أَرَادَ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَا قَالَ أَنْ يُبَيِّنَ لَهُمْ بُطْلَانَ دِيْنِهِمْ وَيُثْبِتَ عِنْدَهُمْ أَنَّ الْعِبَادَةَ لَا تَحِقُّ لِمَنْ كَانَ بِصِفَةِ الزُّهَرَةِ وَالْقَمَرِ وَالشَّمْسِ وَ إِنَّمَا تَحِقُّ الْعِبَادَةُ لِخَالِقِهَا خَالِقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ كَانَ مِمَّا احْتَجَّ بِهٖ عَلَى قَوْمِهٖ مِمَّا أَلْهَمَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَآتَاهُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ﴾.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ : لِلّٰهِ دَرُّكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ ، فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ إِبْرَاهِيمَ: ﴿رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۖ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كَانَ أَوْحٰى إِلٰى إِبْرَاهِيمَ عليه السلام :

أَنِّي مُتَّخِذٌ مِنْ عِبَادِي خَلِيلًا إِنْ سَأَلَنِي إِحْيَاءَ الْمَوْتٰى أَحْيَيْتُ لَهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ ذٰلِكَ الْخَلِيلُ، فَقَالَ: رَبِّي أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى.

قَالَ: أَوَلَمْ تُؤْمِنْ؟

قَالَ: بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي عَلَى الْخُلَّةِ.

قَالَ: ﴿فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْياً ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾.

فَأَخَذَ إِبْرَاهِيمُ نَسْراً وَبَطّاً وَطَاوُساً وَدِيكاً فَقَطَّعَهُنَّ وَخَلَطَهُنَّ، ثُمَّ جَعَلَ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ الَّتِي حَوْلَهُ وَكَانَتْ عَشَرَةً مِنْهُنَّ جُزْءاً وَجَعَلَ مَنَاقِيرَهُنَّ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ دَعَاهُنَّ بِأَسْمَائِهِنَّ وَوَضَعَ عِنْدَهُ حَبًّا وَمَاءً فَتَطَايَرَتْ تِلْكَ الْأَجْزَاءُ بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ حَتّٰى اسْتَوَتِ الْأَبْدَانُ وَجَاءَ كُلُّ بَدَنٍ، حَتّٰى انْضَمَّ إِلٰى رَقَبَتِهِ وَرَأْسِهِ، فَخَلّٰى إِبْرَاهِيمُ عليه السلام مِنْ مَنَاقِيرِهِنَّ فَطِرْنَ، ثُمَّ وَقَعْنَ فَشَرِبْنَ مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ وَالْتَقَطْنَ مِنْ ذٰلِكَ الْحَبِّ

وَقُلْنَ: يَانَبِيَّ اللهِ أَحْيَيْتَنَا أَحْيَاكَ اللهُ.

فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ : بَلِ اللهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: بَارَكَ اللهُ فِيكَ يَا أَبَا الْحَسَنِ فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللهِ: ﴿فَوَكَزَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ قَالَ هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾.

قَالَ الرِّضَا ؑ : إِنَّ مُوسَى دَخَلَ مَدِينَةً مِنْ مَدَائِنِ فِرْعَوْنَ عَلَى حِينِ غَفْلَةٍ مِنْ أَهْلِهَا وَذَلِكَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَهَذَا مِنْ عَدُوِّهِ، فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ، فَوَكَزَهُ مُوسَى فَقَضَى مُوسَى عَلَى الْعَدُوِّ بِحُكْمِ اللهِ تَعَالَى ذِكْرُهُ فَمَاتَ، فَقَالَ: هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ، يَعْنِي الِاقْتِتَالَ الَّذِي وَقَعَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ، لَا مَا فَعَلَهُ مُوسَى مِنْ قَتْلِهِ إِيَّاهُ إِنَّهُ - يَعْنِي الشَّيْطَانَ - عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ.

قَالَ الْمَأْمُونُ: فَمَا مَعْنَى قَوْلِ مُوسَى : ﴿رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي﴾.

قَالَ: يَقُولُ: إِنِّي وَضَعْتُ نَفْسِي غَيْرَ مَوْضِعِهَا بِدُخُولِي هَذِهِ الْمَدِينَةَ فَاغْفِرْ لِي أَيِ اسْتُرْنِي مِنْ أَعْدَائِكَ لِئَلَّا يَظْفَرُوا بِي فَيَقْتُلُونِي - فَغَفَرَ لَهُ أَيْ سَتَرَهُ مِنْ عَدُوِّهِ - إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

قَالَ: رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ مِنَ الْقُوَّةِ حَتَّى قَتَلْتُ رَجُلاً بِوَكْزَةٍ. فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيراً لِلْمُجْرِمِينَ بَلْ أُجَاهِدُ فِي سَبِيلِكَ بِهَذِهِ الْقُوَّةِ حَتَّى تَرْضَى.

فَأَصْبَحَ مُوسَى فِي الْمَدِينَةِ خَائِفاً يَتَرَقَّبُ، فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ،

قَالَ لَهُ مُوسَى إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُبِينٌ - قَاتَلْتَ رَجُلاً بِالْأَمْسِ وَتُقَاتِلُ هَذَا الْيَوْمَ، لَأُؤَدِّبَنَّكَ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَهُمَا ظَنَّ الَّذِي هُوَ مِنْ شِيعَتِهِ أَنَّهُ يُرِيدُهُ.

قَالَ: يَا مُوسَى أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْساً بِالْأَمْسِ إِنْ تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَّاراً فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ.

قَالَ الْمَأْمُونُ: جَزَاكَ اللَّهُ عَنْ أَنْبِيَائِهِ خَيْراً أَبَا الْحَسَنِ فَمَا مَعْنَى قَوْلِ مُوسَى لِفِرْعَوْنَ: ﴿فَعَلْتُهَا إِذاً وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ﴾؟

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : إِنَّ فِرْعَوْنَ قَالَ لِمُوسَى لَمَّا أَتَاهُ: ﴿وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ﴾.

قَالَ مُوسَى : فَعَلْتُهَا إِذاً وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ عَنِ الطَّرِيقِ بِوُقُوعِي إِلَى مَدِينَةٍ مِنْ مَدَائِنِكَ - فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْماً وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ- وَقَدْ قَالَ اللَّهُ لِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله : ﴿أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيماً فَآوَى﴾ يَقُولُ : أَلَمْ يَجِدْكَ وَحِيداً فَآوَى إِلَيْكَ النَّاسَ-

وَوَجَدَكَ ضَالًّا يَعْنِي عِنْدَ قَوْمِكَ - فَهَدَىٰ أَيْ هَدَاهُمْ إِلَى مَعْرِفَتِكَ.

﴿وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ﴾ يَقُولُ : أَغْنَاكَ بِأَنْ جَعَلَ دُعَاءَكَ مُسْتَجَاباً.

قَالَ الْمَأْمُونُ: بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ، فَمَا مَعْنَى قَوْلِ اللَّهِ وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ: ﴿رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ ۚ قَالَ لَنْ تَرَانِي﴾ كَيْفَ يَكُونُ كَلِيمُ اللَّهِ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ لَا يَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ- تَعَالَى ذِكْرُهُ - لَا يَجُوزُ عَلَيْهِ الرُّؤْيَةُ، حَتَّى يَسْأَلَهُ هَذَا السُّؤَالَ؟

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : إِنَّ كَلِيمَ اللَّهِ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ جَلَّ عَنْ أَنْ يُرَى بِالْأَبْصَارِ، وَلَكِنَّهُ لَمَّا كَلَّمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَقَرَّبَهُ نَجِيًّا رَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ كَلَّمَهُ وَقَرَّبَهُ: فَقَالُوا: لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَسْمَعَ كَلَامَهُ كَمَا سَمِعْتَ وَكَانَ الْقَوْمُ سَبْعَمِائَةِ أَلْفِ رَجُلٍ، فَاخْتَارَ مِنْهُمْ سَبْعِينَ أَلْفاً، ثُمَّ اخْتَارَ مِنْهُمْ سَبْعَةَ آلَافٍ، ثُمَّ اخْتَارَ مِنْهُمْ سَبْعَمِائَةٍ، ثُمَّ اخْتَارَ مِنْهُمْ سَبْعِينَ رَجُلاً لِمِيقَاتِ رَبِّهِ، فَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى طُورِ سَيْنَاءَ، فَأَقَامَهُمْ فِي سَفْحِ الْجَبَلِ وَصَعِدَ مُوسَى إِلَى الطُّورِ وَسَأَلَ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يُكَلِّمَهُ وَيُسْمِعَهُمْ كَلَامَهُ، فَكَلَّمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَسَمِعُوا كَلَامَهُ مِنْ فَوْقٍ وَأَسْفَلَ وَيَمِينٍ وَشِمَالٍ وَرَاءٍ

وَأَمَامٍ، لِأَنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ أَحْدَثَهُ فِي الشَّجَرَةِ ثُمَّ جَعَلَهُ مُنْبَعِثاً مِنْهَا حَتَّى سَمِعُوهُ مِنْ جَمِيعِ الْوُجُوهِ.

فَقَالُوا: لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ بِأَنَّ هَذَا الَّذِي سَمِعْنَاهُ كَلَامُ اللَّهِ حَتَّى نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً، فَلَمَّا قَالُوا هَذَا الْقَوْلَ الْعَظِيمَ وَاسْتَكْبَرُوا وَعَتَوْا بَعَثَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ صَاعِقَةً فَأَخَذَتْهُمْ بِظُلْمِهِمْ فَمَاتُوا.

فَقَالَ مُوسَى: يَا رَبِّ مَا أَقُولُ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ إِذَا رَجَعْتُ إِلَيْهِمْ وَقَالُوا: إِنَّكَ ذَهَبْتَ بِهِمْ فَقَتَلْتَهُمْ، لِأَنَّكَ لَمْ تَكُنْ صَادِقاً فِيمَا ادَّعَيْتَ مِنْ مُنَاجَاةِ اللَّهِ إِيَّاكَ.

فَأَحْيَاهُمُ اللَّهُ وَبَعَثَهُمْ مَعَهُ، فَقَالُوا إِنَّكَ لَوْ سَأَلْتَ اللَّهَ أَنْ يُرِيَكَ تَنْظُرُ إِلَيْهِ لَأَجَابَكَ وَكُنْتَ تُخْبِرُنَا كَيْفَ هُوَ فَنَعْرِفُهُ حَقَّ مَعْرِفَتِهِ.

فَقَالَ مُوسَى يَا قَوْمِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُرَى بِالْأَبْصَارِ وَلَا كَيْفِيَّةَ لَهُ وَإِنَّمَا يُعْرَفُ بِآيَاتِهِ وَيُعْلَمُ بِعَلَامَاتِهِ.

فَقَالُوا: لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَسْأَلَهُ.

فَقَالَ مُوسَى: رَبِّ إِنَّكَ قَدْ سَمِعْتَ مَقَالَةَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِصَلَاحِهِمْ، فَأَوْحَى اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ إِلَيْهِ: يَا مُوسَى! سَلْنِيْ مَا سَأَلُوكَ، فَلَنْ أُؤَاخِذَكَ بِجَهْلِهِمْ.

فَعِنْدَ ذٰلِكَ قَالَ مُوسَى: رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ.

قَالَ: لَنْ تَرَانِي وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ، فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ وَهُوَ يَهْوِي، فَسَوْفَ تَرَانِي.

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ بِآيَةٍ مِنْ آيَاتِهِ ﴿جَعَلَهُ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ أَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ﴾ يَقُولُ: رَجَعْتُ إِلَى مَعْرِفَتِيْ بِكَ عَنْ جَهْلِ قَوْمِي وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُمْ بِأَنَّكَ لَا تُرٰى.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: لِلّٰهِ دَرُّكَ يَا أَبَا الْحَسَنِ، فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ أَنْ رَّاٰى بُرْهَانَ رَبِّهٖ﴾.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : هَمَّتْ بِهٖ وَلَوْ أَنْ رَأٰى بُرْهَانَ رَبِّهٖ لَهَمَّ بِهَا كَمَا هَمَّتْ بِهٖ، لٰكِنَّهُ كَانَ لَا مَعْصُوماً وَالْمَعْصُومُ لَا يَهُمُّ بِذَنْبٍ وَلَا يَأْتِيهِ وَلَقَدْ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ الصَّادِقِ عليه السلام أَنَّهُ قَالَ: هَمَّتْ بِأَنْ تَفْعَلَ وَهَمَّ بِأَنْ لَا يَفْعَلَ.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: لِلّٰهِ دَرُّكَ يَا أَبَا الْحَسَنِ ، فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَ ذَا النُّوْنِ إِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِباً فَظَنَّ أَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ﴾.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : ذٰلِكَ يُونُسُ بْنُ مَتّٰى ذَهَبَ مُغَاضِباً لِقَوْمِهِ، فَظَنَّ بِمَعْنَى اسْتَيْقَنَ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ أَيْ لَنْ نُضَيِّقَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ وَمِنْهُ قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَأَمَّآ إِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ﴾ أَيْ ضَيَّقَ وَقَتَّرَ فَنَادٰى فِي الظُّلُمَاتِ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ وَظُلْمَةِ الْبَحْرِ وَظُلْمَةِ بَطْنِ الْحُوتِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

بِتَرْكِي الْعِبَادَةَ الَّتِي قَدْ قَرَّتْ عَيْنِي بِهَا فِي بَطْنِ الْحُوتِ. فَاسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ○ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: لِلَّهِ دَرُّكَ يَا أَبَا الْحَسَنِ أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿حَتَّى إِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا﴾.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام: يَقُولُ اللَّهُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنَّ قَوْمُهُمْ أَنَّ الرُّسُلَ قَدْ كُذِبُوا جَاءَ الرُّسُلَ نَصْرُنَا.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: لِلَّهِ دَرُّكَ يَا أَبَا الْحَسَنِ، فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللَّهِ: ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾.

قَالَ الرِّضَا: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ عِنْدَ مُشْرِكِي أَهْلِ مَكَّةَ ذَنْباً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وسلم، لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ثَلَاثَمِائَةٍ وَسِتِّينَ صَنَماً، فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالدَّعْوَةِ إِلَى كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ، كَبُرَ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ وَعَظُمَ وَقَالُوا: ﴿أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَهاً وَاحِداً، إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ○ وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَى آلِهَتِكُمْ﴾، إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ، مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ، إِنْ هَذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ، فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ مَكَّةَ، قَالَ لَهُ: يَا مُحَمَّدُ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحاً مُبِيناً ○ لِيَغْفِرَ لَكَ

اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ لِأَنَّ مُشْرِكِي مَكَّةَ أَسْلَمَ بَعْضُهُمْ وَخَرَجَ بَعْضُهُمْ عَنْ مَكَّةَ وَمَنْ بَقِيَ مِنْهُمْ لَا يَقْدِرُ عَلَى إِنْكَارِ التَّوْحِيدِ عَلَيْهِ، إِذَا دَعَى النَّاسَ إِلَيْهِ، فَصَارَ ذَنْبُهُ عِنْدَهُمْ مَغْفُوراً بِظُهُورِهِ عَلَيْهِمْ.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: لِلّٰهِ دَرُّكَ يَا أَبَا الْحَسَنِ فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ﴾.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : هٰذَا مِمَّا نَزَلَ بِإِيَّاكِ أَعْنِي وَاسْمَعِي يَاجَارَةُ خَاطَبَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ نَبِيَّهُ صلى الله عليه وآله وسلم وَأَرَادَ بِهِ أُمَّتَهُ وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ وَقَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَوْ لَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئاً قَلِيلًا﴾.

قَالَ الْمَأْمُونُ: صَدَقْتَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ، فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِيٓ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشٰهُ﴾.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَصَدَ دَارَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ شَرَاحِيلَ الْكَلْبِيِّ فِي أَمْرٍ أَرَادَهُ فَرَأَى امْرَأَتَهُ تَغْتَسِلُ، فَقَالَ لَهَا: سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَكِ وَ إِنَّمَا أَرَادَ بِذٰلِكَ تَنْزِيهَ اللّٰهِ عَنْ قَوْلِ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ بَنَاتُ اللّٰهِ.

فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿أَفَأَصْفَكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا﴾.

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَمَّا رَآهَا تَغْتَسِلُ سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَكِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا يَحْتَاجُ إِلَى هٰذَا التَّطْهِيرِ وَالْاِغْتِسَالِ، فَلَمَّا عَادَ زَيْدٌ إِلَى مَنْزِلِهِ، أَخْبَرَتْهُ امْرَأَتُهُ بِمَجِيءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَوْلِهِ لَهَا سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَكِ، فَلَمْ يَعْلَمْ زَيْدٌ مَا أَرَادَ بِذٰلِكَ وَظَنَّ أَنَّهُ قَالَ ذٰلِكَ، لِمَا أَعْجَبَهُ مِنْ حُسْنِهَا، فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ امْرَأَتِي فِي خُلُقِهَا سُوءٌ وَ إِنِّي أُرِيدُ طَلَاقَهَا!

فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ: أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَقَدْ كَانَ اللّٰهُ عَرَّفَهُ عَدَدَ أَزْوَاجِهِ وَأَنَّ تِلْكَ الْمَرْأَةَ مِنْهُنَّ، فَأَخْفَى ذٰلِكَ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهِ لِزَيْدٍ وَخَشِيَ النَّاسَ أَنْ يَقُولُوا إِنَّ مُحَمَّدًا يَقُولُ لِمَوْلَاهُ، إِنَّ امْرَأَتَكَ سَتَكُونُ لِي زَوْجَةً، فَيَعِيبُوهُ بِذٰلِكَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَ إِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَعْنِي بِالْإِسْلَامِ – وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ يَعْنِي بِالْعِتْقِ – أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ، ثُمَّ إِنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ طَلَّقَهَا وَاعْتَدَّتْ مِنْهُ، فَزَوَّجَهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَأَنْزَلَ بِذٰلِكَ قُرْآنًا.

فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَراً زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْ أَزْوَاجِ أَدْعِيَآئِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَراً وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُولاً﴾ ثُمَّ عَلِمَ عَزَّوَجَلَّ أَنَّ الْمُنَافِقِيْنَ سَيَعِيبُوهُ بِتَزْوِيجِهَا ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهُ﴾.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: لَقَدْ شَفَيْتَ صَدْرِيْ يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ وَأَوْضَحْتَ لِي مَا كَانَ مُلْتَبِساً، فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ أَنْبِيَائِهِ وَعَنِ الْإِسْلَامِ خَيْراً.

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْجَهْمِ: فَقَامَ الْمَأْمُونُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَخَذَ بِيَدِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَكَانَ حَاضِرَ الْمَجْلِسِ وَتَبِعْتُهُمَا، فَقَالَ لَهُ الْمَأْمُونُ: كَيْفَ رَأَيْتَ ابْنَ أَخِيْكَ؟ فَقَالَ : عَالِمٌ وَلَمْ نَرَهُ يَخْتَلِفُ إِلَى أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: إِنَّ ابْنَ أَخِيكَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النُّبُوَّةِ الَّذِينَ قَالَ فِيهِمُ النَّبِيُّ ﷺ : أَلَا إِنَّ أَبْرَارَ عِتْرَتِي وَأَطَايِبَ أَرُومَتِيْ أَحْلَمُ النَّاسِ صِغَاراً وَأَعْلَمُ النَّاسِ كِبَاراً، فَلَا تُعَلِّمُوهُمْ فَإِنَّهُمْ أَعْلَمُ مِنْكُمْ لَا يُخْرِجُونَكُمْ مِنْ بَابِ هُدًى وَلَا يُدْخِلُونَكُمْ فِي بَابِ ضَلَالَةٍ وَانْصَرَفَ الرِّضَاؑ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ غَدَوْتُ إِلَيْهِ وَأَعْلَمْتُهُ مَا كَانَ مِنْ قَوْلِ الْمَأْمُونِ وَجَوَابِ عَمِّهِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ لَهُ فَضَحِكَ الرِّضَا ؑ ثُمَّ قَالَ: يَاابْنَ الْجَهْمِ لَا يَغُرَّنَّكَ مَا سَمِعْتَهُ مِنْهُ، فَإِنَّهُ سَيَغْتَالُنِي

وَاللّٰهُ يَنْتَقِمُ لِي مِنْهُ.

علی بن جہم کہتے ہیں: میں ایک دن مامون کی مجلس میں گیا، اس کے پاس حضرت امام رضا علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے۔ مامون نے آں حضرتؑ سے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! کیا آپؑ کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیا معصوم ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔

مامون نے کہا: اس آیت کا معنی کیا ہے کہ "پس آدمؑ نے اپنے پروردگار کے قول کی نافرمانی کی، پس وہ راہِ راست گم کر بیٹھے گا؟" (سورۂ طٰہٰ، آیہ ۱۲۱)

امام علیہ السلام نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے جناب آدم علیہ السلام سے فرمایا: "اب تم اپنی زوجہ کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ اور جہاں چاہو آرام سے کھاؤ (پیو) صرف اس درخت کے قریب نہ جانا کہ اپنے اُوپر ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے" (سورۂ بقرہ، آیہ ۳۵)۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے فرمایا تھا: "اس درخت اور اس طرح کے دوسرے تمام درختوں سے نہ کھانا، وہ بھی اس درخت کے نزدیک نہیں گئے۔ انھوں نے شیطان کے وسوسہ کی بنا پر دوسرے درخت سے کھایا تھا۔ شیطان نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس درخت سے نہیں روکا ہے" (سورۂ اعراف، آیہ ۲۰)

اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس کے غیر کے قریب جانے سے روکا ہے، تمھیں اس سے کھانے سے نہیں روکا ہے، مگر اس لیے کہ مبادا کہ تم دونوں فرشتے بن جاؤ یا ہمیشہ کے لیے کافی رہنے والے ہو جاؤ۔ اس نے ان دونوں کے سامنے قسم کھائی کہ میں یقیناً تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔ جناب آدمؑ اور حضرت حواؑ نے اس سے قبل نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے خدا کی جھوٹی قسم کھائی ہو۔ پس وہ فریب اور دھوکے کے ذریعے ان دونوں کو بلند مقام سے نیچے لے آیا، ان دونوں نے اس کے قسم کھانے کی وجہ سے اطمینان کے ساتھ اس درخت سے کھایا۔

یہ ماجرا حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت سے پہلے واقع ہوا تھا اور یہ گناہ گناہ کبیرہ نہیں تھا کہ جس کی وجہ سے جناب آدمؑ عذاب جہنم کے مستحق ہوں، بلکہ یہ ترک اولیٰ میں سے تھا کہ خدا اسے معاف کر دیتا ہے، اس طرح کے افعال انبیا کے لیے جائز تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے انھیں پیغمبریؑ کے لیے منتخب کر لیا تو وہ معصوم ہو گئے، اس کے بعد ان سے کوئی بھی صغیرہ یا کبیرہ گناہ واقع نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے:

"پس آدمؑ نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی، تو راحت کے راستے سے بے راہ ہو گئے، پھر خدا نے انھیں چن لیا اور ان کی توبہ قبول کر لی اور انھیں راستے پر لگا دیا" (سورۂ طٰہٰ، آیات ۱۲۱، ۱۲۲) نیز اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: "اللہ نے آدمؑ، نوحؑ، آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمرانؑ کو منتخب کر لیا ہے" (سورہ آل عمران، آیہ ۳۳)

پھر مامون نے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے اس قول کے کیا معنی ہیں کہ ارشاد ہے: "جب اس نے ان دونوں کو صالح فرزند دے دیا تو انھوں نے اللہ کی عطا میں شریک قرار دے دیا" (سورۂ اعراف، آیہ ۱۹۰)

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جناب حواؑ نے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے پانچ سو دفعہ اولاد پیدا کی اور ہر دفعہ ایک لڑکی اور لڑکا پیدا ہوئے۔ حضرت آدمؑ اور حواؑ نے خداوند متعال سے وعدہ کیا، دعا مانگی اور عرض کیا: "اگر ہمیں نیک اور صالح فرزند عطا کیا تو ہم یقیناً شکر گزاروں میں سے ہو جائیں گے"۔ جب اللہ تعالیٰ نے انھیں صحیح و سالم اور کسی مرض و آفت سے محفوظ نسل عطا کی، جو کچھ حق تعالیٰ نے انھیں عطا کیا، دو جنسیں تھیں: ایک جنس لڑکا اور دوسری جنس لڑکی تھی۔ پس ان دونوں جنسوں نے اس میں اللہ کے لیے شریک قرار دیے جو اللہ نے انھیں عطا کیا تھا اور ان دونوں نے اللہ اور اس طرح اپنے والدین کا شکریہ ادا نہ کیا۔ خداوند قدوس کا فرمان ہے: "جب کہ اللہ ان شریکوں سے کہیں زیادہ بلند و برتر ہے"۔ (سورۂ اعراف، آیہ ۱۸۹)

مامون نے کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں، سچ ہے کہ آپ فرزندِ پیغمبرؐ ہیں، اب آپؑ اس آیت کی وضاحت فرمائیں جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے قول کی حکایت کی ہے: ''پس جب ان پر رات کی تاریکی چھا گئی اور انھوں نے ستارے کو دیکھا تو کہا کہ کیا ہمارا رب یہ ہے''۔ (سورۂ انعام، آیہ ۷۶)

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام تین گروہوں کے درمیان گھرے ہوئے تھے۔ ایک گروہ ستارۂ زہرہ کی پرستش کرتا تھا، دوسرا گروہ چاند کی پوجا کرتا تھا اور تیسرا گروہ سورج کے آگے جھکتا تھا۔ یہ اس وقت تھا جب وہ اپنی زیرزمین مخفی جگہ سے باہر نکلے۔ جب رات چھا گئی تو ستارہ زُہرہ کو دیکھا، انکار کے انداز میں پوچھا: ''کیا یہ میرا خدا ہے؟''

جب ستارہ ڈوب گیا تو فرمایا: ''میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں کیونکہ ڈوبنا اور غروب ہونا محدث کی خصوصیات میں ہے، قدیم کی صفات سے نہیں ہے''۔

جب سورج کو طلوع ہوتے ہوئے دیکھا تو پھر انکار کے انداز میں پوچھا: کیا یہ میرا خدا ہے؟! جب وہ بھی غروب ہوگیا تو کہا: ''میرا پروردگار اگر میری ہدایت نہ فرماتے تو میں ضرور بہ ضرور گمراہوں میں سے ہو جاؤں گا''۔

پس جب سورج کو طلوع کرتے دیکھا تو فرمایا: ''یہ میرا خدا ہے، یہ ستارہ زُہرہ اور چاند سے بڑا ہے''۔ حضرتؑ نے یہ بات بطور انکار اور سوال کے انداز میں کی نہ کہ اخبار و اعتراف کے طور پر۔ پس جب وہ بھی غروب ہوگیا تو تینوں گروہوں: ستارہ پرستوں، چاند پرستوں اور سورج پرستوں سے کہا: اے قوم! میں اس سے متنفر ہوں جس کو تم خدا کا شریک بناتے ہو۔

پس جو کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اس سے ان کا ارادہ صرف یہ تھا کہ ان کے عقیدہ کو باطل کریں اور ان پر ثابت کریں کہ ستارہ زُہرہ، چاند اور سورج ایسی

صفات کے حامل نہیں ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے، عبادت کا حق صرف ان کے اور زمین و آسمان کے خالق کے لیے ہے۔ وہ دلیلیں جو انھوں نے اپنی قوم کے سامنے بیان کیں۔ وہ ایسے الہام ہیں جو خداوند متعال نے ان کی طرف کیے اور انھیں عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیمؑ کو ان کی قوم کے مقابلہ میں عطا کی"۔ (سورۂ انعام، آیہ ۸۳)

مامون نے کہا: آپ کی ساری خوبیاں اللہ کے لیے ہیں، اے فرزندِ رسولؐ! آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول: "پروردگار مجھے یہ دکھا دے کہ تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ ارشاد ہوا: کیا تمھارا ایمان نہیں ہے؟ عرض کیا: ایمان تو ہے لیکن اطمینان چاہتا ہوں"۔ (سورۂ بقرہ، یہ ۲۶۰) کی وضاحت فرمادیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے جناب ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی: "میں نے اپنے بندوں میں سے اپنے لیے ایک دوست منتخب کیا ہے کہ اگر وہ مجھ سے خواہش کرے کہ میں مُردوں کو زندہ کروں تو اس کے لیے یہ کام کروں گا، جناب ابراہیمؑ کے دل پر الہام ہوا کہ وہ دوست ہیں، آپؑ نے کہا: پروردگار! مجھے دکھا کہ تو مُردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے"۔

ارشادِ ربانی ہوا: کیا تمھیں یقین نہیں ہے؟

حضرت ابراہیمؑ نے کہا: کیوں نہیں، لیکن اس لیے کہ میرا دل دوست اور خلیل ہونے کا یقین کرلے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "چار پرندے پکڑ لو اور انھیں اپنا مانوس بناؤ پھر ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہر پہاڑ پر ایک حصّہ رکھ دو اور پھر آواز دو۔ سب دوڑتے ہوئے آجائیں گے اور یاد رکھو کہ خدا صاحبِ عزت بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی"۔ (سورۂ بقرہ، آیہ ۲۶۰)

پس حضرت ابراہیمؑ نے ایک گدھ، ایک مور، ایک بطخ اور ایک مرغ پکڑا۔ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کیے، ان کے اجزا کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا۔ پھر ان مخلوط شدہ اجزا کا ایک ایک حصہ اطراف کے دو پہاڑوں پر رکھا اور ان کی چونچ ہاتھ میں پکڑی، انھیں ان کا نام لے کر پکارا اور اپنے پاس کچھ دانے اور پانی رکھا۔ پس وہ اجزا ایک دوسرے کی طرف اُڑنا شروع ہو گئے اور مکمل بدن بن گئے۔ ہر بدن اپنی اپنی گردن اور چونچ کی طرف گیا اور اس کے ساتھ مل گیا۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے ان کی چونچوں کو چھوڑا تو انھوں نے اُڑنا شروع کیا۔ پھر نیچے اُترے۔ انھوں نے پانی پیا، اور دانے چنے اور کہا: اے پیغمبرؑ خدا! آپؑ نے ہمیں زندہ کیا ہے، اللہ آپ کو زندہ رکھے۔

حضرت ابراہیمؑ نے کہا: بلکہ خدا زندہ کرتا اور موت دیتا ہے، وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

مامون نے کہا: اے ابوالحسنؑ! اللہ تعالیٰ آپؑ کو برکت دے، اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وضاحت فرمائیں: موسیٰؑ نے اسے ایک گھونسہ مار کر اس کی زندگی کا فیصلہ کر دیا اور کہا کہ یہ یقیناً شیطان کے عمل سے تھا"۔ (سورۂ قصص، آیہ ۱۵)

امام علیہ السلام نے فرمایا: موسیٰؑ! فرعون کے شہروں میں سے ایک شہر میں اس وقت داخل ہوئے جب اس کے رہنے والے غفلت کا شکار تھے (یعنی چھٹی کے دن لہو ولعب میں مشغول تھے)۔ یہ واقعہ مغرب اور عشاء کے درمیان رُونما ہوا۔ انھوں نے دو مردوں کو دیکھا جو ایک دوسرے سے جھگڑ رہے تھے۔ ایک ان کا شیعہ تھا اور ایک ان کا دشمن، تو جوان کے شیعوں میں تھا، اس نے دشمن کے ظلم کی فریاد کی تو موسیٰؑ نے اسے گھونسا مار کر اس کی زندگی کا فیصلہ کر دیا۔ موسیٰؑ نے یہ کام اللہ کے حکم سے کیا۔ پس موسیٰؑ نے جو کہا کہ "یہ شیطان کا کام ہے" اس سے ان کی مراد وہ مار پٹائی تھی جو ان دونوں کے درمیان ہوئی تھی نہ کہ موسیٰؑ کے ہاتھوں اس مرد کا قتل ہونا۔ بے شک شیطان

کھلا ہوا گمراہ کرنے والا دشمن ہے۔

مامون نے کہا: جناب موسیٰؑ کے اس قول: ''پروردگارا! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے'' کا کیا معنی ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ان کی مراد یہ ہے کہ میں نے اس شہر میں داخل ہو کر اپنے آپ کو ایسے مواقع میں قرار دیا ہے کہ جن میں قرار نہیں دینا چاہیے تھا، پس تو مجھے بخش دے، یعنی مجھے اپنے دشمنوں سے چھپا دے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ میرے اُوپر غالب آجائیں اور کہیں مجھے قتل نہ کردیں، پس اللہ تعالیٰ نے انھیں بخش دیا، یعنی انھیں اپنے دشمنوں سے چھپایا: ''خداوند متعال غفور اور مہربان ہے''۔

جناب موسیٰؑ نے کہا: پروردگارا! اس لحاظ سے کہ تو نے مجھے ایسی نعمت سے نوازا ہے، کہ میں نے قوت و طاقت سے ایک مرد کو ایک گھونسے سے قتل کیا ہے، میں ہرگز مجرموں کا پشت پناہ نہیں بنوں گا بلکہ اس قوت و طاقت سے اس قدر آپ کی راہ میں کوشش کروں گا تاکہ تو راضی اور خوش ہو جائے۔

پس حضرت موسیٰ علیہ السلام اس شہر میں خوف اور ڈر کی حالت میں منتظر تھے کہ اچانک کسی شخص جس نے کل ان سے مدد مانگی تھی آج پھر فریاد کی، حضرت موسیٰؑ نے اس سے کہا: تو مسلّم کھلا گمراہ ہے۔ (تو ہر روز کسی نہ کسی سے جھگڑتا ہے) تو کل بھی ایک شخص سے جھگڑا تھا اور آج پھر جھگڑتے ہو۔ میں تمھیں سبق سکھاتا ہوں۔ اُنھوں نے اسے مارنے کا قصد کیا، جب انھوں نے دونوں کے دشمن پر ہاتھ اُٹھانے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا: اے موسیٰؑ! کیا تم مجھے بھی قتل کرنا چاہتے ہو جیسا کہ تم نے کل ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ زمین پر ظالموں میں سے ہو اور نیک افراد میں سے نہیں ہونا چاہتے ہو۔

مامون نے کہا: اے ابوالحسنؑ! اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے انبیا کی طرف سے

جزائے خیر دے، اس قول کے کیا معنی ہیں، جو موسیٰؑ نے فرعون سے کہا: ''میں نے وہ کام اس وقت کیا جب نا آگاہ افراد سے تھا''۔ (سورۂ شعراء، آیہ ۲۰)

امام رضاؑ نے فرمایا: جب حضرت موسیٰؑ فرعون کے پاس آئے تو اس نے ان سے کہا: ''اور تم نے وہ کام کیا جو تم کر گئے ہو اور تم شکریہ ادا کرنے والوں میں سے نہیں ہو'' (سورۂ شعراء، آیہ ۱۹)

جناب موسیٰؑ نے جواب دیا کہ میں نے وہ کام اس وقت کیا جب میں آگاہ نہیں تھا، یعنی میں راستہ گم کر بیٹھا تھا اور بھول کر تیرے شہروں میں سے ایک شہر میں نکل آیا۔ چونکہ تجھ سے خوف تھا اس لیے فرار کر گیا اور میرے پروردگار نے مجھے حکم وحکمت یا حکمِ نبوت عطا کیا اور مجھے پیغمبروں میں سے قرار دیا، حالانکہ خداوند متعال نے اپنے پیغمبر محمدؐ سے فرمایا: ''کیا اس نے تم کو یتیم پا کر پناہ نہیں دی ہے؟'' (سورۂ ضحیٰ، آیہ ٦)۔ اس نے فرمایا: ''کیا میں نے تمھیں تنہا نہیں پایا اور لوگوں کو تمھاری طرف راہنمائی کی؟ اور تمھیں گم گشتہ پایا، یعنی تم اپنی قوم کے اندر بے شناخت اور بے تعارف تھے۔ پس راہ دکھائی۔ یعنی اس نے لوگوں کو تمھاری معرفت کی طرف ہدایت کی۔

''اور تم کو تنگ دست پا کر غنی نہیں بنایا ہے'' (سورۂ ضحیٰ، آیہ ۸)، یعنی آپ کی درخواست اور دعا قبول کرنے سے آپ کو بے نیاز کیا۔

مامون نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! خدا تمھارے وجود کو ہمیشہ بابرکت رکھے، اس آیت کریمہ کی وضاحت فرمائیں: ''جب موسیٰ ہمارا وعدہ پورا کرنے کے لیے آئے اور ان کے رب نے ان سے کلام کیا تو انھوں نے کہا کہ پروردگار مجھے اپنا جلوہ دکھادے۔ ارشاد ہوا: تم ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے ہو'' (سورۂ اعراف، آیہ ۱۴۳) یہ کیسے ممکن ہے کہ جناب موسیٰ کلیم اللہ اس مسئلے کو نہ جانتے ہوں کہ خدا کو دیکھنا ممکن نہیں،

اس کے باوجود ایسا سوال کریں؟"

امام علیہ السلام نے فرمایا: بے شک کلیم اللہ موسیٰ بن عمران جانتے تھے کہ خداوند متعال کو آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا، لیکن جس وقت خداوند متعال نے ان سے گفتگو کی اور انھیں اپنے نزدیک کرتے ہوئے ان سے سرگوشی کی۔ اس کے بعد جناب موسیٰ اپنی قوم کے پاس آئے اور انھیں مطلع کیا کہ خداوند عزوجل نے اس کے ساتھ گفتگو کی، اسے اپنے قریب کیا اور اس سے سرگوشی کی ہے۔" اس وقت ان لوگوں نے کہا: ہم آپ پر اس وقت تک یقین نہیں لائیں گے، جب تک ہم اس طرح سے حق تعالیٰ کا کلام نہ سن لیں جس طرح تم نے سنا ہے۔ اس قوم کی تعداد سات لاکھ تھی، ان میں سے ستر ہزار کو منتخب کیا، پھر ان میں سے سات ہزار کو چنا، پھر ان میں سے سات سو کا انتخاب کیا اور پھر ان میں سے ستر افراد کو اپنے پروردگار کی وعدہ گاہ کے لیے منتخب کیا اور انھیں کوہ سینا پر لے آئے، پہاڑ کے دامن میں کھڑا کیا، خود پہاڑ کے اُوپر گئے اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ وہ ان لوگوں سے بات کرے اور اپنی گفتگو ان کے کانوں تک پہنچائے، خدا نے اس سے گفتگو کی۔ انھوں نے بھی اُوپر، نیچے، دائیں، بائیں اور آگے سے اور سامنے سے خدا کی گفتگو سنی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آواز کو درخت میں پیدا کیا اور اسے اس طرح سے اردگرد پھیلایا کہ ان لوگوں نے آواز کو تمام اطراف سے سنا، لیکن اُنھوں نے کہا: "ہم قبول نہیں کرتے کہ جو کچھ ہم نے سنا ہے وہ خدا کا کلام ہو، مگر یہ کہ ہم اسے آشکارا طور پر دیکھیں، جس وقت ان لوگوں نے اتنی بڑی بات کی، سرکشی کی اور تکبر کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ظلم و ستم کے سبب ان پر صاعقہ (آسمانی بجلی) نازل فرمائی تو سب کے سب ختم (جل کر راکھ) ہو گئے۔

پس جناب موسیٰ نے عرض کیا: "اے پالنے والے! جب میں بنی اسرائیل کے پاس پلٹ کر جاؤں اور وہ کہیں کہ تم ان کو لے گئے ہو اور انھیں قتل کر دیا، چونکہ تیرا

یہ دعویٰ ہے کہ تو خدا سے مناجات کرتا ہے، جھوٹا تھا تو اس صورت میں، میں انھیں کیا جواب دوں؟"

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ کیا اور جناب موسیٰؑ کے ہمراہ بھیجا، انھوں نے کہا: اگر تم یہ درخواست کرو کہ خدا اپنے آپ کو تجھے دکھائے تاکہ تم اسے دیکھو تو وہ تمھاری درخواست قبول کرلے گا، اس وقت تم ہمیں یہ بتانا کہ وہ کیسا ہے تاکہ ہم بہتر انداز سے اس کی شناخت کرسکیں۔

حضرت موسیٰؑ نے کہا: اے میری قوم! اللہ آنکھ سے نہیں دیکھا جاتا، اس کی کوئی کیفیت نہیں ہے، اسے صرف نشانیوں سے پہچانا اور علامات سے جانا جاتا ہے۔

قوم نے کہا: ہم تمھارے اوپر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے مگر یہ کہ تم اس سے یہ درخواست کرو۔

حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا: پروردگارا! تو نے خود بنی اسرائیل کی بات سن لی ہے اور تو ان کی اصلاح اور بھلائی کے بارے میں بہتر جانتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل کی کہ اے موسیٰؑ! وہ جو کچھ چاہتے ہیں، مجھ سے پوچھو، میں ان کی جہالت پر تمھارا مؤاخذہ نہیں کروں گا۔ یہی وہ وقت تھا کہ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا: پروردگارا اپنے آپ کو مجھے دکھا تاکہ میں تیرا دیدار کروں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے، لیکن اس پہاڑ کی طرف دیکھو، اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہا (وہ اسی وقت پہاڑ سے آئے تھے) تو مجھے دیکھ سکو گے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی کے ذریعے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو وہ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰؑ بے ہوش ہوکر گر پڑے، پھر جب ہوش آیا تو کہنے لگے: پروردگار تو پاک و پاکیزہ ہے میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ (سورۂ اعراف، آیہ ۱۴۳) یعنی کہا: "میں اپنی قوم کی جہالت سے نکل کر معرفت اور شناخت کی

طرف پلٹ آیا ہوں اور میں ان لوگوں میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں کہ تجھے دیکھا نہیں جا سکتا"۔

مامون نے کہا: آپ کی تمام خوبیاں خدا کی طرف سے ہیں: "اے ابوالحسن (امام رضاؑ) اب اس آیت کے بارے میں کچھ فرمائیں: وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ○ (سورۂ یوسف، آیہ ۲۴) "اور یقیناً اس عورت نے ان سے ہر برائی کا ارادہ کیا اور وہ بھی ارادہ کر بیٹھتے اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے"۔

امام رضاؑ نے فرمایا: ہاں اسی طرح ہے کہ اس عورت نے گناہ کا ارادہ کیا، اگر جناب یوسفؑ اپنے پروردگار کی برہان نہ دیکھ لیتے تو وہ بھی اسی طرح گناہ کا ارادہ کرتے، لیکن وہ معصوم تھے اور معصوم ہرگز گناہ کا ارادہ نہیں کرتا اور نہ ہی اسے انجام دیتا ہے، اس کے بارے میں میرے والد گرامی نے اپنے والد محترم امام صادقؑ سے میرے لیے ایک حدیث بیان فرمائی کہ "اس عورت نے ارادہ کیا کہ گناہ کو انجام دے لیکن جناب یوسفؑ نے مصمم ارادہ کیا کہ اسے انجام نہ دیں"۔

مامون نے کہا: اے اباالحسنؑ! آپ کی تمام خوبیاں اللہ کی طرف سے ہیں۔

اب اس آیۂ کریمہ کی وضاحت فرمائیں: "اور ذوالنون (یونسؑ) کو یاد کرو کہ جب وہ غصے میں آ کر چلے اور یہ خیال کیا کہ ہم اس پر روزی تنگ نہ کریں گے"۔

امامؑ نے فرمایا: وہ شخص یونس بن متی ہیں کہ جو اپنی قوم پر ناراض ہو کر چلے گئے اور ظن (یعنی یقین) کیا کہ ہم ہرگز اس پر روزی تنگ نہیں کریں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس قول کا معنی: "جب آزمائش کے لیے روزی کو تنگ کر دیا" (سورۂ فجر، آیہ ۱۶) رزق و روزی کو تنگ کرتا ہے۔ پس اس نے رات کے اندھیرے، سمندر کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کی ظلمت میں آواز دی کہ تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے، تو

پاک و منزہ ہے، بے شک میں ستم کاروں میں سے تھا"۔ اس عبادت کو ترک کرنے کے سبب کہ جس کی وجہ سے مچھلی کے پیٹ میں میری آنکھ روشن ہوئی، پس خداوند متعال نے اس کی دعا قبول کی اور فرمایا: "پھر اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو روز قیامت تک اسی کے شکم میں رہ جاتے"۔ (سورۂ صافات، آیہ ۱۴۳، ۱۴۴)

مامون نے کہا: اے ابا الحسنؑ! آپؑ کی تمام خوبیاں اللہ کی طرف سے ہیں۔ آپ اس آیت کی وضاحت فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "یہاں تک کہ جب ان کے انکار سے مرسلین مایوس ہونے لگے اور ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ ان سے جھوٹا وعدہ کیا گیا ہے تو ہماری مدد مرسلین کے پاس آگئی"۔ (سورۂ یوسف، آیہ ۱۱۰)

امام رضاؑ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ جب پیغمبر اپنی قوم سے ناامید ہوگئے اور ان کی قوم نے خیال کیا کہ انبیا نے جھوٹ بولا ہے تو اس وقت ان تک ہماری مدد پہنچ گئی۔

مامون نے کہا: اے ابو الحسنؑ! آپ کی تمام اچھائیاں اللہ کی طرف سے ہیں اس آیت کی وضاحت فرمائیں: "تاکہ خدا آپؐ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دے"۔ (سورۂ فتح، آیہ ۲)

امامؑ نے فرمایا: مشرکین کی نگاہوں میں رسول خداؐ سے بڑھ کر کوئی گناہ گار نہ تھا کیونکہ وہ بعثت سے پہلے تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا کرتے تھے اور پیغمبر اکرمؐ نے انھیں لا الٰہ الا اللہ کی طرف دعوت دی۔ یہ بات ان پر سخت ناگوار گزری تو انھوں نے کہا: کیا اس نے سارے خداؤں کو جوڑ کر ایک خدا بنا دیا ہے یہ تو انتہائی تعجب خیز بات ہے اور ان میں سے ایک گروہ یہ کہہ کر چل دیا کہ چلو اپنے خداؤں پر قائم رہو کہ اس میں ان کی کوئی غرض پائی جاتی ہے۔ ہم نے تو اگلے دور کی اُمتوں میں بھی یہ باتیں نہیں سنی ہیں۔ یہ تو کوئی خود ساختہ بات معلوم ہوتی ہے"۔ (سورۂ ص، آیہ ۵-۶)

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مکہ کو فتح کیا تو ان سے فرمایا: "اے محمدؐ! بے شک ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا کی ہے، تاکہ خدا آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دے"۔ (سورۂ فتح، آیہ ۱، ۲) یہ وہی چیز ہے کہ جو اہلِ مکہ کی نگاہ میں پہلے اور اس کے بعد توحید کی طرف دعوت دینا گناہ شمار ہوتی تھی۔ کیونکہ بعض مشرکین مکہ مسلمان ہو گئے، بعض مکہ سے نکل گئے اور جو باقی رہ گئے تھے ان میں توحید اور یکتاپرستی کی طرف پیغمبرؐ کی دعوت کا انکار کرنے کی قدرت نہیں تھی۔ جب انھوں نے لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی تو ان کی نگاہ میں جو بھی گناہ تھا وہ بارگاہِ خدا میں معاف ہوا۔

مامون نے کہا: اے ابوالحسنؑ! آپؑ کی تمام خوبیاں اللہ کی طرف سے ہیں۔ آپؑ اس آیت کی وضاحت فرمائیں: "(پیغمبرؐ) خدا نے آپؐ سے درگزر کیا کہ آپؐ نے کیوں انھیں پیچھے رہ جانے کی اجازت دے دی"۔ (سورۂ توبہ، آیہ ۴۳)

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیہ اسی کے بارے میں ہے کہ "میں دروازے پر ہوں تاکہ دیوار سنے"۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مخاطب تو اپنے پیغمبرؐ کو کیا ہے لیکن اس کا اصلی ارادہ "اُمت" ہے۔ یہ اس آیت کی مانند ہے: "اگر تم شرک اختیار کرو گے تو تمھارے تمام اعمال برباد کر دیے جائیں گے اور تمھارا شمار گھاٹے پانے والوں میں ہو جائے گا"۔ (سورۂ زمر، آیہ ۶۵) اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کا ایک اور قول ہے: "اور اگر ہماری توفیقِ خاص نے آپ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو آپ (بشری طور پر) کچھ نہ کچھ ان کی طرف مائل ضرور ہو جاتے"۔ (سورۂ اسراء، آیہ ۷۴)

مامون نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ نے سچ فرمایا۔ اب آپؑ اس آیۂ کریمہ کی وضاحت فرمائیں: "اور اس وقت کو یاد کرو جب تم اس شخص سے جس پر خدا نے بھی نعمت نازل کی اور تم نے بھی احسان کیا یہ کہہ رہے تھے کہ اپنی زوجہ کو روک کر رکھو اور اللہ سے ڈرو اور تم اپنے دل میں اس بات کو چھپائے ہوئے تھے، خدا جسے ظاہر

کرنے والا تھا اور تمھیں لوگوں کے طعنوں کا خوف تھا حالانکہ خدا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے ڈرا جائے“۔ (سورۂ احزاب، آیہ ۳۷)

جناب امام رضاؑ نے فرمایا: ایک دن رسولِ خداؐ کسی کام کی غرض سے زید بن حارثہ بن شراحیل کلبی کے گھر گئے، وہاں پر دیکھا کہ زید کی بیوی غسل کر رہی ہے، اس سے فرمایا: ”پاک و منزہ ہے وہ خدا جس نے تمھیں پیدا کیا“۔ اس کلام سے آنحضرتؐ کا مقصد ان لوگوں کے مقابلے میں خدا کی تنزیہ بیان کرنا مقصود تھا جو یہ کہتے تھے کہ ملائکہ خدا کی بیٹیاں ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”کیا تمھارے پروردگار نے تم لوگوں کے لیے لڑکوں کو پسند کیا ہے اور اپنے لیے ملائکہ میں سے لڑکیاں بنائی ہیں۔ یہ تم بہت ہی بُری بات کہہ رہے ہو“۔ (سورۂ الاسراء، آیہ ۴۰)

لہٰذا جب پیغمبرؐ نے اس عورت کو غسل کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ”جس نے تمھیں پیدا کیا ہے وہ اس سے کہیں بلند و بالا اور پاک و منزہ ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو اور وہ اس طرح غسل کرنے کی محتاج ہو۔ جس وقت زید لوٹ کر گھر آئے تو ان کی زوجہ نے انھیں مطلع کیا کہ رسولِ خدا آئے تھے اور انھوں نے فرمایا تھا کہ پاک و منزہ ہے وہ خدا جس نے تمھیں پیدا کیا۔ زید جلدی سے رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! میری بیوی بہت بد اخلاق ہے، لہٰذا میں اسے طلاق دینا چاہتا ہوں۔

رسولِ خدا نے اس سے فرمایا: اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، خداوند متعال نے اس سے قبل آں حضرت کو ان کی بیویوں کی تعداد اور یہ کہ یہ بھی ان کی بیوی ہوگی مطلع کر رکھا تھا۔ پیغمبر اکرمؐ نے اس بات کو اپنے دل میں مخفی رکھا اور زید کو نہ جتایا تھا، کیوں کہ انھیں خوف تھا کہ لوگ یہ کہیں گے کہ محمدؐ نے اپنے جن

غلام کو آزاد کیا ہے اس سے کہتا ہے کہ تمھاری بیوی میری زوجہ بنے گی اور لوگ ان پر انگلیاں اٹھائیں گے، اسی وجہ سے خداوند قدوس نے اس آیت کو نازل فرمایا: ''یاد کرو اس وقت کو جب آپؐ نے اس شخص سے کہ جسے خدا نے نعمت عطا کی تھی، یعنی نعمت اسلام دی تھی اور آپؐ نے بھی اسے نعمت سے نوازا یعنی غلامی سے آزاد کیا تھا، اپنی بیوی کو اپنے پاس روکے رکھو اور خدا سے ڈرو اور کوئی چیز چھپا رکھی تھی کہ خدا اسے آشکارا کرنے والا ہے اور لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ خدائے متعال سزاوار تر ہے کہ اس سے خوف کھاؤ۔

پھر زید بن حارث نے اس عورت کو طلاق دے دی اور اس نے اپنی عزت رکھی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو رسولؐ خدا کی بیوی بنا دیا۔ اسی وجہ سے قرآن میں آیت نازل ہوئی: ''پس چونکہ زید نے اپنی ضرورت پوری کر لی تو ہم نے اس عورت کا عقد آپؐ سے کر دیا تھا تاکہ مومنین کے لیے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے عقد کرنے میں کوئی حرج نہ رہے۔ جب وہ لوگ اپنی ضرورت پوری کر چکیں اور اللہ کا حکم بہرحال نافذ ہو کر رہتا ہے'' (سورۂ احزاب، آیہ ۳۷)۔ پھر خدا یہ جانتا تھا کہ منافقین اس ازدواج کی وجہ سے آں حضرتؐ پر عیب لگائیں گے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''نبیؐ کے لیے خدا کے فرائض (ادا کرنے) میں کوئی حرج نہیں'' (سورۂ احزاب، آیہ ۳۸)

مامون نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ خدا! آپؑ نے میرے سینے کو شفا عطا فرمائی، آپؑ نے اس امر کی وضاحت فرما دی جو میرے لیے مشتبہ تھا۔ اللہ تعالیٰ آپؑ کو اپنے انبیا اور اسلام کی طرف جزائے خیر دے۔

علی بن جہم کہتا ہے: پس مامون نماز کے لیے کھڑا ہوا اور امام رضاؑ کے چچا محمد بن جعفر بن محمد جو وہاں پر موجود تھے، کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ہمراہ لے گیا۔ میں بھی

ان کے پیچھے چل دیا۔ راستے میں مامون نے ان سے کہا: تم نے اپنے بھتیجے کو کیسا پایا ہے؟''

انھوں نے کہا: وہ عالم ہیں، اس سے قبل میں نے نہیں دیکھا کہ ان کی اہلِ علم کے ہاں آمدورفت ہو۔

مامون نے کہا: بے شک تمھارا بھتیجا اہلِ بیتِ نبوتؐ میں سے ہے کہ جن کے بارے میں رسولؐ خدا نے فرمایا ہے: ''آگاہ ہوجاؤ کہ میری اُمت کے نیک اور میری نسل سے پاکیزہ لوگ بچپنے ہی میں تمام لوگوں سے بُردبار اور بزرگی میں سب سے عقل مند ہوتے ہیں۔ پس انھیں مت کچھ سکھاؤ کیونکہ وہ تم سب سے (اَعلم) ہیں۔ وہ تمھاری ہدایت کے دروازے سے خارج نہیں ہوں گے اور نہ ہی تمھاری گمراہی کے دروازے سے داخل ہوں گے۔

پھر امام رضاؑ اپنی آرام گاہ میں واپس آگئے۔ میں آیندہ روز آں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھیں محمد بن جعفر بن محمد سے مامون کی گفتگو کے بارے میں آگاہ کیا تو آپؑ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا: اے فرزندِ جہم! جو کچھ تم نے اس سے سنا ہے وہ تمھیں دھوکے میں نہ رکھے، وہ مجھے مکروفریب سے قتل کرے گا اور خداوند متعال اس سے میرا انتقام لے گا''۔ (احتجاج طبرسی، ج۲، ص۴۳۲)

چند اعتقادی مہمات

رُوِیَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ النَّوْفَلِیِّ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ عَلِیُّ بْنُ مُوسَی الرِّضَا عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلَی الْمَأْمُونِ أَمَرَ الْفَضْلَ بْنَ سَهْلٍ أَنْ یَجْمَعَ لَهُ أَصْحَابَ الْمَقَالَاتِ مِثْلَ الْجَاثَلِیقِ وَرَأْسِ الْجَالُوتِ وَرُؤَسَاءِ الصَّابِئِینَ وَالْهِرْبِذِ الْأَکْبَرِ وَأَصْحَابِ زَرْدُشْتَ وَقِسْطَاسَ الرُّومِیِّ وَالْمُتَکَلِّمِینَ

لِيَسْمَعَ كَلَامَهُ وَكَلَامَهُمْ فَجَمَعَهُمُ الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ، ثُمَّ أَعْلَمَ الْمَأْمُونَ بِاجْتِمَاعِهِمْ،

فَقَالَ: أَدْخِلْهُمْ عَلَيَّ فَفَعَلَ فَرَحَّبَ بِهِمُ الْمَأْمُونُ ثُمَّ قَالَ: لَهُمْ إِنَّمَا جَمَعْتُكُمْ لِخَيْرٍ وَأَحْبَبْتُ أَنْ تُنَاظِرُوا ابْنَ عَمِّي هٰذَا الْمَدَنِيَّ الْقَادِمَ عَلَيَّ فَإِذَا كَانَ بُكْرَةٌ فَاغْدُوا عَلَيَّ وَلَا يَتَخَلَّفْ مِنْكُمْ أَحَدٌ.

فَقَالُوا: السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ نَحْنُ مُبْكِرُونَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

قَالَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّوْفَلِيُّ: فَبَيْنَا نَحْنُ فِي حَدِيثٍ لَنَا عِنْدَ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام إِذْ دَخَلَ عَلَيْنَا يَاسِرٌ الْخَادِمُ وَكَانَ يَتَوَلَّى أَمْرَ أَبِي الْحَسَنِ علیہ السلام.

فَقَالَ: يَاسَيِّدِي إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يُقْرِؤُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ: فِدَاكَ أَخُوكَ إِنَّهُ اجْتَمَعَ إِلَيْنَا أَصْحَابُ الْمَقَالَاتِ وَأَهْلُ الْأَدْيَانِ وَالْمُتَكَلِّمُونَ مِنْ جَمِيعِ أَهْلِ الْمِلَلِ فَرَأْيُكَ فِي الْبُكُورِ عَلَيْنَا إِنْ أَحْبَبْتَ كَلَامَهُمْ وَإِنْ كَرِهْتَ ذٰلِكَ فَلَا تَتَجَشَّمْ وَ إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ نَصِيرَ إِلَيْكَ خَفَّ ذٰلِكَ عَلَيْنَا.

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ علیہ السلام : أَبْلِغْهُ السَّلَامَ وَقُلْ: قَدْ عَلِمْتُ مَا أَرَدْتَ وَأَنَا صَائِرٌ إِلَيْكَ بُكْرَةً إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

قَالَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّوْفَلِيُّ : فَلَمَّا مَضَى يَاسِرٌ الْتَفَتَ إِلَيْنَا ثُمَّ قَالَ: لِي: يَانَوْفَلِيُّ أَنْتَ عِرَاقِيٌّ وَرِقَّةُ

الْعِرَاقِيِّ غَيْرُ غَلِيظَةٍ فَمَا عِنْدَكَ فِي جَمْعِ ابْنِ عَمِّي عَلَيْنَا أَهْلَ الشِّرْكِ وَأَصْحَابَ الْمَقَالَاتِ؟

فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ يُرِيدُ الِامْتِحَانَ وَيُحِبُّ أَنْ يَعْرِفَ مَا عِنْدَكَ وَلَقَدْ بَنَى عَلَى أَسَاسٍ غَيْرِ وَثِيقِ الْبُنْيَانِ وَبِئْسَ وَاللهِ مَا بَنَى.

فَقَالَ لِي: وَمَا بِنَاؤُهُ فِي هَذَا الْبَابِ؟

قُلْتُ: إِنَّ أَصْحَابَ الْكَلَامِ وَالْبِدَعِ خِلَافُ الْعُلَمَاءِ وَذَلِكَ أَنَّ الْعَالِمَ لَا يُنْكِرُ غَيْرَ الْمُنْكَرِ وَأَصْحَابُ الْمَقَالَاتِ وَالْمُتَكَلِّمُونَ وَأَهْلُ الشِّرْكِ أَصْحَابُ إِنْكَارٍ وَمُبَاهَتَةٍ إِنِ احْتَجَجْتَ عَلَيْهِمْ بِأَنَّ اللهَ وَاحِدٌ، قَالُوا: صَحِّحْ وَحْدَانِيَّتَهُ،

وَإِنْ قُلْتَ: إِنَّ مُحَمَّداً ﷺ رَسُولٌ، قَالُوا: ثَبِّتْ رِسَالَتَهُ ثُمَّ يُبَاهِتُونَ الرَّجُلَ وَهُوَ مُبْطِلٌ عَلَيْهِمْ بِحُجَّتِهِ وَيُغَالِطُونَهُ حَتَّى يَتْرُكَ قَوْلَهُ فَاحْذَرْهُمْ جُعِلْتُ فِدَاكَ.

قَالَ: فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ لِي: يَا نَوْفَلِيُّ أَتَخَافُ أَنْ يَقْطَعُوا عَلَيَّ حُجَّتِي؟

قُلْتُ: لَا وَاللهِ مَا خِفْتُهُ عَلَيْكَ قَطُّ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يُظْفِرَكَ اللهُ بِهِمْ إِنْ شَاءَ اللهُ.

فَقَالَ لِي: يَا نَوْفَلِيُّ أَتُحِبُّ أَنْ تَعْلَمَ مَتَى يَنْدَمُ الْمَأْمُونُ؟

قُلْتُ: نَعَمْ.

قَالَ: إِذَا سَمِعَ احْتِجَاجِي عَلَى أَهْلِ التَّوْرَاةِ بِتَوْرَاتِهِمْ

وَعَلَى أَهْلِ الْإِنْجِيلِ بِإِنْجِيلِهِمْ وَعَلَى أَهْلِ الزَّبُورِ بِزَبُورِهِمْ وَعَلَى الصَّابِئِينَ بِعِبْرَانِيَّتِهِمْ وَعَلَى الْهَرَابِذَةِ بِفَارِسِيَّتِهِمْ وَعَلَى أَهْلِ الرُّومِ بِرُومِيَّتِهِمْ وَعَلَى أَهْلِ الْمَقَالَاتِ بِلُغَاتِهِمْ فَإِذَا قَطَعْتُ كُلَّ صِنْفٍ وَدَحَضْتُ حُجَّتَهُ وَتَرَكَ مَقَالَتَهُ وَرَجَعَ إِلَى قَوْلِي عَلِمَ الْمَأْمُونُ أَنَّ الَّذِي هُوَ بِسَبِيلِهِ لَيْسَ بِمُسْتَحِقٍّ لَهُ. فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَكُونُ النَّدَامَةُ مِنْهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ.

فَلَمَّا أَصْبَحْنَا أَتَانَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ فَقَالَ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ ابْنَ عَمِّكَ يَنْتَظِرُكَ اجْتَمَعَ الْقَوْمُ فَمَا رَأْيُكَ فِي إِتْيَانِهِ؟

فَقَالَ لَهُ الرِّضَا عليه السلام: تَقَدَّمْنِي فَإِنِّي سَائِرٌ إِلَى نَاحِيَتِكُمْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَ الصَّلَاةِ وَشَرِبَ شَرْبَةَ سَوِيقٍ وَسَقَانَا، ثُمَّ خَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى الْمَأْمُونِ،

وَإِذَا الْمَجْلِسُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ - وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ فِي جَمَاعَةِ الطَّالِبِيِّينَ وَالْهَاشِمِيِّينَ وَالْقُوَّادُ حُضُورٌ.

فَلَمَّا دَخَلَ الرِّضَا عليه السلام، قَامَ الْمَأْمُونُ وَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَجَمِيعُ بَنِي هَاشِمٍ فَمَا زَالُوا وُقُوفاً وَالرِّضَا عليه السلام جَالِسٌ مَعَ الْمَأْمُونِ حَتَّى أَمَرَهُمْ بِالْجُلُوسِ فَجَلَسُوا، فَلَمْ يَزَلِ الْمَأْمُونُ مُقْبِلاً عَلَيْهِ يُحَدِّثُهُ سَاعَةً، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى الْجَاثَلِيقِ فَقَالَ: يَا جَاثَلِيقُ هٰذَا ابْنُ عَمِّي عَلِيُّ بْنُ

مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ وَهُوَ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ بِنْتِ نَبِيِّنَا ﷺ وَابْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام فَأُحِبُّ أَنْ تُكَلِّمَهُ وَتُحَاجَّهُ وَتُنْصِفَهُ.

فَقَالَ الْجَاثَلِيقُ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ كَيْفَ أُحَاجُّ رَجُلاً يُحَاجُّ عَلَيَّ بِكِتَابٍ أَنَا مُنْكِرُهُ وَنَبِيٍّ لَا أُومِنُ بِهِ؟

فَقَالَ الرِّضَا علیہ السلام: يَانَصْرَانِيُّ فَإِنِ احْتَجَجْتُ عَلَيْكَ بِإِنْجِيلِكَ أَتُقِرُّ بِهِ؟

قَالَ الْجَاثَلِيقُ : وَهَلْ أَقْدِرُ عَلَى دَفْعِ مَا نَطَقَ بِهِ الْإِنْجِيلُ؟ نَعَمْ وَاللّٰهِ أُقِرُّ بِهِ عَلَى رَغْمِ أَنْفِي.

فَقَالَ لَهُ الرِّضَا علیہ السلام : سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ وَاسْمَعِ الْجَوَابَ.

قَالَ الْجَاثَلِيقُ: مَا تَقُولُ فِي نُبُوَّةِ عِيسَى وَكِتَابِهِ؟ هَلْ تُنْكِرُ مِنْهُمَا شَيْئاً؟

قَالَ الرِّضَا علیہ السلام : أَنَا مُقِرٌّ بِنُبُوَّةِ عِيسَى وَكِتَابِهِ وَمَا بَشَّرَ بِهِ أُمَّتَهُ وَأَقَرَّتْ بِهِ الْحَوَارِيُّونَ وَكَافِرٌ بِنُبُوَّةِ كُلِّ عِيسَى لَمْ يُقِرَّ بِنُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ وَكِتَابِهِ وَلَمْ يُبَشِّرْ بِهِ أُمَّتَهُ.

قَالَ الْجَاثَلِيقُ : أَلَيْسَ إِنَّمَا تُقْطَعُ الْأَحْكَامُ بِشَاهِدَيْ عَدْلٍ؟

قَالَ بَلَى.

قَالَ: فَأَقِمْ شَاهِدَيْنِ مِنْ غَيْرِ أَهْلِ مِلَّتِكَ عَلَى نُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ مِمَّنْ لَا تُنْكِرُهُ النَّصْرَانِيَّةُ وَسَلْنَا مِثْلَ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ أَهْلِ مِلَّتِنَا.

قَالَ الرِّضَاعَلَيْهِ السَّلَام : الآنَ جِئْتَ بِالنَّصَفَةِ يَانَصْرَانِيُّ، أَلَا تَقْبَلُ مِنِّي الْعَدْلَ وَالْمُقَدَّمَ عِنْدَ الْمَسِيحِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ؟

قَالَ الْجَاثَلِيقُ : وَمَنْ هٰذَا الْعَدْلُ؟ سَمِّهِ لِي.

قَالَ: مَا تَقُولُ فِي يُوحَنَّا الدَّيْلَمِيِّ؟

قَالَ: بَخٍ بَخٍ ذَكَرْتَ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَى الْمَسِيحِ.

قَالَ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ هَلْ نَطَقَ الْإِنْجِيلُ أَنَّ يُوحَنَّا قَالَ: إِنَّ الْمَسِيحَ أَخْبَرَنِي بِدِينِ مُحَمَّدٍ الْعَرَبِيِّ وَبَشَّرَنِي بِهِ أَنَّهُ يَكُونُ مِنْ بَعْدِي فَبَشَّرْتُ بِهِ الْحَوَارِيِّينَ فَآمَنُوا بِهِ؟

قَالَ الْجَاثَلِيقُ: قَدْ ذَكَرَ ذٰلِكَ يُوحَنَّا عَنِ الْمَسِيحِ وَبَشَّرَ بِنُبُوَّةِ رَجُلٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَوَصِيِّهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَلَمْ يُلَخِّصْ مَتَى يَكُونُ ذٰلِكَ وَلَمْ يُسَمِّ لَنَا الْقَوْمَ فَنَعْرِفَهُمْ.

قَالَ الرِّضَاعَلَيْهِ السَّلَام : فَإِنْ جِئْنَاكَ بِمَنْ يَقْرَأُ الْإِنْجِيلَ فَتَلَا عَلَيْكَ ذِكْرَ مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأُمَّتِهِ أَتُؤْمِنُ بِهِ؟

قَالَ: أَمْرٌ سَدِيدٌ.

قَالَ الرِّضَا لِنِسْطَاسَ الرُّومِيِّ: كَيْفَ يَكُونُ حِفْظُكَ لِلسِّفْرِ الثَّالِثِ مِنَ الْإِنْجِيلِ؟

قَالَ: مَا أَحْفَظَنِي لَهُ.

ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى رَأْسِ الْجَالُوتِ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَام : أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْإِنْجِيلَ؟

قَالَ: بَلَى لَعَمْرِي.

قَالَ: فَخُذْ عَلَيَّ السِّفْرِ الثَّالِثْ فَإِنْ كَانَ فِيهِ ذِكْرُ مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأُمَّتِهِ فَاشْهَدُوا لِي وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ ذِكْرُهُ فَلَا تَشْهَدُوا لِي، ثُمَّ قَرَأَ السِّفْرَ الثَّالِثْ حَتَّى بَلَغَ ذِكْرَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم وَقَفَ.

ثُمَّ قَالَ: يَانَصْرَانِيُّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ الْمَسِيحِ وَأُمِّهِ أَتَعْلَمُ أَنِّي عَالِمٌ بِالْاِنْجِيلِ؟

قَالَ: نَعَمْ ثُمَّ تَلَا عَلَيْنَا ذِكْرَ مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأُمَّتِهِ.

ثُمَّ قَالَ: مَا تَقُولُ يَانَصْرَانِيُّ هٰذَا قَوْلُ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ؟ فَإِنْ كَذَّبْتَ مَا نَطَقَ بِهِ الْاِنْجِيلُ فَقَدْ كَذَّبْتَ مُوسَى وَعِيسَى علیہ السلام وَمَتَى أَنْكَرْتَ هٰذَا الذِّكْرَ وَجَبَ عَلَيْكَ الْقَتْلُ لِأَنَّكَ تَكُونُ قَدْ كَفَرْتَ بِرَبِّكَ وَنَبِيِّكَ وَبِكِتَابِكَ؟

قَالَ الْجَاثَلِيقُ: لَا أُنْكِرُ مَا قَدْ بَانَ لِي مِنَ الْاَنْجِيلِ وَ إِنِّي لَمُقِرٌّ بِهِ.

قَالَ الرِّضَا علیہ السلام : عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ أَمَّا الْحَوَارِيُّونَ فَكَانُوا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا وَكَانَ أَفْضَلُهُمْ وَأَعْلَمُهُمْ لُوقَا وَأَمَّا عُلَمَاءُ النَّصَارَى فَكَانُوا ثَلَاثَةَ رِجَالٍ يُوحَنَّا الْأَكْبَرَ بِأَجٍ وَيُوحَنَّا بِقِرْقِيسَا وَيُوحَنَّا الدَّيْلَمِيُّ بِرِجَازٍ وَعِنْدَهُ كَانَ ذِكْرُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم وَذِكْرُ أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ الَّذِي بَشَّرَ أُمَّةَ عِيسَى وَبَنِي إِسْرَائِيلَ بِهِ.

ثُمَّ قَالَ: يَانَصْرَانِيُّ وَاللّٰهِ إِنَّا لَنُؤْمِنُ بِعِيسَى الَّذِي آمَنَ بِمُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم وَمَا نَنْقِمُ عَلَى عِيسَى شَيْئًا إِلَّا ضَعْفَهُ

وَقِلَّةَ صِيَامِهِ وَصَلَاتِهِ!

قَالَ الْجَاثَلِيقُ : أَفْسَدْتَ وَاللّٰهِ عِلْمَكَ وَضَعَّفْتَ أَمْرَكَ وَمَا كُنْتُ ظَنَنْتُ إِلَّا أَنَّكَ أَعْلَمُ أَهْلِ الْإِسْلَامِ!

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : وَكَيْفَ ذٰلِكَ؟

قَالَ الْجَاثَلِيقُ : مِنْ قَوْلِكَ إِنَّ عِيسَى كَانَ ضَعِيفاً قَلِيلَ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَمَا أَفْطَرَ عِيسَى يَوْماً قَطُّ وَمَا نَامَ بِلَيْلٍ قَطُّ وَمَا زَالَ صَائِمَ الدَّهْرِ قَائِمَ اللَّيْلِ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : فَلِمَنْ كَانَ يَصُومُ وَيُصَلِّي؟ فَخَرِسَ الْجَاثَلِيقُ وَانْقَطَعَ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : يَا نَصْرَانِيُّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ.

قَالَ: سَلْ فَإِنْ كَانَ عِنْدِي عِلْمُهَا أَجَبْتُكَ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : مَا أَنْكَرْتَ أَنَّ عِيسَى كَانَ يُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللّٰهِ.

قَالَ الْجَاثَلِيقُ: أَنْكَرْتُ ذٰلِكَ مِنْ قِبَلِ إِنَّ مَنْ أَحْيَا الْمَوْتَى وَأَبْرَأَ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ فَهُوَ رَبٌّ مُسْتَحِقٌّ لِأَنْ يُعْبَدَ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : فَإِنَّ الْيَسَعَ قَدْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعَ عِيسَى عليه السلام مَشَى عَلَى الْمَاءِ وَأَحْيَا الْمَوْتَى وَأَبْرَأَ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ، فَلِمَ لَا تَتَّخِذُهُ أُمَّتُهُ رَبّاً وَلَمْ يَعْبُدْهُ أَحَدٌ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ وَلَقَدْ صَنَعَ حِزْقِيلُ النَّبِيُّ مِثْلَ مَا صَنَعَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فَأَحْيَا خَمْسَةً وَثَلَاثِينَ أَلْفَ رَجُلٍ

مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِمْ بِسِتِّينَ سَنَةً.

ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى رَأْسِ الْجَالُوتِ فَقَالَ: يَا رَأْسَ الْجَالُوتِ أَتَجِدُ هَؤُلَاءِ فِي شَبَابِ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي التَّوْرَاةِ اخْتَارَهُمْ بُخْتَنَصَّرُ مِنْ سَبْيِ بَنِي إِسْرَائِيلَ حِينَ غَزَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ، ثُمَّ انْصَرَفَ بِهِمْ إِلَى فَأَرْسَلَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَيْهِمْ، فَأَحْيَاهُمْ هَذَا فِي التَّوْرَاةِ لَا يَدْفَعُهُ إِلَّا كَافِرٌ مِنْكُمْ.

قَالَ رَأْسُ الْجَالُوتِ: قَدْ سَمِعْنَا بِهِ وَعَرَفْنَاهُ.

قَالَ: صَدَقْتَ.

ثُمَّ قَالَ: يَا يَهُودِيُّ! خُذْ عَلَى هَذَا السِّفْرِ مِنَ التَّوْرَاةِ فَتَلَا عَلَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ آيَاتٍ، فَأَقْبَلَ الْيَهُودِيُّ يَتَرَجَّحُ لِقِرَاءَتِهِ وَيَتَعَجَّبُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّصْرَانِيِّ فَقَالَ: يَا نَصْرَانِيُّ أَفَهَؤُلَاءِ كَانُوا قَبْلَ عِيسَى أَمْ عِيسَى كَانَ قَبْلَهُمْ؟

قَالَ: بَلْ كَانُوا قَبْلَهُ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام لَقَدِ اجْتَمَعَتْ قُرَيْشٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ، فَسَأَلُوهُ أَنْ يُحْيِيَ لَهُمْ مَوْتَاهُمْ فَوَجَّهَ مَعَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام.

فَقَالَ لَهُ: اذْهَبْ إِلَى الْجَبَّانَةِ فَنَادِ بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ الرَّهْطِ الَّذِينَ يَسْأَلُونَ عَنْهُمْ بِأَعْلَى صَوْتِكَ يَا فُلَانُ وَيَا فُلَانُ وَيَا فُلَانُ يَقُولُ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ مُحَمَّدٌ: قُومُوا بِإِذْنِ اللَّهِ فَنَادَاهُمْ فَقَامُوا يَنْفُضُونَ التُّرَابَ عَنْ رُءُوسِهِمْ،

فَأَقْبَلَتْ قُرَيْشٌ تَسْأَلُهُمْ عَنْ أُمُورِهِمْ ثُمَّ أَخْبَرُوهُمْ أَنَّ مُحَمَّداً قَدْ بُعِثَ نَبِيًّا، فَقَالُوا: وَدِدْنَا إِنْ أَدْرَكْنَاهُ فَنُؤْمِنُ بِهِ وَلَقَدْ أَبْرَأَ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَالْمَجَانِيْنَ وَكَلَّمَتْهُ الْبَهَائِمُ وَالطَّيْرُ وَالْجِنُّ وَالشَّيَاطِيْنُ وَلَمْ نَتَّخِذْهُ رَبًّا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ،

وَلَمْ نُنْكِرْ لِأَحَدٍ مِنْ هٰؤُلَاءِ فَضْلَهُمْ، فَإِنِ اتَّخَذْتُمْ عِيسَى رَبًّا جَازَ لَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْيَسَعَ وَحِزْقِيلَ رَبَّيْنِ لِأَنَّهُمَا قَدْ صَنَعَا مِثْلَ مَا صَنَعَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ مِنْ إِحْيَاءِ الْمَوْتَى وَغَيْرِهِ، ثُمَّ إِنَّ قَوْماً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ خَرَجُوا مِنْ بِلَادِهِمْ مِنَ الطَّاعُونِ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَأَمَاتَهُمُ اللّٰهُ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ، فَعَمَدَ أَهْلُ الْقَرْيَةِ فَحَظَرُوا عَلَيْهِمْ حَظِيرَةً فَلَمْ يَزَالُوا فِيهَا حَتَّى نَخِرَتْ عِظَامُهُمْ وَصَارُوا رَمِيماً فَمَرَّ بِهِمْ نَبِيٌّ مِنْ أَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ ، فَتَعَجَّبَ مِنْهُمْ وَمِنْ كَثْرَةِ الْعِظَامِ الْبَالِيَةِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَتُحِبُّ أَنْ أُحْيِيَهُمْ لَكَ فَتُنْذِرَهُمْ؟

قَالَ: نَعَمْ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ نَادِهِمْ، فَقَالَ أَيَّتُهَا الْعِظَامُ الْبَالِيَةُ قُومِي بِإِذْنِ اللّٰهِ.

فَقَامُوا أَحْيَاءً أَجْمَعُونَ يَنْفُضُونَ التُّرَابَ عَنْ رُءُوسِهِمْ ثُمَّ إِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ اللّٰهِ عليه السلام حِينَ اتَّخَذَ الطَّيْرَ، فَقَطَّعَهُنَّ قِطَعاً ثُمَّ وَضَعَ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءاً ثُمَّ نَادَاهُنَّ فَأَقْبَلْنَ سَعْياً إِلَيْهِ ثُمَّ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ وَأَصْحَابُهُ

السَّبْعُونَ الَّذِينَ اخْتَارَهُمْ صَارُوا مَعَهُ إِلَى الْجَبَلِ.
فَقَالُوا لَهُ: إِنَّكَ قَدْ رَأَيْتَ اللَّهَ فَأَرِنَاهُ.
فَقَالَ لَهُمْ: إِنِّي لَمْ أَرَهُ.
فَقَالُوا: ﴿لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً﴾...... فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ، فَاحْتَرَقُوا عَنْ آخِرِهِمْ فَبَقِيَ مُوسَى وَحِيداً.
فَقَالَ: يَا رَبِّ اخْتَرْتُ سَبْعِينَ رَجُلاً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَجِئْتُ بِهِمْ، فَأَرْجِعُ أَنَا وَحْدِي فَكَيْفَ يُصَدِّقُنِي قَوْمِي بِمَا أُخْبِرُهُمْ بِهِ؟
فَلَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَإِيَّايَ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا؟ فَأَحْيَاهُمُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِمْ وَكُلُّ شَيْءٍ ذَكَرْتَهُ لَكَ مِنْ هَذَا لَا تَقْدِرُ عَلَى دَفْعِهِ لِأَنَّ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَالزَّبُورَ وَالْفُرْقَانَ قَدْ نَطَقَتْ بِهِ، فَإِنْ كَانَ كُلُّ مَنْ أَحْيَا الْمَوْتَى وَأَبْرَأَ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَالْمَجَانِينَ يُتَّخَذُ رَبّاً مِنْ دُونِ اللَّهِ، فَاتَّخِذْ هَؤُلَاءِ كُلَّهُمْ أَرْبَاباً مَا تَقُولُ يَا نَصْرَانِيُّ؟
فَقَالَ الْجَاثَلِيقُ: الْقَوْلُ قَوْلُكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى رَأْسِ الْجَالُوتِ.
فَقَالَ: يَا يَهُودِيُّ! أَقْبِلْ عَلَيَّ أَسْأَلْكَ بِالْعَشْرِ الْآيَاتِ الَّتِي أُنْزِلَتْ عَلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ هَلْ تَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ مَكْتُوباً نَبَأَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَأُمَّتِهِ إِذَا جَاءَتِ الْأُمَّةُ الْأَخِيرَةُ أَتْبَاعُ رَاكِبِ الْبَعِيرِ يُسَبِّحُونَ الرَّبَّ جِدّاً جِدّاً

تَسْبِيحاً جَدِيداً فِي الْكَنَائِسِ الْجُدَدِ فَلْيَفْزَعْ بَنُو اسْرَائِيلَ إِلَيْهِمْ وَ إِلَى مَلِكِهِمْ لِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُهُمْ فَإِنَّ بِأَيْدِيهِمْ سُيُوفاً يَنْتَقِمُونَ بِهَا مِنَ الْأُمَمِ الْكَافِرَةِ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ هَكَذَا هُوَ فِي التَّوْرَاةِ مَكْتُوبٌ.

قَالَ رَأْسُ الْجَالُوتِ: نَعَمْ إِنَّا لَنَجِدُ ذَلِكَ كَذَلِكَ.

ثُمَّ قَالَ لِلْجَاثَلِيقِ: يَانَصْرَانِيُّ كَيْفَ عِلْمُكَ بِكِتَابِ شَعْيَا؟

قَالَ: أَعْرِفُهُ حَرْفاً حَرْفاً.

قَالَ لَهُمَا: أَتَعْرِفَانِ هَذَا مِنْ كَلَامِهِ يَاقَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ صُورَةَ رَاكِبِ الْحِمَارِ لَابِساً جَلَابِيبَ النُّورِ وَرَأَيْتُ رَاكِبَ الْبَعِيرِ ضَوْؤُهُ ضَوْءُ الْقَمَرِ؟

فَقَالَا: قَدْ قَالَ ذَلِكَ شَعْيَا.

قَالَ الرِّضَاؑ : يَانَصْرَانِيُّ أَهَلْ تَعْرِفُ فِي الْإِنْجِيلِ قَوْلَ عِيسَى : إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّكُمْ وَرَبِّي وَالْبَارِ قْلِيطَا جَاءٍ هُوَ الَّذِي يَشْهَدُ لِي بِالْحَقِّ كَمَا شَهِدْتُ لَهُ وَهُوَ الَّذِي يُفَسِّرُ لَكُمْ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ الَّذِي يُبْدِي فَضَائِحَ الْأُمَمِ وَهُوَ الَّذِي يَكْسِرُ عَمُودَ الْكُفْرِ؟

فَقَالَ الْجَاثَلِيقُ : مَا ذَكَرْتَ شَيْئاً مِنَ الْإِنْجِيلِ إِلَّا وَنَحْنُ مُقِرُّونَ بِهِ.

فَقَالَ ؑ : أَتَجِدُ هَذَا فِي الْإِنْجِيلِ ثَابِتاً؟

قَالَ : نَعَمْ.

قَالَ الرِّضَاعليه السلام : يَا جَاثَلِيقُ أَلَا تُخْبِرُنِي عَنِ الْإِنْجِيلِ الْأَوَّلِ حِينَ افْتَقَدْتُمُوهُ عِنْدَ مَنْ وَجَدْتُمُوهُ وَمَنْ وَضَعَ لَكُمْ هَذَا الْإِنْجِيلَ.

قَالَ لَهُ: مَا افْتَقَدْنَا الْإِنْجِيلَ إِلَّا يَوْماً وَاحِداً حَتَّى، وَجَدْنَاهُ غَضّاً طَرِيّاً فَأَخْرَجَهُ إِلَيْنَا يُوحَنَّا وَمَتَّى؟

فَقَالَ الرِّضَاعليه السلام : مَا أَقَلَّ مَعْرِفَتَكَ بِسُنَنِ الْإِنْجِيلِ وَعُلَمَائِهِ فَإِنْ كَانَ كَمَا تَزْعُمُ فَلِمَ اخْتَلَفْتُمْ فِي الْإِنْجِيلِ؟ وَ إِنَّمَا الْإِخْتِلَافُ فِي هَذَا الْإِنْجِيلِ الَّذِي فِي أَيْدِيكُمُ الْيَوْمَ فَإِنْ كَانَ عَلَى الْعَهْدِ الْأَوَّلِ لَمْ تَخْتَلِفُوا فِيهِ وَلَكِنِّي مُفِيدُكَ عِلْمَ ذَلِكَ.

اعْلَمْ أَنَّهُ لَمَّا افْتُقِدَ الْإِنْجِيلُ الْأَوَّلُ اجْتَمَعَتِ النَّصَارَى إِلَى عُلَمَائِهِمْ. فَقَالُوا لَهُمْ: قُتِلَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ وَافْتَقَدْنَا الْإِنْجِيلَ وَأَنْتُمُ الْعُلَمَاءُ فَمَا عِنْدَكُمْ؟

فَقَالَ لَهُمْ: أَلُوقَا وَمَرقانوس وَيُوحَنَّا وَمَتَّى إِنَّ الْإِنْجِيلَ فِي صُدُورِنَا نُخْرِجُهُ إِلَيْكُمْ سِفْراً سِفْراً فِي كُلِّ أَحَدٍ فَلَا تَحْزَنُوا عَلَيْهِ وَلَا تُخْلُوا الْكَنَائِسَ فَإِنَّا سَنَتْلُوهُ عَلَيْكُمْ فِي كُلِّ أَحَدٍ سِفْراً سِفْراً حَتَّى نَجْمَعَهُ كُلَّهُ.

فَقَالَ الرِّضَاعليه السلام : إِنَّ أَلُوقَا وَمرقانوس وَيُوحَنَّا وَمَتَّى وَضَعُوا لَكُمْ هَذَا الْإِنْجِيلَ بَعْدَ مَا افْتَقَدْتُمُ الْإِنْجِيلَ الْأَوَّلَ وَ إِنَّمَا كَانَ هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةُ تَلَامِيذَ تَلَامِيذَ الْأَوَّلِينَ أَعَلِمْتَ ذَلِكَ؟

قَالَ الْجَاثَلِيقُ : أَمَّا قَبْلَ هٰذَا فَلَمْ أَعْلَمْهُ وَقَدْ عَلِمْتُهُ الآنَ وَقَدْ بَانَ لِي مِنْ فَضْلِ عِلْمِكَ بِالإِنْجِيلِ وَقَدْ سَمِعْتُ أَشْيَاءَ مِمَّا عَلِمْتُهُ شَهِدَ قَلْبِي أَنَّهَا حَقٌّ وَاسْتَزَدْتُ كَثِيراً مِنَ الْفَهْمِ.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : فَكَيْفَ شَهَادَةُ هٰؤُلَاءِ عِنْدَكَ؟

قَالَ: جَائِزَةٌ هٰؤُلَاءِ عُلَمَاءُ الإِنْجِيلِ وَكُلُّ مَا شَهِدُوا بِهِ فَهُوَ حَقٌّ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام لِلْمَأْمُونِ وَمَنْ حَضَرَهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَغَيْرِهِمْ: اشْهَدُوا عَلَيْهِ قَالُوا شَهِدْنَا.

ثُمَّ قَالَ لِلْجَاثَلِيقِ : بِحَقِّ الابْنِ وَأُمِّهِ تَعْلَمُ أَنَّ مَتَّى قَالَ فِي نِسْبَةِ عِيسَى : إِنَّ الْمَسِيحَ ابْنُ دَاوُدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ يَهُودَ بْنِ خضرون وَقَالَ مرقانوس فِي نِسْبَةِ عِيسَى عليه السلام : إِنَّهُ كَلِمَةُ اللّٰهِ أَحَلَّهَا فِي الْجَسَدِ الآدَمِيِّ فَصَارَتْ إِنْسَاناً وَقَالَ أَلُوقَا: إِنَّ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ كَانَا إِنْسَانَيْنِ مِنْ لَحْمٍ وَدَمٍ، فَدَخَلَ فِيهِمَا رُوحُ الْقُدُسِ ثُمَّ إِنَّكَ تَقُولُ فِي شَهَادَةِ عِيسَى عَلَى نَفْسِهِ حَقّاً أَقُولُ لَكُمْ: إِنَّهُ لَا يَصْعَدُ إِلَى السَّمَاءِ إِلَّا مَنْ نَزَلَ مِنْهَا إِلَّا رَاكِبَ الْبَعِيرِ خَاتَمَ الأَنْبِيَاءِ فَإِنَّهُ يَصْعَدُ إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْزِلُ فَمَا تَقُولُ فِي هٰذَا الْقَوْلِ؟

قَالَ الْجَاثَلِيقُ : هٰذَا قَوْلُ عِيسَى لَا نُنْكِرُهُ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : فَمَا تَقُولُ فِي شَهَادَةِ أَلُوقَا وَمرقانوس

وَمَتَّى عَلَى عِيسَى وَمَا نَسَبُوا إِلَيْهِ؟
قَالَ الْجَاثَلِيقُ : كَذَبُوا عَلَى عِيسَى.
قَالَ الرِّضَا عليه السلام : يَاقَوْمِ أَلَيْسَ قَدْ زَكَّاهُمْ وَشَهِدَ أَنَّهُمْ عُلَمَاءُ الْإِنْجِيلِ وَقَوْلَهُمْ حَقٌّ؟
فَقَالَ الْجَاثَلِيقُ : يَاعَالِمَ الْمُسْلِمِينَ أُحِبُّ أَنْ تُعْفِيَنِي مِنْ أَمْرِ هَؤُلَاءِ.
قَالَ الرِّضَا عليه السلام : قَدْ فَعَلْنَا سَلْ يَانَصْرَانِيُّ عَمَّا بَدَالَكَ.
قَالَ الْجَاثَلِيقُ : لِيَسْأَلْكَ غَيْرِي فَوَاللهِ مَا ظَنَنْتُ أَنَّ فِي عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ مِثْلَكَ فَالْتَفَتَ الرِّضَا عليه السلام إِلَى رَأْسِ الْجَالُوتِ، فَقَالَ لَهُ: تَسْأَلُنِي أَوْ أَسْأَلُكَ؟
قَالَ: بَلْ أَسْأَلُكَ وَلَسْتُ أَقْبَلُ مِنْكَ حُجَّةً إِلَّا مِنَ التَّوْرَاةِ أَوْ مِنَ الْإِنْجِيلِ أَوْ مِنْ زَبُورِ دَاوُدَ أَوْفِي صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى.
قَالَ الرِّضَا عليه السلام : لَا تَقْبَلْ مِنِّي حُجَّةً إِلَّا بِمَا تَنْطِقُ بِهِ التَّوْرَاةُ عَلَى لِسَانِ مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ عليه السلام وَالْإِنْجِيلُ عَلَى لِسَانِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عليه السلام وَالزَّبُورُ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ عليه السلام.
قَالَ رَأْسُ الْجَالُوتِ: مِنْ أَيْنَ تُثْبِتُ نُبُوَّةَ مُحَمَّدٍ؟
قَالَ الرِّضَا عليه السلام : شَهِدَ بِنُبُوَّتِهِ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ وَعِيسَى بْنُ مَرْيَمَ وَدَاوُدُ خَلِيفَةُ اللهِ فِي الْأَرْضِ.
فَقَالَ لَهُ : ثَبِّتْ قَوْلَ مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : تَعْلَمُ يَا يَهُودِيُّ أَنَّ مُوسَى أَوْصَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّهُ سَيَأْتِيكُمْ نَبِيٌّ مِنْ إِخْوَانِكُمْ فِيهِ فَصَدِّقُوا وَمِنْهُ فَاسْمَعُوا؟

فَهَلْ تَعْلَمُ أَنَّ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ إِخْوَةً غَيْرَ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ إِنْ كُنْتَ تَعْرِفُ قَرَابَةَ إِسْرَائِيلَ مِنْ إِسْمَاعِيلَ وَالنَّسَبَ الَّذِي بَيْنَهُمَا مِنْ قِبَلِ إِبْرَاهِيمَ عليه السلام.

فَقَالَ رَأْسُ الْجَالُوتِ: هَذَا قَوْلُ مُوسَى لَا نَدْفَعُهُ.

فَقَالَ لَهُ الرِّضَا عليه السلام : هَلْ جَاءَكُمْ مِنْ إِخْوَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ غَيْرُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله؟

قَالَ: لَا وَفِي الْعُيُونِ.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : أَفَلَيْسَ قَدْ صَحَّ هَذَا عِنْدَكُمْ؟

قَالَ: نَعَمْ وَلَكِنِّي أُحِبُّ أَنْ تُصَحِّحَهُ لِي مِنَ التَّوْرَاةِ.

فَقَالَ لَهُ الرِّضَا عليه السلام : هَلْ تُنْكِرُونَ التَّوْرَاةَ تَقُولُ لَكُمْ: جَاءَ النُّورُ مِنْ قِبَلِ طُورِ سَيْنَاءَ وَأَضَاءَ لِلنَّاسِ مِنْ جَبَلِ سَاعِيرَ وَاسْتَعْلَنَ عَلَيْنَا مِنْ جَبَلِ فَارَانَ؟

قَالَ رَأْسُ الْجَالُوتِ: أَعْرِفُ هَذِهِ الْكَلِمَاتِ وَمَا أَعْرِفُ تَفْسِيرَهَا.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : أَنَا أُخْبِرُكَ بِهِ أَمَّا قَوْلُهُ: جَاءَ النُّورُ مِنْ قِبَلِ طُورِ سَيْنَاءَ: فَذَلِكَ وَحْيُ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الَّذِي أَنْزَلَهُ عَلَى مُوسَى عَلَى جَبَلِ طُورِ سَيْنَاءَ وَأَمَّا قَوْلُهُ: وَأَضَاءَ لِلنَّاسِ فِي جَبَلِ سَاعِيرَ، فَهُوَ الْجَبَلُ الَّذِي

أَوْحَى اللهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَى عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عليه السلام وَهُوَ عَلَيْهِ
وَأَمَّا قَوْلُهُ: وَاسْتَعْلَنَ عَلَيْنَا مِنْ جَبَلِ فَارَانَ، فَذَاكَ جَبَلٌ مِنْ جِبَالِ مَكَّةَ وَبَيْنَهُ وَبَيْنَهَا يَوْمَانِ أَوْ يَوْمٌ،
قَالَ شَعْيَا النَّبِيُّ فِيمَا تَقُولُ أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ فِي التَّوْرَاةِ: رَأَيْتُ رَاكِبَيْنِ أَضَاءَ لَهُمَا الْأَرْضَ أَحَدُهُمَا عَلَى حِمَارٍ وَالْآخَرُ عَلَى جَمَلٍ، فَمَنْ رَاكِبُ الْحِمَارِ وَمَنْ رَاكِبُ الْجَمَلِ؟
قَالَ رَأْسُ الْجَالُوتِ لَا أَعْرِفُهُمَا، فَخَبِّرْنِي بِهِمَا.
قَالَ: أَمَّا رَاكِبُ الْحِمَارِ فَعِيسَى وَأَمَّا رَاكِبُ الْجَمَلِ فَمُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله أَتُنْكِرُ هَذَا مِنَ التَّوْرَاةِ؟
قَالَ: لَا مَا أُنْكِرُهُ.
قَالَ الرِّضَا عليه السلام: هَلْ تَعْرِفُ حَيْقُوقَ النَّبِيَّ عليه السلام؟
قَالَ: نَعَمْ إِنِّي بِهِ لَعَارِفٌ.
قَالَ: فَإِنَّهُ قَالَ: وَكِتَابُكُمْ يَنْطِقُ بِهِ جَاءَ اللهُ تَعَالَى بِالْبَيَانِ مِنْ جَبَلِ فَارَانَ وَامْتَلَأَتِ السَّمَاوَاتُ مِنْ تَسْبِيحِ أَحْمَدَ وَأُمَّتِهِ يَحْمِلُ خَيْلَهُ فِي الْبَحْرِ كَمَا يَحْمِلُ فِي الْبَرِّ يَأْتِينَا بِكِتَابٍ جَدِيدٍ بَعْدَ خَرَابِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ يَعْنِي بِالْكِتَابِ الْقُرْآنَ، أَتَعْرِفُ هَذَا وَتُؤْمِنُ بِهِ؟
قَالَ رَأْسُ الْجَالُوتِ: قَدْ قَالَ ذَلِكَ حَيْقُوقُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وَلَا نُنْكِرُ قَوْلَهُ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : فَقَدْ قَالَ دَاوُدُ عليه السلام فِي زَبُورِهِ وَأَنْتَ تَقْرَؤُهُ : اَللّٰهُمَّ ابْعَثْ مُقِيمَ السُّنَّةِ بَعْدَ الْفَتْرَةِ فَهَلْ تَعْرِفُ نَبِيًّا أَقَامَ السُّنَّةَ بَعْدَ الْفَتْرَةِ غَيْرَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله؟

قَالَ رَأْسُ الْجَالُوتِ: هٰذَا قَوْلُ دَاوُدَ نَعْرِفُهُ وَلَا نُنْكِرُهُ وَلٰكِنْ عَنَى بِذٰلِكَ عِيسَى وَأَيَّامُهُ هِيَ الْفَتْرَةُ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : جَهِلْتَ أَنَّ عِيسَى لَمْ يُخَالِفِ السُّنَّةَ وَكَانَ مُوَافِقاً لِسُنَّةِ التَّوْرَاةِ حَتَّى رَفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ،

وَفِي الْإِنْجِيلِ مَكْتُوبٌ أَنَّ ابْنَ الْبَرَّةِ ذَاهِبٌ وَالْفَارِقْلِيطَا جَاءٍ مِنْ بَعْدِهِ هُوَ يُخَفِّفُ الْآصَارَ وَيُفَسِّرُ لَكُمْ كُلَّ شَيْءٍ وَيَشْهَدُ لِي كَمَا شَهِدْتُ لَهُ أَنَا جِئْتُكُمْ بِالْأَمْثَالِ وَهُوَ يَأْتِيكُمْ بِالتَّأْوِيلِ أَتُؤْمِنُ بِهٰذَا فِي الْإِنْجِيلِ؟

قَالَ: نَعَمْ لَا أُنْكِرُهُ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : أَسْأَلُكَ عَنْ نَبِيِّكَ مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ عليه السلام؟

فَقَالَ : سَلْ.

قَالَ: مَا الْحُجَّةُ عَلَى أَنَّ مُوسَى ثَبَتَتْ نُبُوَّتُهُ؟

قَالَ الْيَهُودِيُّ: إِنَّهُ جَاءَ بِمَا لَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلَهُ.

قَالَ لَهُ عليه السلام مِثْلَ مَاذَا؟

قَالَ: مِثْلَ فَلْقِ الْبَحْرِ وَقَلْبِهِ الْعَصَا حَيَّةً تَسْعَى وَضَرْبِهِ الْحَجَرَ، فَانْفَجَرَ مِنْهُ الْعُيُونُ وَإِخْرَجِهِ يَدَهُ بَيْضَاءَ لِلنَّاظِرِينَ وَعَلَامَاتٍ لَا يَقْدِرُ الْخَلْقُ عَلَى مِثْلِهَا.

قَالَ لَهُ الرِّضَا عليه السلام : صَدَقْتَ فِي أَنَّهَا كَانَتْ حُجَّتَهُ عَلَى نُبُوَّتِهِ إِنَّهُ جَاءَ بِمَا لَا يَقْدِرُ الْخَلْقُ عَلَى مِثْلِهِ، أَفَلَيْسَ كُلُّ مَنِ ادَّعَى أَنَّهُ نَبِيٌّ وَجَاءَ بِمَا لَا يَقْدِرُ الْخَلْقُ عَلَى مِثْلِهِ وَجَبَ عَلَيْكُمْ تَصْدِيقُهُ؟

قَالَ: لَا ، لِأَنَّ مُوسَى لَمْ يَكُنْ لَهُ نَظِيرٌ لِمَكَانِهِ مِنْ رَبِّهِ وَقُرْبِهِ مِنْهُ وَلَا يَجِبُ عَلَيْنَا الْإِقْرَارُ بِنُبُوَّةِ مَنِ ادَّعَاهَا حَتَّى يَأْتِيَ مِنَ الْأَعْلَامِ بِمِثْلِ مَا جَاءَ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : فَكَيْفَ أَقْرَرْتُمْ بِالْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ كَانُوا قَبْلَ مُوسَى وَلَمْ يَفْلِقُوا الْبَحْرَ وَلَمْ يَفْجُرُوا مِنَ الْحَجَرِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ عَيْناً وَلَمْ يُخْرِجُوا أَيْدِيَهُمْ مِثْلَ إِخْرَاجِ مُوسَى يَدَهُ بَيْضَاءَ وَلَمْ يَقْلِبُوا الْعَصَا حَيَّةً تَسْعَى؟

قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ: قَدْ خَبَّرْتُكَ أَنَّهُ مَتَى جَاءُوا عَلَى نُبُوَّتِهِمْ مِنَ الْآيَاتِ بِمَا لَا يَقْدِرُ الْخَلْقُ عَلَى مِثْلِهِ وَلَوْ جَاءُوا بِمِثْلِ مَا لَمْ يَجِئْ بِهِ مُوسَى أَوْ كَانُوا عَلَى مَا جَاءَ بِهِ مُوسَى وَجَبَ تَصْدِيقُهُمْ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : يَا رَأْسَ الْجَالُوتِ ، فَمَا يَمْنَعُكَ مِنَ الْإِقْرَارِ بِعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ وَكَانَ يُحْيِي الْمَوْتَى وَيُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَيَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَائِراً بِإِذْنِ اللَّهِ!

قَالَ رَأْسُ الْجَالُوتِ: يُقَالُ إِنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ وَلَمْ نَشْهَدْهُ.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : أَرَأَيْتَ مَا جَاءَ بِهِ مُوسَى مِنَ الْآيَاتِ

وَشَاهَدْتَهُ؟ أَلَيْسَ إِنَّمَا جَاءَ الْأَخْبَارُ مِنْ ثِقَاتِ أَصْحَابِ مُوسَى أَنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ؟

قَالَ: بَلَى.

قَالَ: كَذَلِكَ أَيْضاً أَتَتْكُمُ الْأَخْبَارُ الْمُتَوَاتِرَةُ بِمَا فَعَلَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ، فَكَيْفَ صَدَّقْتُمْ بِمُوسَى وَلَمْ تُصَدِّقُوا بِعِيسَى؟

فَلَمْ يُحِرْ جَوَاباً.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام: وَكَذَلِكَ أَمْرُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم وَمَا جَاءَ بِهِ وَأَمْرُ كُلِّ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّهُ كَانَ يَتِيماً فَقِيراً رَاعِياً أَجِيراً وَلَمْ يَتَعَلَّمْ وَلَمْ يَخْتَلِفْ إِلَى مُعَلِّمٍ. ثُمَّ جَاءَ بِالْقُرْآنِ الَّذِي فِيهِ قِصَصُ الْأَنْبِيَاءِ عليهم السلام وَأَخْبَارُهُمْ حَرْفاً حَرْفاً وَأَخْبَارُ مَنْ مَضَى وَمَنْ بَقِيَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ كَانَ يُخْبِرُهُمْ بِأَسْرَارِهِمْ وَمَا يَعْمَلُونَ فِي بُيُوتِهِمْ بِآيَاتٍ كَثِيرَةٍ لَا تُحْصَى.

قَالَ رَأْسُ الْجَالُوتِ: لَمْ يَصِحَّ عِنْدَنَا خَبَرُ عِيسَى وَلَا خَبَرُ مُحَمَّدٍ وَلَا يَجُوزُ لَنَا أَنْ نُقِرَّ لَهُمَا بِمَا لَا يَصِحُّ عِنْدَنَا.

قَالَ الرِّضَا عليه السلام: فَالشَّاهِدُ الَّذِي يَشْهَدُ لِعِيسَى وَمُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم شَاهِدُ زُورٍ. فَلَمْ يُحِرْ جَوَاباً.

ثُمَّ دَعَا بِالْهِرْبِذِ الْأَكْبَرِ، فَقَالَ لَهُ الرِّضَا عليه السلام: أَخْبِرْنِي عَنْ زَرْدُهُشْتَ الَّذِي تَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ مَا حُجَّتُكَ عَلَى نُبُوَّتِهِ؟

قَالَ: إِنَّهُ أَتَى بِمَا لَمْ يَأْتِنَا بِهِ أَحَدٌ قَبْلَهُ وَلَمْ نَشْهَدْهُ وَلَكِنَّ الْأَخْبَارَ مِنْ أَسْلَافِنَا وَرَدَتْ عَلَيْنَا بِأَنَّهُ أَحَلَّ لَنَا مَا لَمْ يُحِلَّهُ لَنَا غَيْرُهُ فَاتَّبَعْنَاهُ.

قَالَ: أَفَلَيْسَ إِنَّمَا أَتَتْكُمُ الْأَخْبَارُ فَاتَّبَعْتُمُوهُ؟

قَالَ: بَلَى.

قَالَ: فَكَذَلِكَ سَائِرُ الْأُمَمِ السَّالِفَةِ أَتَتْهُمُ الْأَخْبَارُ بِمَا أَتَى بِهِ النَّبِيُّونَ وَأَتَى بِهِ مُوسَى وَعِيسَى وَمُحَمَّدٌ ﷺ فَمَا عُذْرُكُمْ فِي تَرْكِ الْإِقْرَارِ بِهِمْ إِذْ كُنْتُمْ إِنَّمَا أَقْرَرْتُمْ بِزَرْدُشْتَ مِنْ قِبَلِ الْأَخْبَارِ الْوَارِدَةِ بِأَنَّهُ جَاءَ بِمَا لَمْ يَجِئْ بِهِ غَيْرُهُ؟

فَانْقَطَعَ الْهِرْبِذُ مَكَانَهُ.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ فِيكُمْ أَحَدٌ يُخَالِفُ الْإِسْلَامَ وَأَرَادَ أَنْ يَسْأَلَ فَلْيَسْأَلْ غَيْرَ مُحْتَشِمٍ.

فَقَامَ إِلَيْهِ عِمْرَانُ الصَّابِي وَكَانَ وَاحِداً مِنَ الْمُتَكَلِّمِينَ، فَقَالَ: يَا عَالِمَ النَّاسِ! لَوْلَا أَنَّكَ دَعَوْتَ إِلَى مَسْأَلَتِكَ لَمْ أُقْدِمْ عَلَيْكَ بِالْمَسَائِلِ وَلَقَدْ دَخَلْتُ الْكُوفَةَ وَالْبَصْرَةَ وَالشَّامَ وَالْجَزِيرَةَ وَلَقِيتُ الْمُتَكَلِّمِينَ، فَلَمْ أَقَعْ عَلَى أَحَدٍ يُثْبِتُ لِي وَاحِداً لَيْسَ غَيْرُهُ قَائِماً بِوَحْدَانِيَّتِهِ ، أَفَتَأْذَنُ أَنْ أَسْأَلَكَ؟

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : إِنْ كَانَ فِي الْجَمَاعَةِ عِمْرَانُ الصَّابِي فَأَنْتَ هُوَ؟

قَالَ: أَنَا هُوَ.

قَالَ: سَلْ يَا عِمْرَانُ وَعَلَيْكَ بِالنَّصَفَةِ إِيَّاكَ وَالْخَطَلَ وَالْجَوْرَ.

قَالَ: وَاللّٰهِ يَاسَيِّدِي مَا أُرِيدُ إِلَّا أَنْ تُثْبِتَ لِي شَيْئاً أَتَعَلَّقُ بِهِ فَلَا أَجُوزُهُ.

قَالَ: سَلْ عَمَّا بَدَالَكَ فَازْدَحَمَ النَّاسُ وَضَمَّ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ.

فَقَالَ: أَخْبِرْنِي عَنِ الْكَائِنِ الْأَوَّلِ وَعَمَّا خُلِقَ.

قَالَ: سَأَلْتَ فَافْهَمِ الْجَوَابَ، أَمَّا الْوَاحِدُ، فَلَمْ يَزَلْ كَائِناً وَاحِداً لَا شَيْءَ مَعَهُ بِلَا حُدُودٍ وَلَا أَعْرَاضٍ وَلَا يَزَالُ كَذَلِكَ ثُمَّ خَلَقَ خَلْقاً مُبْتَدِعاً مُخْتَلِفاً بِأَعْرَاضٍ وَحُدُودٍ مُخْتَلِفَةٍ لَا فِي شَيْءٍ أَقَامَهُ وَلَا فِي شَيْءٍ حَدَّهُ وَلَا عَلَى شَيْءٍ حَذَاهُ وَمَثَّلَهُ فَجَعَلَ الْخَلْقَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ صَفْوَةً وَغَيْرَ صَفْوَةٍ لِلّٰهِ وَاخْتِلَافاً وَائْتِلَافاً وَأَلْوَاناً وَأَذْوَقاً وَطَعْماً لَا،

لِحَاجَةٍ كَانَتْ مِنْهُ إِلَى ذَلِكَ وَلَا لِفَضْلِ مَنْزِلَةٍ لَمْ يَبْلُغْهَا إِلَّا بِهِ وَلَا رَأَى لِنَفْسِهِ فِيمَا خَلَقَ زِيَادَةً وَلَا نُقْصَاناً تَعْقِلُ هَذَا يَا عِمْرَانُ؟

قَالَ: نَعَمْ وَاللّٰهِ يَا سَيِّدِي.

قَالَ: وَاعْلَمْ يَاعِمْرَانُ! أَنَّهُ لَوْ كَانَ خَلَقَ مَا خَلَقَ لِحَاجَةٍ لَمْ يَخْلُقْ إِلَّا مَنْ يَسْتَعِينُ بِهِ عَلَى حَاجَتِهِ وَلَكِنْ يَنْبَغِي

أَنْ يَخْلُقَ أَضْعَافَ مَا خَلَقَ، لِأَنَّ الْأَعْوَانَ كُلَّمَا كَثُرُوا كَانَ صَاحِبُهُمْ أَقْوَى. ثُمَّ طَالَ السُّؤَالُ وَالْجَوَابُ بَيْنَ الرِّضَا عليه السلام وَبَيْنَ عِمْرَانَ الصَّابِي وَالرَّحْمَةُ عليه السلام فِي أَكْثَرِ مَسَائِلِهِ حَتَّى انْتَهَتِ الْحَالُ إِلَى أَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّهُ يَا سَيِّدِي كَمَا وَصَفْتَ وَلَكِنْ بَقِيَتْ مَسْأَلَةٌ.

قَالَ: سَلْ عَمَّا أَرَدْتَ.

قَالَ: أَسْأَلُكَ عَنِ الْحَكِيمِ فِي أَيِّ شَيْءٍ وَهَلْ يُحِيطُ بِهِ شَيْءٌ؟ وَهَلْ يَتَحَوَّلُ مِنْ شَيْءٍ إِلَى شَيْءٍ؟ أَوْ هَلْ بِهِ حَاجَةٌ إِلَى شَيْءٍ؟

قَالَ الرِّضَا عليه السلام: أُخْبِرُكَ يَا عِمْرَانُ! فَاعْقِلْ مَا سَأَلْتَ عَنْهُ، فَإِنَّهُ مِنْ أَغْمَضِ مَا يَرِدُ عَلَى الْمَخْلُوقِينَ فِي مَسَائِلِهِمْ وَلَيْسَ يَفْهَمُهُ الْمُتَفَاوِتُ عَقْلُهُ الْعَازِبُ حِلْمُهُ وَلَا يَعْجِزُ عَنْ فَهْمِهِ أُولُو الْعَقْلِ الْمُنْصِفُونَ.

أَمَّا أَوَّلُ ذَلِكَ، فَلَوْ كَانَ خَلَقَ مَا خَلَقَ لِحَاجَةٍ مِنْهُ لَجَازَ لِقَائِلٍ أَنْ يَقُولَ: يَتَحَوَّلُ إِلَى مَا خَلَقَ لِحَاجَتِهِ إِلَى ذَلِكَ وَلَكِنَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَخْلُقْ شَيْئاً لِحَاجَةٍ وَلَمْ يَزَلْ ثَابِتاً لَا فِي شَيْءٍ، إِلَّا أَنَّ الْخَلْقَ يُمْسِكُ بَعْضُهُ بَعْضاً وَيَدْخُلُ بَعْضُهُ فِي بَعْضٍ وَيَخْرُجُ مِنْهُ وَاللَّهُ جَلَّ وَتَقَدَّسَ بِقُدْرَتِهِ يُمْسِكُ ذَلِكَ كُلَّهُ وَلَيْسَ يَدْخُلُ فِي شَيْءٍ وَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُ وَلَا يَعْجِزُ عَنْ إِمْسَاكِهِ وَلَا يَعْرِفُ أَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ كَيْفَ ذَلِكَ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ

أَطْلَعَهُ عَلَيْهِ مِنْ رُسُلِهِ وَأَهْلِ سِرِّهِ وَالْمُسْتَحْفِظِيْنَ لِأَمْرِهِ وَخُزَّانِهِ الْقَائِمِيْنَ بِشَرِيْعَتِهِ وَإِنَّمَا أَمْرُهُ كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ إِذَا شَاءَ شَيْئاً ، فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ بِمَشِيئَتِهِ وَ إِرَادَتِهِ وَلَيْسَ شَيْءٌ مِنْ خَلْقِهِ أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ وَلَا شَيْءٌ أَبْعَدَ مِنْهُ مِنْ شَيْءٍ أَفَهِمْتَ يَا عِمْرَانُ؟

قَالَ: نَعَمْ يَاسَيِّدِي فَهِمْتُ وَأَشْهَدُ أَنَّ اللهَ عَلَى مَا وَصَفْتَ وَوَحَّدْتَ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ الْمَبْعُوثُ بِالْهُدَى وَدِيْنِ الْحَقِّ، ثُمَّ خَرَّ سَاجِداً نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَأَسْلَمَ.

قَالَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّوْفَلِيُّ : فَلَمَّا نَظَرَ الْمُتَكَلِّمُونَ إِلَى كَلَامِ عِمْرَانَ الصَّابِي وَكَانَ جَدِلًا لَمْ يَقْطَعْهُ عَنْ حُجَّتِهِ أَحَدٌ قَطُّ لَمْ يَدْنُ مِنَ الرِّضَاعليه السلام أَحَدٌ وَلَمْ يَسْأَلُوهُ عَنْ شَيْءٍ، وَأَمْسَيْنَا فَنَهَضَ الْمَأْمُونُ وَالرِّضَاعليه السلام فَدَخَلَا وَانْصَرَفَ النَّاسُ.

ثُمَّ قَالَ الرِّضَاعليه السلام : أَنْ عَادَ إِلَى مَنْزِلِهِ: يَا غُلَامُ صِرْ إِلَى عِمْرَانَ الصَّابِي فَأْتِنِي بِهِ.

فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ أَنَا أَعْرِفُ مَوْضِعَهُ هُوَ عِنْدَ بَعْضِ إِخْوَانِنَا مِنَ الشِّيْعَةِ.

قَالَ: فَلَا بَأْسَ قَرِّبُوا إِلَيْهِ دَابَّةً، فَصِرْتُ إِلَى عِمْرَانَ فَأَتَيْتُهُ بِهِ فَرَحَّبَ بِهِ وَدَعَا بِكِسْوَةٍ، فَخَلَعَهَا عَلَيْهِ وَدَعَا بِعَشَرَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ، فَوَصَلَهُ بِهِ.

قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ حَكَيْتَ فِعْلَ جَدِّكَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام.
قَالَ: هَكَذَا يَجِبُ ثُمَّ دَعَا عليه السلام بِالْعَشَاءِ، فَأَجْلَسَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَأَجْلَسَ عِمْرَانَ عَنْ يَسَارِهِ حَتَّى إِذَا فَرَغْنَا قَالَ لِعِمْرَانَ: انْصَرِفْ مُصَاحَباً وَبَكِّرْ عَلَيْنَا نُطْعِمْكَ طَعَامَ الْمَدِينَةِ فَكَانَ عِمْرَانُ بَعْدَ ذَلِكَ يَجْتَمِعُ إِلَيْهِ الْمُتَكَلِّمُونَ مِنْ أَصْحَابِ الْمَقَالَاتِ، فَيُبْطِلُ عَلَيْهِمْ أَمْرَهُمْ حَتَّى اجْتَنَبُوهُ وَوَصَلَهُ الْمَأْمُونُ بِعَشَرَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ وَأَعْطَاهُ الْفَضْلُ مَالًا جَزِيلًا وَوَلَّاهُ الرِّضَا عليه السلام صَدَقَاتِ الْبَلْخِ فَأَصَابَ الرَّغَائِبَ.

حسن بن محمد نوفلی کہتے ہیں: جب امام رضا علیہ السلام مامون کے پاس تشریف لائے تو خلیفہ نے فضل بن سہل کو حکم دیا کہ مختلف ادیان و مذاہب کے علما مثلاً جاثلیق، راس الجالوت، صائبین کے رؤسا، ہربذ اکبر بزرگ، زردشتی، رومیوں کے عالم اور علمائے علم کلام کو اکٹھا کرے تا کہ وہ امام رضا علیہ السلام اور ان کے علما کے اقوال سنے۔ فضل بن سہل نے سب کو اکٹھا کیا اور مامون کو ان کے حاضر ہونے کے بارے میں مطلع کیا۔

خلیفہ نے حکم دیا کہ سب کو اس کے پاس حاضر کرے، جب وہ آئے تو خوش آمدید کے بعد ان سے کہا: میں نے آپ لوگوں کو کارِ خیر کے لیے دعوت دی ہے، میں پسند کرتا ہوں، آپ میرے چچازاد جو کہ مدینہ سے آئے ہیں، سے مناظرہ کریں، لہٰذا کل صبح کو یہاں پہنچ جائیں، اور کوئی بھی اس حکم سے سرتابی نہ کرے۔ انھوں نے اطاعت کرتے ہوئے کہا: اے امیر المومنین! ہم کل صبح سویرے آپ کے یہاں حاضر ہو جائیں گے۔

نوفلی کہتے ہیں: میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں مصروف گفتگو تھا کہ

آنحضرتؑ کے خادم یاسر آئے اور کہا: میرے آقا! مامون نے آپؑ کو سلام دیتے ہوئے کہا ہے: آپؑ کا بھائی آپؑ پر قربان جائے! مختلف مذاہب کے دانشور اور علمائے علم کلام میرے پاس حاضر ہیں، کیا آپؑ پسند کریں گے کہ میرے پاس تشریف لائیں اور ان کے ساتھ بحث و گفتگو کریں۔ اگر آپؑ وہاں جانے کو اچھا نہیں سمجھتے تو اجازت دیجیے ہم آپؑ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے ہیں۔

امام رضاعلیہ السلام نے فرمایا: اس سے کہو کہ میں تمھارا مقصد سمجھ گیا ہوں، ان شاء اللہ صبح آؤں گا۔

حسن بن نوفلی کہتے ہیں: جب یاسر چلے گئے تو آنحضرتؑ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے نوفلی! تم عراقی ہو اور عراقی نکتہ سنج اور ظریف طبیعت کے مالک ہوتے ہیں۔ تیری نگاہ میں مامون کا مختلف ادیان کے علما اور اہلِ شرک کو اکٹھا کرنے سے کیا مقصد ہے؟

میں نے عرض کیا: وہ آپؑ کو آزمانا اور جو کچھ آپؑ کے پاس ہے اُسے جاننا چاہتا ہے، اس نے یہ بڑا خطرناک کام کیا ہے۔

امام رضاعلیہ السلام نے فرمایا: وہ کیسے؟

میں نے عرض کیا: آپؑ متکلمین اور اہلِ بدعت کے مانند نہیں ہیں، کیونکہ ایک صحیح اور درست مطلب کا انکار نہیں کرتا، لیکن یہ سب کے سب اہلِ انکار و مغالطہ ہیں۔ اگر آپؑ ان سے وحدانیت خدا کی اساس پر بحث کریں گے تو وہ کہیں گے کہ اس کی یکتائی اور وحدانیت کو ثابت کریں، اور اگر آپؑ نے فرمایا کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں تو وہ کہیں گے کہ ان کی رسالت کو ثابت کریں۔ پھر وہ مغالطہ کریں گے کہ جو اس بات کا باعث بنے گا جو شخص اپنی دلیل کو باطل سمجھے اور اس سے ہاتھ اُٹھا لے، آپؑ پر قربان جاؤں، ان سے محتاط رہیں اور اپنے آپ کو محفوظ رکھیں۔

امام علیہ السلام نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا: اے نوفلی! کیا تم اس سے ڈر رہے ہو کہ وہ میری دلیلوں کو باطل کرتے ہوئے مجھے لاجواب کر دیں گے؟

میں نے عرض کیا: نہیں، خدا کی قسم! مجھے آپؑ کے بارے میں ایسا کوئی خوف نہیں ہے اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کو ان پر غالب فرمائے گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے نوفلی! کیا یہ جاننا چاہتے ہو کہ مامون اپنے اس کام سے کب نادم ہوگا؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: جب وہ دیکھے گا کہ میں اہلِ توریت کے ساتھ ان کی توریت سے، اہلِ انجیل کے ساتھ ان کی انجیل سے، اہلِ زبور کے ساتھ ان کی زبور سے، صائبین کے ساتھ عبرانی میں، زردشتیوں کے ساتھ فارسی میں، رومیوں کے ساتھ رومی زبان میں اور ہر مذہب وعلاقہ کے علما سے ان کی زبان میں گفتگو کروں گا اور سب کو لاجواب کرتے ہوئے ان تمام پر غالب آجاؤں گا اور وہ سب میری بات کو قبول کریں گے، تب مامون سمجھے گا کہ جس راستے پر وہ چل رہا ہے، وہ درست نہیں ہے۔ یہی وقت ہوگا کہ جب وہ نادم وشرمندہ ہوگا، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

فضل بن سہل صبح سویرے امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، آپؑ کا چچازاد آپؑ کا منتظر ہے اور جن علما کو دعوت دی گئی ہے وہ بھی حاضر ہیں، آپ کب تشریف لائیں گے؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: تم جلدی سے جاؤ، میں بھی ان شاء اللہ آتا ہوں۔ آپؑ نے وضو کیا اور ستو نوش فرمائے اور کچھ مقدار میں مجھے بھی دیئے۔ پھر ہم سب وہاں سے روانہ ہوئے اور مامون کے پاس پہنچ گئے۔

مجلس لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی اور جعفر بن محمد (آنحضرتؑ کے چچا)

سادات کے ایک گروہ کے ہمراہ موجود تھے، نیز فوجی افسر بھی وہاں پر موجود تھے۔ جس وقت امام علیہ السلام وارد ہوئے، تو مامون، محمد بن جعفر اور اس مجلس میں موجود تمام سادات امام رضا علیہ السلام کے احترام میں کھڑے ہو گئے، آنحضرتؑ اور مامون بیٹھ گئے اور باقی لوگ اسی طرح کھڑے رہے حتیٰ کہ مامون نے انھیں بیٹھنے کا حکم دیا، مامون کچھ دیر تک امام علیہ السلام سے مصروف گفتگو رہا۔

پھر جاثلیق کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: اے جاثلیق! یہ شخص علی بن جعفر، میرے چچازاد اور پیغمبر اکرمؐ کی بیٹی فاطمہ زہراؑ اور امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب صلوات اللہ علیہم کی اولاد میں سے ہیں۔ میں پسند کرتا ہوں کہ ان سے دلیل کے ساتھ بحث و گفتگو کرو اور انصاف کی رعایت کرو۔

جاثلیق نے کہا: اے امیرالمومنینؑ! میں ایسے شخص سے کیسے گفتگو کروں کہ جو ایسی کتاب سے دلیل بیان کرے کہ جس پر میرا اعتقاد ہی نہ ہو؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے مسیحی! اگر میں انجیل سے تمھارے لیے دلیل بیان کروں تو کیا قبول کرو گے؟

جاثلیق نے کہا: کیا یہ ہو سکتا ہے کہ جو کچھ انجیل فرمائے میں اُسے رد کروں؟ یوحنا کی قسم! اگر یہ میرے وجدان کے خلاف بھی ہو تو میں اسے قبول کروں گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی سوال کرنا چاہتے ہو، کرو اور اس کا جواب حاصل کرو۔

جاثلیق نے پوچھا: حضرت عیسیٰؑ کی نبوت اور ان کی کتاب کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہو؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں حضرت عیسیٰؑ کی نبوت، ان کی کتاب، اُنھوں نے جس چیز کی بشارت دی اور ان کے حواریوں نے بھی اسے قبول کیا، پر ایمان رکھتا ہوں، مگر

وہ عیسیٰ ہے کہ جو محمدؐ کی نبوت اور ان کی کتاب پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی اُمت کو اس کی خوشخبری نہیں دی، میں اس کا منکر ہوں۔

جاثلیق نے کہا: ہر حکم کے لیے دو عادل شاہدوں کی ضرورت نہیں ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں ہے؟

اس نے کہا: پس آپ اپنے ہم مذہبوں کے علاوہ دو ایسے گواہوں کا تعارف کروائیں کہ جنھیں عیسائی بھی قبول کرتے ہوں اور ہم سے مطالبہ کرو کہ ہم بھی اپنے دین کے علاوہ کوئی سے دو عادل شاہدوں کا تعارف کروائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اب تم انصاف کے راستے پر آئے ہو، کیا ایسے شخص کو قبول کرتے ہو جو حضرت عیسیٰؑ کے نزدیک مقام و مرتبہ کا حامل ہو؟

جاثلیق نے کہا: وہ عادل شخص کون ہے، اس کا نام بتائیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمھاری یوحنا دیلمی کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جاثلیق نے کہا: واہ واہ، آپؑ نے ایسے شخص کا نام لیا ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے نزدیک محبوب ترین ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تمھیں قسم دیتا ہوں، بتاؤ کہ کیا انجیل میں یہ نہیں آیا کہ یوحنا نے کہا: عیسیٰؑ نے مجھے دین محمدؐ عربی سے آگاہ کیا اور بشارت دی ہے کہ وہ ان کے بعد تشریف لائیں گے اور میں نے اپنے حواریوں کو خوش خبری دی ہے اور وہ ان پر ایمان بھی لائے ہیں؟

جاثلیق نے کہا: ہاں، یوحنا نے حضرت مسیحؑ کا ایسا قول نقل کیا ہے اور ایک شخص کی نبوت کی بشارت دی ہے، اور ان کے اہلِ بیتؑ اور وصی کے بارے میں بھی خوشخبری دی ہے، لیکن یہ معین نہیں کیا ہے کہ یہ ماجرا کب واقع ہوگا اور نہ اُنھوں نے ہمیں اُن کا تعارف کرایا ہے کہ ہم پہچانیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں کسی ایسے شخص کو یہاں پر بلاؤں جو انجیل کو پڑھ سکتا ہو اور محمدؐ و اہلِ بیتِ محمدؐ اور ان کی اُمت کے بارے میں تمھارے سامنے تلاوت کرے تو ایمان لے آؤ گے؟

جاثلیق نے کہا: یہ تو بہت اچھی بات ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے نسطاس رومی سے فرمایا: تمہیں انجیل کا تیسرا سفر کہاں تک حفظ ہے؟

اس نے کہا: مجھے وہ مکمل طور پر حفظ ہے۔

پھر جاثلیق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم نے انجیل پڑھی ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں اس کا تیسرا سفر پڑھتا ہوں اگر اس میں محمدؐ، ان کے اہلِ بیتؑ اور ان کی اُمت کے بارے میں کوئی مطلب بیان ہوا ہو تو گواہی دینا، اور اگر اس بارے میں کوئی مطلب بیان نہ ہوا تو گواہی نہ دینا۔

امام علیہ السلام نے سفرِ سوم کو پڑھنا شروع کیا۔ جب محمدؐ کے نام پر پہنچے تو رُک کر فرمایا: اے نصرانی! تمھیں حضرت مسیحؑ اور ان کی ماں کے حق کی قسم! کیا تمہیں معلوم پڑا ہے کہ میں انجیل کا عالم ہوں۔

اس نے کہا: ہاں۔

پھر امام علیہ السلام نے حضرت محمدؐ، ان کے اہلِ بیتؑ اور ان کی اُمت کے بارے میں تلاوت فرمائی اور کہا: اب کیا کہتے ہو؟ یہ بالکل حضرت مسیحؑ کا کلام ہے، اگر تم نے انجیل کے مطالب کو جھٹلایا تو گویا تم نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی تکذیب کی، اگر ان مطالب کا انکار کرو گے تو تمھارا قتل واجب ہے، کیوں کہ تم خدا، پیغمبرؐ اور اپنی کتاب کے منکر ہو گے۔

جاثلیق نے کہا: میرے لیے جو بھی مطلب انجیل سے واضح ہو جائے گا، میں اس کا انکار ہرگز نہیں کروں گا بلکہ میرا اس پر یقین ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کے اقرار پر گواہ رہیں۔

امام علیہ السلام نے مزید فرمایا: جو چاہتے ہو پوچھو؟

جاثلیق نے کہا: حضرت عیسیٰؑ کے حواری اور انجیل کے علما کتنے افراد تھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام کے حواری بارہ افراد تھے، ان سب میں سے افضل اور عالم ترین "لوقا" تھے۔ نصاریٰ کے علما تین تھے۔ "اج" میں یوحنا اکبر، "قرقیسا" میں یوحنا، اور "رجاز" میں یوحنا دیلمی، حضرت محمدؐ، ان کے اہلِ بیتؑ اور اُن کی اُمت سے متعلق مطالب اس کے پاس تھے اور یہی وہ تھے کہ جنھوں نے اُمت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کو حضرت محمدؐ کی نبوت، ان کے اہلِ بیتؑ اور اُمت کی خوشخبری دی تھی۔

پھر فرمایا: اے مسیحی! خدا کی قسم! ہم اس عیسیٰؑ کے معتقد ہیں جو محمدؐ پر ایمان رکھتے تھے، ہمیں آپؑ کے عیسیٰؑ پر اس کے سوا کوئی اعتراض نہیں ہے کہ وہ ضعیف و ناتواں تھے، وہ نماز کم پڑھتے تھے اور روزے کم رکھتے تھے؟

جاثلیق نے کہا: خدا کی قسم! آپ اپنے علم و دانش کو برباد کر بیٹھے ہیں اور اپنے آپ کو کمزور کیا ہے، جب کہ میرا خیال تھا کہ آپؑ مسلمانوں کے درمیان عالم ترین شخص ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: مگر ہوا کیا ہے؟

جاثلیق نے کہا: آپؑ کا عقیدہ ہے حضرت عیسیٰؑ ضعیف تھے، روزے کم رکھتے تھے اور نماز کم پڑھتے تھے حالانکہ آنحضرتؑ نے ایک دن بھی روزے کے بغیر نہیں گزارا، ایک رات بھی نہیں سوئے۔ حضرتؑ ہمیشہ دن میں روزے سے ہوتے تھے اور

شب زندہ دار تھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ کس کا تقرب حاصل کرنے کے لیے نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے تھے؟

جاثلیق کوئی جواب نہ دے سکا اور خاموش ہوگیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔

جاثلیق نے کہا: سوال کریں، اگر علم ہوگا تو جواب دوں گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم اس بات کو کیوں قبول نہیں کرتے ہو کہ حضرت عیسیٰؑ نے اذنِ خدا سے مُردوں کو زندہ کیا ہے؟

جاثلیق نے کہا: کیوں کہ جو مُردوں کو زندہ کرتا ہے، کوڑھی کو شفا دیتا ہے اور اندھوں کو بینائی عطا کرتا ہے وہ رب ہے اور لائقِ عبادت ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت "یسع" نے بھی جناب عیسیٰؑ کی طرح کے کام انجام دیے ہیں، وہ پانی پر چلتے تھے، مُردوں کو زندہ کرتے تھے، اندھوں کو بینائی اور کوڑھی کو شفا عطا کرتے تھے، لیکن ان کی اُمت نے انھیں خدا نہیں سمجھا اور نہ ہی کسی نے ان کی عبادت کی ہے۔ حزقیلؑ نبی نے بھی حضرت عیسیٰؑ کے مانند مُردوں کو زندہ کیا، انھوں نے پینتیس ہزار ایسے افراد کو زندہ کیا جنھیں مرے ہوئے ساٹھ سال گزر چکے تھے۔

اس کے بعد امام علیہ السلام راس الجالوت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم نے توریت میں بنی اسرائیل کے ان جوانوں کا یہ ماجرا پڑھا ہے کہ جنھیں بخت نصر نے بنی اسرائیل کے ان قیدیوں میں سے چنا تھا جو بیت المقدس پر حملہ کے دوران میں اَسیر ہوئے تھے اور وہ انھیں بابل لے گیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے بھی انھیں ان کی طرف بھیجا اور انھیں زندہ کیا؟ یہ واقعہ توریت میں موجود ہے اور تم میں سے جو کوئی بھی اس کا انکار کرے گا وہ کافر ہے۔

رأس الجالوت نے کہا: میں نے یہ واقعہ سنا ہے اور اس سے آگاہ ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: صحیح ہے۔ آپؑ نے پھر فرمایا: اے یہودی! تم توریت کو دیکھو، کیا میں یہ شعر صحیح پڑھ رہا ہوں؟

پھر آنحضرتؑ نے توریت کی کچھ آیات تلاوت فرمائیں، یہودی ان کی تلاوت اور آواز سن کر حیران رہ گیا اور اس نے جھولنا شروع کر دیا۔ پھر آپؑ نے نصرانی سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے نصرانی! کیا یہ سب (یعنی یسع و حزقیل) حضرت عیسیٰؑ سے قبل تھے یا حضرت عیسیٰؑ ان سے پہلے تھے؟

جاثلیق نے کہا: یہ جناب عیسیٰؑ سے پہلے تھے۔

آپؑ نے فرمایا: تمام قریش حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور مطالبہ کیا کہ وہ ان کے مُردوں کو زندہ کریں۔ رسولؐ خدا نے حضرت علی علیہ السلام کو ان کے ہمراہ صحرا (قبرستان) میں بھیجا اور فرمایا: وہاں جا کر بلند آواز سے ان افراد کو پکاریں کہ جن کے بارے میں یہ چاہتے ہیں کہ زندہ ہوں، اور ان میں ایک ایک کا نام لے کر کہو کہ محمدؐ رسولِ خدا کہتے ہیں کہ اذنِ خدا سے زندہ ہو جاؤ۔ پس تمام مُردے زندہ ہو گئے اور اپنے سروں سے مٹی جھاڑنے لگے۔ قریش کے لوگوں نے ان سے ان کے امور کے بارے میں سوالات بھی کیے اور کہا: محمدؐ پیغمبر ہو گئے ہیں، یہ سن کر مُردے زمین سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے کاش! ہم بھی انھیں پاتے اور ان پر ایمان لاتے۔

رسولؐ خدا نے بھی اندھوں کو بینائی اور کوڑھی اور دیوانوں کو شفا دی ہے۔ آپؐ نے حیوانات، پرندوں، جنّات اور شیاطین سے گفتگو کی ہے اس کے باوجود ہم اُنھیں خدا نہیں سمجھتے ہیں اور اس کے باوجود ہم ان پیغمبروںؑ کے فضائل کے بھی منکر نہیں ہیں۔ تم حضرت عیسیٰؑ کو معبود سمجھتے ہو، لہٰذا تمھیں چاہیے کہ ان دو پیغمبروں (یسع و حزقیل) کو بھی اپنا معبود سمجھو کیوں کہ اُنھوں نے بھی جناب عیسیٰؑ کے مانند مُردوں کو

زندہ کیا ہے اور ان کے دوسرے معجزات بھی انجام دیے ہیں۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے تقریباً ایک ہزار افراد طاعون نامی بیماری کے خوف سے اپنا شہر چھوڑ کر نکلے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب کی جان ایک لمحہ میں لے لی۔ اس شہر کے لوگوں نے ان مُردوں کے اطراف میں ایک حصار کھینچا اور انھیں اسی حال میں چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کی ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں تو ایک دن بنی اسرائیل میں سے ایک نبی کا وہاں سے گزر ہوا۔ وہ کثیر تعداد میں بوسیدہ ہڈیوں کو دیکھ کر حیران ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی فرمائی کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ ان کو تمھارے لیے زندہ کروں تا کہ انھیں ڈراؤ اور اپنے دین کی تبلیغ کرو؟

اس نے کہا: ہاں، اے میرے پروردگار!

خداوند متعال نے وحی نازل کی کہ انھیں آواز دو۔ اس نے یوں آواز دی کہ بوسیدہ ہڈیو! حکمِ خدا سے زندہ ہو جاؤ۔ وہ سب کی سب ایک لمحہ میں زندہ ہو گئیں اور مُردے اپنے سروں سے خاک جھاڑتے ہوئے (زندہ بدنوں کے ساتھ) کھڑے ہو گئے۔

علاوہ ازیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کچھ پرندوں کو پکڑا، ان کے ٹکڑے ٹکڑے کیے، ان کے بعض حصے مختلف پہاڑوں پر رکھے، پھر تمام کو آواز دی تو وہ زندہ ہو گئے اور (پرواز کرتے ہوئے) ان کی طرف آئے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے منتخب شدہ وہ ستر افراد جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ پہاڑ پر گئے تھے اور ان سے مطالبہ کیا کہ جس طرح آپ نے خدا کو دیکھا ہے ہمیں بھی دکھاؤ۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: میں نے خدا کو نہیں دیکھا، لیکن ان لوگوں نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔ ہم اس وقت آپ کی بات کی تصدیق نہیں کریں گے جب تک آشکارا طور پر خدا کو دیکھ نہ لیں۔ نتیجتاً آسمانی بجلی نے انھیں جلا کر راکھ کر دیا اور جناب موسیٰؑ تنہا رہ گئے۔ انھوں

نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا: اے پالنے والے! میں نے بنی اسرائیل کے ستر افراد کا انتخاب کیا تھا اور انھیں اپنے ہمراہ لایا تھا اور اب تنہا لوٹ کر جاؤں تو کیسے ممکن ہے کہ میری قوم اس واقعہ کے بارے میں میری بات قبول کرلے؟

اگر تو چاہتا تو اس سے قبل بھی انھیں ہلاک کر دیتا، کیا ان احمقوں کے کام کی وجہ سے مجھے بھی ہلاک کرو گے؟ اللہ تعالیٰ نے انھیں مارنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے جو موارد تمھارے سامنے ذکر کیے ہیں تم ان میں سے کسی ایک کا انکار نہیں کر سکتے ہو، کیوں کہ یہ سب توریت، انجیل، زبور اور قرآن کی باتیں ہیں، جو کوئی بھی مُردہ کو زندہ کرے، اندھوں کو بینائی عطا کرے، جذامیوں اور پاگلوں کو شفا دے، اگر وہ خدا ہے تو پھر ان سب کو خدا سمجھو، کیا خیال ہے؟

جاثلیق نے کہا: ہاں، آپ کی بات درست ہے، اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے پھر جالوت سے فرمایا: میں تمھیں حضرت موسیٰؑ پر نازل ہونے والی دس آیتوں کی قسم دیتا ہوں، کیا توریت میں محمدؐ اور ان کی اُمت کی یہ خبر ہے کہ جس وقت ناقہ پر سوار کی اتباع کرنے والی آخری اُمت آئے گی جو خدا کی بہت زیادہ تسبیح و تقدیس کرے گی، جدید تسبیح، جدید معبودوں، اس زمانے میں بنی اسرائیل پر لازم ہے کہ اس اُمت اور ان کے بادشاہ کی طرف جائیں تاکہ ان کے دل آرام پائیں۔ چوں کہ ان کے ہاتھوں میں ایسی تلواریں ہیں کہ جن کے ذریعے وہ زمین کے گوش و کنار میں، موجودہ کفار سے انتقام لیں گی، کیا یہ مطلب توریت میں اسی طرح نہیں لکھا ہوا؟

رأس الجالوت نے کہا: جی ہاں! ہم نے توریت میں اسی طرح سے دیکھا ہے۔

پھر آپؑ نے جاثلیق سے فرمایا: تم کتاب "شعیا" سے کس حد تک آشنا ہو؟

اس نے کہا: میں اس کا حرف حرف جانتا ہوں۔

چنانچہ امام علیہ السلام نے دونوں سے فرمایا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ اس میں یہ کلام موجود ہے: "اے قوم! میں نے گدھے پر سوار شخص کی تصویر دیکھی حالانکہ اس نے نورانی لباس پہنا ہوا تھا اور میں نے شتر سوار کو دیکھا کہ اس کا نور چاند کے نور کے مانند تھا؟

ان دونوں نے جواب دیا: ہاں شعیا نے ایسا ہی کہا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم انجیل میں جناب عیسیٰ کے اس کلام سے آشنا ہو کہ انھوں نے فرمایا: میں تمھارے اور اپنے خدا کی طرف جانے والا ہوں اور فارقلیطا آئیں گے اور وہ وہی ہیں کہ جو میرے فائدہ میں ہیں اور حق کی گواہی دیں گے بالکل اُسی طرح جس طرح میں نے ان کے لیے شہادت دی ہے۔ وہی ہیں جو تمھارے لیے ہر چیز کی تفسیر و تفصیل بیان کریں گے۔ وہی ہیں جو اُمتوں کی رسوائیوں کو آشکارا کریں گے، اور وہی ہیں جو خیمۂ کفر کے ستون کو توڑیں گے۔

جاثلیق نے کہا: آپؑ انجیل سے جو کچھ پڑھیں گے ہمیں قبول ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم قبول کرتے ہو کہ یہ مطلب انجیل میں موجود ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

امام علیہ السلام نے مزید فرمایا: جس وقت پہلی انجیل گم ہوئی تھی تم نے کس کے پاس پایا تھا اور کس نے یہ انجیل تمھارے لیے وضع کی تھی؟

جاثلیق نے کہا: ہم نے صرف ایک دن انجیل گم کی تھی، پھر اسے تر و تازہ پایا؟ یوحنا اور متی نے اسے ہمارے لیے تلاش کیا تھا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم کس قدر اس انجیل کے واقعہ اور اس کے علما سے بے خبر ہو، اگر یہ مطلب اسی طرح ہے جیسا کہ تم نے کہا ہے تو پھر تم انجیل کے بارے میں کیوں اختلافات سے دوچار ہو؟؟

یہ سارا اختلاف اسی انجیل میں ہے جو تمھارے پاس ہے۔ اگر روزِ اوّل کے

مانند ہوتی تو تمھارے درمیان اختلاف نہ ہوتا، لیکن میں مطلب کو تمھارے لیے واضح کرتا ہوں۔ جس زمانے میں انجیلِ اوّل گم ہوئی تھی تو مسیحی حضرات اپنے علما کے پاس اکٹھے ہوئے اور کہا: عیسٰی بن مریمؑ قتل ہو گئے ہیں اور ہم انجیل بھی گم کر بیٹھے ہیں، اب آپ علما حضرات کے پاس کیا ہے؟

الوقا، مرقابوس، یوحنا اور متی نے کہا: ہم انجیل کے حافظ ہیں اور ہر اتوار کو اس کا ایک سفر تمھارے لیے لائیں گے، لہٰذا پریشان مت ہوں اور گرجا گروں کو خالی مت چھوڑو، ہر اتوار کو تمھارے ایک سفر پڑھیں گے تاکہ تمام انجیل کو اکٹھا کر لیں۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: الوقا، مرقابوس، یوحنا اور متی مل بیٹھے اور انھوں نے انجیل اوّل کے گم ہو جانے کے بعد تمھارے لیے یہ دوسری انجیل لکھی ہے۔ یہ چاروں افراد اوّلین شاگردوں کے شاگرد تھے، کیا تمھیں اس بات کا پتا تھا؟

جاثلیق نے کہا: ہمیں ابھی تک یہ بات معلوم نہیں تھی اور آج آپؑ کے علم کی برکت سے انجیل کے بارے میں یہ مطلب ہمارے لیے روشن ہو گیا ہے۔ دیگر مطالب جو آپ جانتے تھے اور ہم نے آپؑ سے سنے ہیں، ان کے بارے میں ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ تمام کے تمام حق ہیں۔ ہم نے آپؑ کے فرامین سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمھاری نگاہ میں ان افراد کی گواہی کیسی ہے؟

جاثلیق نے کہا: ان کی گواہی قابلِ قبول ہے، یہ علمائے انجیل ہیں جس کی یہ تائید کریں گے اور اس کے بارے میں گواہی دیں گے وہ حق اور درست ہے۔

امام علیہ السلام نے مامون اور تمام حاضرین سے فرمایا: آپ لوگ گواہ رہنا۔ انھوں نے کہا: ہم گواہ ہیں۔

پھر امام علیہ السلام نے جاثلیق سے فرمایا: میں تجھے بیٹے (عیسٰیؑ) اور اس کی ماں

(مریمؑ) کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمھیں معلوم ہے کہ متی نے کہا ہے: مسیحؑ، داؤدؑ بن ابراہیم بن اسحاق بن یعقوبؑ بن یہودا بن خضرون کا بیٹا ہے اور مرقابوس نے عیسیٰؑ بن مریمؑ کے حسب ونسب کے بارے میں یوں کہا ہے: وہ خدا کا کلمہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے انسانی جسد میں قرار دیا ہے جو انسانی شکل وصورت میں ظاہر ہوا ہے اور "الوقا" نے کہا ہے: عیسیٰؑ اور اس کی ماں خون اور گوشت کے انسان تھے کہ ان میں روح القدس نے حلول کیا تھا کیا تم اس ضمن میں اس بات کو بھی قبول کرتے ہو کہ کچھ مطالب اس طرح سے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: اے میرے حواریو! میں تمھیں سچ بتا رہا ہوں کہ صرف اور صرف وہی آسمان کی جانب جاسکتا ہے جو وہاں سے آیا ہو (یعنی کوئی بھی نہیں جاسکتا) سوائے شتر سوار کے، جو خاتم الانبیاؑ ہے کہ وہی آسمان کی طرف اُوپر جائیں گے اور نازل ہوں گے۔ اس کلام اور گفتگو کے بارے میں تمھارا نظریہ کیا ہے؟

جاثلیق نے کہا: یہ کلامِ عیسیٰؑ ہے اور ہم اس کا انکار نہیں کرتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت عیسیٰؑ کے حسب نسب کے بارے میں الوقا، مرقابوس اور متی کی گواہی کے بارے میں تمھارا کیا نظریہ ہے؟

جاثلیق نے کہا: انھوں نے جناب عیسیٰؑ پر افترا باندھا ہے۔

امام علیہ السلام نے حاضرین سے فرمایا: کیا اس نے ابھی ان کی صداقت و پاکیزگی کی تائید نہ کی تھی کہ وہ انجیل کے علما ہیں اور ان کی گفتگو مکمل طور پر حق وحقیقت پر مبنی ہے؟

جاثلیق نے کہا: اے اہلِ اسلام کے عالم! میں چاہتا ہوں کہ آپؑ مجھے ان چار کے بارے میں معاف رکھیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: قبول ہے۔ ہم نے تمھیں معاف کر دیا، اب تم جو چاہتے ہو، سوال کرو۔

جاثلیق نے کہا: بہتر ہے کہ کوئی دوسرا سوال کرے، حق سچ کی قسم، میرے وہم و

گمان میں بھی نہ تھا کہ مسلمانوں کے علما میں آپؑ ایسا کوئی موجود ہوگا۔

امام علیہ السلام نے رأس الجالوت کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اب میں تم سے سوال کروں یا تم مجھ سے کچھ پوچھو گے؟

اس نے کہا: میں پوچھتا ہوں لیکن صرف وہی جواب قبول کروں گا جو توریت، انجیل، زبور یا صحفِ ابراہیمؑ و موسیٰؑ سے ہو۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ٹھیک ہے، تو میرا کوئی بھی جواب موسیٰؑ کی توریت، عیسیٰؑ کی انجیل اور داؤدؑ کی زبور کے علاوہ قبول نہ کرنا۔

رأس الجالوت نے کہا: آپؑ نبوتِ محمدؐ کو کہاں سے ثابت کرتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ان کی نبوت کی گواہی موسیٰؑ بن عمرانؑ، عیسیٰؑ بن مریمؑ اور خلیفۂ خدا داؤدؑ نے زمین پر دی ہے۔

رأس الجالوت نے کہا: موسیٰؑ بن عمران کا قول (گواہی) ثابت کریں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے یہودی! کان کھول کر سن لو، حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو وصیت کی تھی اور ان سے کہا تھا: عن قریب تمہارے بھائیوں میں سے ایک پیغمبرؐ آئے گا، اس کی تصدیق کرتے ہوئے اس کی اطاعت کرنا، اب اگر تم اسرائیل (یعقوبؑ) اور اسماعیلؑ کے درمیان حضرت ابراہیمؑ کی جانب سے رشتہ داری اور رابطہ سے آگاہ ہو تو اس بات کو قبول کرتے ہو کہ اولادِ اسماعیلؑ کے علاوہ بنی اسرائیل کے کوئی اور بھائی نہ تھے۔

رأس الجالوت نے کہا: ہاں، یہ وہی حضرت موسیٰؑ کا کلام ہے اور ہم اسے رد نہیں کرتے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا برادرانِ بنی اسرائیل میں محمدؐ کے علاوہ کوئی اور پیغمبر آیا ہے؟

اس نے کہا: نہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تمھاری نگاہ میں یہ مطلب درست نہیں ہے؟

اس نے کہا: ہاں، درست ہے لیکن میں چاہتا ہوں اس کا درست ہونا میرے لیے توریت سے ثابت کریں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم اس مطلب کے منکر ہو کہ توریت تمھیں کہتی ہے۔ طور سینا کی جانب سے نور آیا اور کوہ ساعیر سے ہمارے اُوپر چمکا اور کوہِ فاران سے ہمارے اُوپر آشکارا ہوا؟

رأس الجالوت نے کہا: میں ان کلمات سے آگاہ ہوں لیکن ان کی تفسیر نہیں جانتا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کی تفصیل میں تمھارے لیے بیان کروں گا، یہ جملہ کہہ کر "طورِ سینا کی جانب سے نور آیا"۔ وحی خداوند متعال کی طرف اشارہ ہے کہ "جو کوہِ طور سینا پر موسیٰؑ پر نازل کی اور کوہِ ساعیر سے ہمارے اُوپر چمکا" کا جملہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ پر حضرت عیسیٰؑ بن مریم پر وحی نازل ہوئی ہے، اور یہ جملہ "کوہِ فاران سے ہمارے اُوپر آشکارا ہوا" مکہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کی طرف اشارہ ہے کہ مکہ سے اس کا فاصلہ ایک یا دو دن کا ہے۔

تمھارے اور تمھارے دوستوں کے بقول شعیا پیغمبرؑ نے توریت میں کہا ہے: میں دو سواروں کو دیکھتا ہوں کہ زمین ان کے لیے چمکتی ہے۔ ان میں ایک گدھے پر سوار ہے اور دوسرا اُونٹ پر۔ گدھے اور اُونٹ پر سوار کون ہیں؟

رأس الجالوت نے کہا: میں انھیں نہیں پہچانتا، آپؑ ان کا تعارف کرائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ جو گدھے پر سوار ہیں، جناب عیسیٰؑ ہیں اور شتر سوار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، کیا تم توریت کے اس مطلب کے منکر ہو؟

اس نے کہا: نہیں، میں اس کا انکار نہیں کرتا۔

امام علیہ السلام نے پوچھا: کیا تم "حیقوق" نامی پیغمبر کو جانتے ہو؟

اس نے کہا: ہاں، جانتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: حیقوق نے یہی کہا ہے اور تمھاری کتاب بھی یہی مطلب بیان کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کوہ فاران سے بیان لایا ہے۔ حضرت محمدؐ اور ان کی اُمت کی تسبیح سے تمام آسمان معمور ہیں، وہ ان سواروں کو سمندر اور خشکی پر سوار کرتے ہیں۔ یہ اس سے کنایہ ہے کہ اُن کی اُمت سمندر اور خشکی پر مسلط ہے۔ وہ بیت المقدس کی ویرانی کے بعد ہمارے لیے جدید کتاب لائے، کیا تم اس مطلب پر ایمان رکھتے ہو؟"

رأس الجالوت نے کہا: حیقوق نے یہی مطلب بیان کیا ہے، ہم اس کے منکر نہیں ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جناب داؤدؑ نے اپنی کتاب "زبور" میں، جسے تم بھی پڑھتے ہو، فرمایا ہے: خدایا (زمانہ) فترت کے بعد سنت برپا کرنے والے کو مبعوث فرما، کیا تم محمدؐ کے علاوہ کسی پیغمبرؐ کو جانتے ہو کہ جس نے زمانہ فترت کے بعد سنت کو زندہ اور برپا کیا ہو؟

رأس الجالوت نے کہا: یہ حضرت داؤدؑ کا کلام ہے، اسے قبول کرتا ہوں اور میں اس کا منکر نہیں ہوں، لیکن ان کی مراد حضرت عیسیٰؑ ہے اور حضرت عیسیٰؑ کا زمانہ ہی زمانہ فترت ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم نہیں جانتے ہو اور اشتباہ کا شکار ہو۔ جناب عیسیٰؑ نے سنتِ توریت کی مخالفت نہیں کی بلکہ اس سنت اور روش کے موافق رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے پاس اُوپر لے گیا اور انجیل میں یوں آیا ہے۔ نیک خاتون کا بیٹا جائے گا اور ان کے بعد فارقلیطا آئیں گے اور وہ ایسے ہیں جو مشکلات اور سختیوں کو

دُور کریں گے اور تمہارے لیے ہر چیز کی تفسیر بیان کریں گے، جیسے میں ان کی گواہی دے رہا ہوں اسی طرح وہ میری گواہی دیں گے، میں تمہارے لیے امثال لایا ہوں اور وہ تمہارے لیے تاویل لائیں گے، کیا تم انجیل کے اس مطلب پر ایمان رکھتے ہو؟

اس نے کہا: ہاں، رکھتا ہوں، میں اس کا انکار نہیں کروں گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے رأس الجالوت! اب میں تم سے تمہارے پیغمبر موسیٰ بن عمران کے بارے میں پوچھتا ہوں۔

اس نے کہا: پوچھیے!

امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت موسیٰؑ کی نبوت پر کون سی دلیل ہے؟

یہودی نے کہا: وہ ایسے معجزات لے کر آئے ہیں، جو گذشتہ انبیاؑ نہ لائے تھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: مثلاً کون سی چیز؟

اس نے کہا: مثلاً دریا کو شگافتہ کرنا، عصا کو اژدھا میں تبدیل کرنا، پہاڑ کو ٹھوکر مارنا اور اس سے چشموں کا پھوٹ پڑنا، ید بیضا اور بہت سی دوسری نشانیاں کہ جن پر کسی اور کو قدرت حاصل نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم نے درست کہا کہ یہ معجزات حضرت موسیٰؑ کی نبوت پر دلیل ہیں کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان پر قدرت نہیں رکھتا، اب یہ بتاؤ کہ جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے اور پھر ایسے کام انجام دے کہ دوسرے انھیں انجام دینے پر قادر نہ ہوں، تو کیا اس کی تصدیق کرنا تمہارے اُوپر واجب ہے؟

اس نے کہا: نہیں، کیوں کہ کوئی بھی جنابِ موسیٰؑ کے مانند خدا کے نزدیک مقام و مرتبہ اور قرب نہیں رکھتا ہے اور جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے ہمارے اُوپر واجب نہیں ہے کہ اس پر ایمان لائیں مگر یہ کہ حضرت موسیٰؑ کے مانند معجزات لائے

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم حضرت موسیٰؑ سے پہلے انبیاؑ پر کیسے ایمان رکھتے ہو

حالانکہ انھوں نے نہ تو دریا کو شگافتہ کیا ہے، نہ پتھر سے بارہ چشمے جاری کیے ہیں۔ ان کے پاس موسیٰ کے مانند ید بیضا تھا نہ انھوں نے عصا کو اژدھے میں تبدیل کیا؟

یہودی نے کہا: میں نے تو کہا ہے کہ جب بھی وہ اپنی نبوت کے اثبات کے لیے معجزات لائیں، خواہ وہ معجزاتِ موسیٰ کے علاوہ ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کی تصدیق کرنا واجب ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پس تم عیسیٰ بن مریمؑ پر کیوں ایمان نہیں لاتے ہو حالانکہ انھوں نے مُردوں کو زندہ کیا، پیدائشی اندھوں اور جذامیوں کو شفا دی، گیلی مٹی سے پرندے کی شکل و صورت بنائی، پھر اس میں پھونکا اور وہ اذنِ خدا سے زندہ پرندے میں تبدیل ہو گیا۔

رأس الجالوت نے کہا: کہتے ہیں کہ انھوں نے یہ کام انجام دیے ہیں لیکن ہم نے نہیں دیکھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم نے حضرت موسیٰ کے معجزات دیکھے ہیں؟ کیا ان معجزات کی خبریں ان کے قابلِ اطمینان اصحاب کے وسیلہ سے تم تک نہیں پہنچیں؟

اس نے کہا: جی، ایسا ہی ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ایسے ہی حضرت عیسیٰ کے معجزات کے بارے میں تمھارے لیے متواتر اخبار نقل ہوئی ہیں، پس تم حضرت موسیٰ پر کیوں ایمان لائے اور ان کی تصدیق کی، لیکن حضرت عیسیٰ پر ایمان نہ لائے۔ وہ یہودی کوئی جواب نہ دے سکا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے مزید فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ کی طرف سے مبعوث ہونے والے ہر نبیؑ کی نبوت کے بارے میں اسی طرح سے ہی ہے۔ ہمارے نبیؐ کے معجزات میں سے کچھ یہ ہیں کہ وہ یتیم تھے، فقیر تھے، بھیڑ بکریاں چراتے اور اُجرت لیتے تھے۔ اُنھوں نے علم سیکھا نہیں ہے، ان کا کسی استاد کے پاس

حصولِ علم کے لیے آنا جانا نہ تھا۔ ان تمام اوصاف کے باوجود وہ ایسا قرآن لے کر آئے کہ جس میں حرف بہ حرف انبیاؑ کے واقعات مذکور ہیں اور گذشتہ اور آیندہ تا قیامِ قیامت کی خبریں موجود ہیں، ان کے رازوں اور گھر میں انجام دینے والے کاموں کی خبریں تک ہیں۔ علاوہ ازیں (حضرت محمدؐ) بہت سی نشانیاں اور معجزات دکھائے ہیں۔

راس الجالوت نے کہا: عیسٰیؑ و محمدؐ کا مسئلہ ہمارے لیے ثابت نہیں ہے، لہٰذا ہمارے لیے جائز نہیں ہے کہ اس پر ایمان لائیں جو ثابت نہیں ہوا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پس جس شاہد نے حضرت عیسٰیؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی دی ہے اس نے باطل گواہی دی ہے؟

یہودی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے ہربذ اکبر کو دعوت دی اور فرمایا: زردشت کی پیغمبری پر تمھارے پاس کون سی دلیل ہے؟

اس نے کہا: وہ ایسی چیزیں لایا ہے کہ جو اس سے پہلے کوئی بھی نہیں لایا، البتہ ہم نے خود اسے نہیں دیکھا، لیکن ہمارے اَسلاف کی اخبار ہمارے پاس ہیں کہ اس نے ہمارے لیے کچھ ایسی حلال کی ہیں جو دوسروں نے حلال نہیں کیں، لہٰذا ہم اس کی پیروی کرتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہے کہ تم ان اخبار کی وجہ سے اس کی پیروی کرتے ہو جو تمھارے تک پہنچی ہیں۔

اس نے کہا: ہاں اسی طرح سے ہے

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمام گذشتہ اُمتیں بھی ایسی ہی تھیں کہ ان تک بھی انبیاؑ اور حضرت موسٰیؑ، حضرت عیسٰیؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی خبریں پہنچیں، پس تمھارے پاس کیا عذر ہے کہ تم ان پر ایمان نہیں لائے ہو، جب کہ زردشت کے متعلق وارد ہونے والی اخبار پر ایمان رکھتے ہو کہ جو لے کر آیا ہے کوئی اور نہیں لایا۔

یہ سن کر ہر بڑا اکبرا اپنے مقام پر ساکت ہو گیا۔

تب امام علیہ السلام نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: اگر تمھارے درمیان کوئی بھی اسلام کا مخالف ہے اور سوال کرنا چاہتا ہے تو بلا جھجک پوچھے۔

اس دوران میں عمران صابی جو کہ متکلمین میں سے تھا، کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے محترم دانش ور! اگر آپ نے سوال کرنے کی دعوت نہ دی ہوتی تو میں سوال نہ کرتا، میں نے کوفہ، بصرہ، شام اور جزیرہ کا سفر کیا ہے اور بہت سے متکلمین سے ملا ہوں، لیکن میں نے کسی کو نہیں پایا ہے کہ جو میرے لیے کسی ایسے واحد کا وجود ثابت کر سکے کہ جو اس کے علاوہ کوئی اور وحدانیت کے ساتھ قائم نہ ہو۔ کیا آپ مجھے سوال کرنے کی اجازت دیں گے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس مجمع میں اگر کوئی (عمران صابی) ہے تو وہ تم ہو؟

اس نے کہا: ہاں، میں ہی ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: سوال کرو لیکن انصاف کو ہاتھ سے مت دینا اور باطل، فاسد اور حق سے منحرف کرنے والی گفتگو سے پرہیز کرنا۔

عمران نے کہا: اے میرے آقا! خدا کی قسم! میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے لیے ایسی چیز ثابت کریں کہ میں جس سے تمسک کر سکوں اور کسی دوسری چیز کی تلاش میں نہ جاؤں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو چاہتے ہو، پوچھو، وہاں پر موجود لوگوں نے ازدحام برپا کیا اور ایک دوسرے کے نزدیک ہو گئے۔

عمران نے سوال کیا: سب سے پہلے موجود کون ہے اور جو کچھ اس نے پیدا کیا، وہ کیا تھا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم نے سوال کیا ہے، اب غور سے سنو، واحد ہمیشہ سے

واحد تھا، ہمیشہ سے موجود تھا، اس کے بغیر کہ اس کے ہمراہ کوئی چیز ہو، اس کا پہلے سے کوئی سابقہ بھی نہیں، اس نے ایک مخلوق کو ایک اور طرح سے خلق کیا، مختلف اعراض و حدود کے ساتھ، نہ اسے کسی چیز میں قرار دیا اور نہ کسی چیز میں محدود کیا، نہ اسے کسی چیز کی مانند خلق کیا، نہ کسی چیز کو اس کی مانند خلق کیا، اس کے بعد مخلوق کو مختلف صورتوں میں من جملہ خالص، ناخالص، مختلف، یکساں اور مختلف رنگوں اور ذائقوں میں پیدا کیا۔ البتہ انھیں کسی ضرورت کے تحت خلق نہیں کیا۔ یا کسی مقام و مرتبہ تک پہنچنے کے لیے اس کا محتاج ہو اور اس تخلیق سے اپنی ذات میں کوئی کمی یا اضافہ نہیں دیکھا۔ کیا تم یہ مطالب سمجھ گئے ہو؟

اس نے کہا: ہاں، خدا کی قسم! اے میرے آقا!

امام رضا علیہ السلام نے اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: یہ بات سمجھ لو کہ اگر خداوند متعال ضرورت اور احتیاج کی بنا پر مخلوق کو خلق کرتا تو فقط ان چیزوں کو خلق فرماتا، جن سے اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مدد لیتا، نیز اس صورت میں مناسب یہ تھا کہ جو کچھ خلق کیا ہے اس سے کئی گنا زیادہ خلق کرتا، کیوں کہ اعوان و انصار جس قدر زیادہ ہوں، مدد لینے والا شخص اسی قدر زیادہ طاقت ور ہوگا۔

اس کے بعد حضرت امام رضا علیہ السلام اور عمران صابی کے درمیان سوال و جواب کا ایک طویل سلسلہ انجام پایا۔ آنحضرتؑ نے اسے اس کے اکثر سوالوں میں لاجواب کیا، حتیٰ کہ اس کا انجام یہ ہوا کہ اس نے کہا: اے میرے آقا! میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اسی طرح سے ہے جس طرح سے آپؑ نے اس کی توصیف کی، لیکن ایک سوال باقی ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو چاہتے ہو، پوچھو۔

اس نے کہا: میں خداوند حکیم کے بارے میں یہ پوچھتا ہوں کہ وہ کس شے میں

ہے؟ کیا کسی شے نے اس کا احاطہ کیا ہوا ہے؟ کیا وہ ایک شے سے دوسری شے میں تبدیل ہوتا ہے؟ یا کسی شے کا محتاج ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ ایسے پیچیدہ ترین نکات ہیں کہ جن کے متعلق تمام لوگ سوالات کرتے ہیں، ایسے افراد جو عقل، علم اور ادراک میں کمی سے دوچار ہیں، انھیں نہیں سمجھ پائیں گے، ان کے مقابلے میں صاحب انصاف عقلا انھیں سمجھنے سے عاجز نہیں ہیں۔ اے عمران! میرے جواب میں اچھی طرح سے دقت کرو اور اسے سمجھو۔

پہلا مطلب یہ ہے: اگر خداوند متعال نے مخلوق کو اس کا محتاج ہونے کی بنا پر خلق کیا ہوتا تو ممکن تھا کہ ہم کہتے کہ وہ اپنی مخلوق کی جانب جگہ کو تبدیل کرتا کیونکہ اس کا محتاج ہے۔ لیکن اس نے کسی بھی چیز کو اپنی احتیاج کے لیے پیدا نہیں کیا ہے، وہ ہمیشہ سے ثابت ہے۔ وہ نہ تو کسی چیز میں ہے اور نہ کسی چیز کے اوپر۔ البتہ بعض مخلوق بعض کو روکے ہوئے ہے۔ بعض، بعض میں داخل ہے۔ بعض دوسری بعض سے خارج ہوتی ہے۔ خداوند متعال اپنی قدرت سے ان تمام کو روکے ہوئے ہے، وہ نہ تو کسی شے میں داخل ہوتا، نہ کسی شے سے خارج ہوتا ہے، انھیں روکنا، اسے تھکاتا ہے، نہ کمزور کرتا ہے اور نہ ہی انھیں روکنے سے عاجز ہے، مخلوق میں سے کوئی بھی اس کی کیفیت کو نہیں جانتا مگر خود خدا اور وہ ہستیاں جنھیں خود اس امر سے آگاہ کیا ہے کہ جو خدا کے پیغمبر، خواص، اس کے اسرار سے آگاہ اور اس کی شریعت کے محافظ و نگہبان ہیں۔ اس کا فرمان آنکھ جھپکنے بلکہ اس سے کم تر مدت میں نافذ العمل ہو جاتا ہے۔ وہ جس چیز کا بھی ارادہ کرتا ہے تو اسے صرف اتنا کہتا ہے: ہو جا، تو وہ چیز بھی ارادۂ الٰہی سے موجود ہو جاتی ہے۔ اس کی مخلوق میں سے کوئی چیز بھی دوسری چیز کی نسبت نزدیک تر نہیں ہے اور نہ ہی کوئی چیز دوسری چیز کی نسبت اس سے دُور تر ہے۔ اے عمران! کیا سمجھ گئے ہو؟

اس نے کہا: جی، میرے آقا! سمجھ گیا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خداوند متعال اسی طرح سے ہے جس طرح سے آپؑ نے وضاحت فرمائی اور اس کی وحدانیت کی توصیف کی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ ہے کہ جو نور ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث ہوا ہے۔ اس کے بعد وہ قبلہ رُخ ہو کر سجدہ میں گرا اور اسلام قبول کر لیا۔

حسن بن محمد نوفلی کہتے ہیں: جب تمام متکلمین نے عمران صابی (جو کہ انتہائی سخت تھا اور بحث میں کوئی بھی اس پر غالب نہیں آ سکتا تھا) کو اس حالت میں دیکھا تو کوئی بھی حضرت امام رضاؑ کے نزدیک نہ ہوا اور انھوں نے آپؑ سے کوئی بھی سوال نہ کیا۔ آہستہ آہستہ اندھیرا چھانے لگا۔

حضرت امام رضاؑ اور مامون اندر چلے گئے اور لوگ بھی متفرق ہو گئے۔

حضرتؑ نے اپنی منزل پر تشریف لانے کے بعد فرمایا: اے غلام! عمران صابی کے پاس جاؤ اور اسے میرے پاس لے کر آؤ۔

میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں پر ہے۔ وہ بعض ہمارے شیعہ بھائیوں کے ہاں ہے۔

امامؑ نے فرمایا: کوئی رکاوٹ نہیں ہے، اسے کوئی سواری دینا تا کہ سوار ہو سکے، میں عمران کے پاس گیا اور اسے امامؑ کی خدمت میں لایا۔ آپؑ نے اسے خوش آمدید کہا، ایک لباس طلب فرمایا اور اسے پہنایا، نیز اسے ایک سواری دی۔ امامؑ نے دس ہزار درہم طلب فرمائے جو اسے عطا فرمائے، میں نے عرض کیا: آپ نے اپنے جد بزرگوار امیر المومنینؑ کی سیرت پر عمل کیا ہے۔

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: ایسا کرنا واجب ہے۔ پھر رات کے کھانے کا حکم دیا۔ مجھے اپنے دائیں اور عمران کو بائیں طرف بٹھایا۔ کھانا کھانے کے بعد عمران سے فرمایا: اپنے ٹھکانے پر واپس ہو جاؤ اور کل صبح جلدی میرے پاس آ جانا تا کہ تمھیں

مدینہ کی غذا کھلاؤں۔

اس واقعہ کے بعد متکلمین کے متعدد گروہ عمران صابی کے پاس آئے، اس نے ان کی دلیلوں کو رد کیا، اس کے بعد سب کے سب اس سے دور ہو گئے۔ مامون نے اسے دس ہزار درہم ہدیہ دیے، فضل نے بھی اسے کچھ مال و دولت بخشا اور سواری بھی دی۔ حضرت امام علیہ السلام نے اسے شہر بلخ کے صدقات پر مامور کیا، لہٰذا اس ذریعہ سے اس نے بہت زیادہ منافع کمایا۔ (احتجاج، جلد ۲، ص ۳۱۹)

خدا نے انبیاؑ کو کیوں مختلف معجزات دے کر بھیجا؟

عَنْ أَبِي يَعْقُوبَ الْبَغْدَادِيِّ قَالَ: قَالَ ابْنُ السِّكِّيتِ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام: لِمَاذَا بَعَثَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ بِالْعَصَا وَيَدِهِ الْبَيْضَاءِ وَآلَةِ السِّحْرِ وَبَعَثَ عِيسَى علیہ السلام بِالطِّبِّ وَبَعَثَ مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِالْكَلَامِ وَالْخُطَبِ؟ فَقَالَ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ علیہ السلام: إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمَّا بَعَثَ مُوسَى علیہ السلام كَانَ الْأَغْلَبُ عَلَى أَهْلِ عَصْرِهِ السِّحْرَ، فَأَتَاهُمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِمَا لَمْ يَكُنْ عِنْدَ الْقَوْمِ وَفِي وُسْعِهِمْ مِثْلُهُ وَبِمَا أَبْطَلَ بِهِ سِحْرَهُمْ وَأَثْبَتَ بِهِ الْحُجَّةَ عَلَيْهِمْ وَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بَعَثَ عِيسَى علیہ السلام فِي وَقْتٍ ظَهَرَتْ فِيهِ الزَّمَانَاتُ وَاحْتَاجَ النَّاسُ إِلَى الطِّبِّ، فَأَتَاهُمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِمَا لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ مِثْلُهُ وَبِمَا أَحْيَا لَهُمُ الْمَوْتَى وَأَبْرَأَ لَهُمُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِ اللّٰهِ تَعَالَى وَأَثْبَتَ بِهِ الْحُجَّةَ عَلَيْهِمْ وَإِنَّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بَعَثَ مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي وَقْتٍ كَانَ

الْأَغْلَبُ عَلَى أَهْلِ عَصْرِهِ الْخُطَبَ وَالْكَلَامَ وَأَظُنُّهُ قَالَ وَالشِّعْرَ، فَأَتَاهُمْ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمَوَاعِظِهِ وَأَحْكَامِهِ مَا أَبْطَلَ بِهِ قَوْلَهُمْ وَأَثْبَتَ بِهِ الْحُجَّةَ عَلَيْهِمْ.

فَقَالَ ابْنُ السِّكِّيتِ: تَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ مِثْلَكَ الْيَوْمَ قَطُّ، فَمَا الْحُجَّةُ عَلَى الْخَلْقِ الْيَوْمَ؟

فَقَالَ عليه السلام: الْعَقْلُ يُعْرَفُ بِهِ الصَّادِقُ عَلَى اللّٰهِ فَيُصَدِّقُهُ وَالْكَاذِبُ عَلَى اللّٰهِ فَيُكَذِّبُهُ.

فَقَالَ ابْنُ السِّكِّيتِ: هٰذَا وَاللّٰهِ الْجَوَابُ.

ابی یعقوب بغدادی کہتے ہیں: ابن سکیت نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیوں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو ید بیضا، عصا اور حضرت عیسیٰؑ کو طب اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فصیح کلام اور بلیغ خطبوں کے ہمراہ مبعوث کیا ہے؟

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جس وقت خداوند متعال نے حضرت موسیٰؑ کو پیغمبری پر مبعوث کیا تو اس زمانے کے اکثر لوگوں کا کام ساحری و جادوگری تھا۔ لہٰذا موسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اپنی قوم کے لیے ایسی چیز لائے کہ اس کی مثل لانا جادوگروں کی قدرت و طاقت سے باہر تھا تاکہ ان کے سحر کو باطل کریں، ان پر حجت کو تمام کریں۔ حضرت عیسیٰؑ کو اس وقت مبعوث کیا گیا جب بیماریاں زیادہ تھیں، لوگ طب کے محتاج تھے، پس جناب عیسیٰؑ خدا کی طرف سے ان کے لیے ایسی چیز لائے کہ اس کے مانند کوئی شے ان کے پاس نہ تھی اور نہ ہی اس کے مانند وہ لا سکتے تھے۔ وہ اذنِ خدا سے مُردوں کو زندہ کرنے، پیدائشی اندھوں کو بینائی عطا کرنے اور جذامیوں کو شفا دینے کے معجزے لائے۔ اور اس طرح سے ان پر حجت تمام ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے زمانے میں مبعوث کیا کہ اس زمانے کے اکثر لوگوں کا کام

سخن وری اور فصیح و بلیغ کلام کرتا تھا۔ لہٰذا حضرت محمدؐ ان کے لیے ایسی کتاب خدا لے کر آئے کہ جس نے ان کے قول کو باطل کیا اور حجت کو تمام کیا۔

پھر ابن سکیت نے عرض کیا: خدا کی قسم! میں نے ہرگز اس زمانے میں آپؑ کے مانند (کوئی عالم) نہیں دیکھا، آج کی مخلوق پر حجت کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ عقل ہے کہ جس کے ذریعے تم اس کو پہچانتے اور جو خدا کے بارے میں سچ کہتا ہے تصدیق کرتے ہو۔ اور جو خدا کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے اس کی تکذیب کرتے ہو۔

ابن سکیت نے عرض کیا: خدا کی قسم! صحیح جواب یہی ہے۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۸۰)

انبیا معصوم ہیں

حَدَّثَنَا أَبُو الصَّلْتِ الْهَرَوِيُّ قَالَ: لَمَّا جَمَعَ الْمَأْمُونُ لِعَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا علیہ السلام أَهْلَ الْمَقَالَاتِ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ وَالدِّيَانَاتِ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسِ وَالصَّابِئِينَ وَسَائِرِ أَهْلِ الْمَقَالَاتِ، فَلَمْ يَقُمْ أَحَدٌ إِلَّا وَقَدْ أَلْزَمَهُ حُجَّتَهُ كَأَنَّهُ أُلْقِمَ حَجَراً، قَامَ إِلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْجَهْمِ، فَقَالَ لَهُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ أَتَقُولُ بِعِصْمَةِ الْأَنْبِيَاءِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

قَالَ: فَمَا تَعْمَلُ فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ﴾ وَفِي قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِباً فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ﴾ وَفِي قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ فِي يُوسُفَ علیہ السلام: ﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا﴾ وَفِي قَوْلِهِ

عَزَّوَجَلَّ فِي دَاوُدَ: ﴿وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَنَّهُ﴾ وَقَوْلِهِ تَعَالَى فِي نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله ﴿وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ﴾.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام: وَيْحَكَ يَا عَلِيُّ، اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَنْسُبْ إِلَى أَنْبِيَاءِ اللَّهِ الْفَوَاحِشَ وَلَا تَتَأَوَّلْ كِتَابَ اللَّهِ بِرَأْيِكَ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ قَالَ: ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ﴾ وَأَمَّا قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ فِي آدَمَ، وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ حُجَّةً فِي أَرْضِهِ وَخَلِيفَةً فِي بِلَادِهِ لَمْ يَخْلُقْهُ لِلْجَنَّةِ وَكَانَتِ الْمَعْصِيَةُ مِنْ آدَمَ فِي الْجَنَّةِ لَا فِي الْأَرْضِ وَعِصْمَتُهُ تَجِبُ أَنْ يَكُونَ فِي الْأَرْضِ لِيَتِمَّ مَقَادِيرُ أَمْرِ اللَّهِ فَلَمَّا أُهْبِطَ إِلَى الْأَرْضِ وَجُعِلَ حُجَّةً وَخَلِيفَةً عُصِمَ بِقَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى آدَمَ وَ نُوحًا وَ آلَ إِبْرَاهِيمَ وَ آلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾.

وَأَمَّا قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ: وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِباً فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ، إِنَّمَا ظَنَّ بِمَعْنَى اسْتَيْقَنَ أَنَّ اللَّهَ لَنْ يُضَيِّقَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ، أَلَا تَسْمَعُ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ﴾ أَيْ ضَيَّقَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ وَلَوْ ظَنَّ أَنَّ اللَّهَ لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ، لَكَانَ قَدْ كَفَرَ.

وَأَمَّا قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ فِي يُوسُفَ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا، فَإِنَّهَا هَمَّتْ بِالْمَعْصِيَةِ وَهَمَّ يُوسُفُ بِقَتْلِهَا إِنْ أَجْبَرَتْهُ

لِعِظَمِ مَا تَدَاخَلَهُ، فَصَرَفَ اللهُ عَنْهُ قَتْلَهَا وَالْفَحِشَةَ وَهُوَ قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿كَذَلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوٓءَ وَالْفَحْشَآءَ﴾ يَعْنِي الْقَتْلَ وَالزِّنَاءَ.

وَأَمَّا دَاوُدُ عليه السلام فَمَا يَقُولُ مَنْ قِبَلَكُمْ فِيهِ؟

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْجَهْمِ: يَقُولُونَ: إِنَّ دَاوُدَ عليه السلام كَانَ فِي مِحْرَابِهِ يُصَلِّي فَتَصَوَّرَ لَهُ إِبْلِيسُ عَلَى صُورَةِ طَيْرٍ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنَ الطُّيُورِ، فَقَطَعَ دَاوُدُ صَلَاتَهُ وَقَامَ لِيَأْخُذَ الطَّيْرَ، فَخَرَجَ الطَّيْرُ إِلَى الدَّارِ، فَخَرَجَ الطَّيْرُ إِلَى السَّطْحِ، فَصَعِدَ فِي طَلَبِهِ فَسَقَطَ الطَّيْرُ فِي دَارِ أُورِيَا بْنِ حَنَانَ، فَأَطْلَعَ دَاوُدُ فِي أَثَرِ الطَّيْرِ فَإِذَا بِامْرَأَةِ أُورِيَا تَغْتَسِلُ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا هَوَاهَا وَكَانَ قَدْ أَخْرَجَ أُورِيَا فِي بَعْضِ غَزَوَاتِهِ، فَكَتَبَ إِلَى صَاحِبِهِ أَنْ قَدِّمْ أُورِيَا أَمَامَ التَّابُوتِ، فَقُدِّمَ، فَظَفِرَ أُورِيَا بِالْمُشْرِكِينَ، فَصَعُبَ ذَلِكَ عَلَى دَاوُدَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ ثَانِيَةً أَنْ قَدِّمْهُ أَمَامَ التَّابُوتِ، فَقُدِّمَ فَقُتِلَ أُورِيَا، فَتَزَوَّجَ دَاوُدُ بِامْرَأَتِهِ.

قَالَ: فَضَرَبَ الرِّضَا عليه السلام بِيَدِهِ عَلَى جَبْهَتِهِ وَقَالَ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، لَقَدْ نَسَبْتُمْ نَبِيًّا مِنْ أَنْبِيَاءِ اللَّهِ إِلَى التَّهَاوُنِ بِصَلَاتِهِ حَتَّى خَرَجَ فِي أَثَرِ الطَّيْرِ ثُمَّ بِالْفَاحِشَةِ ثُمَّ بِالْقَتْلِ؟!

فَقَالَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ، فَمَا كَانَ خَطِيئَتُهُ؟

فَقَالَ: وَيْحَكَ! إِنَّ دَاوُدَ إِنَّمَا ظَنَّ أَنَّ مَا خَلَقَ اللَّهُ

عَزَّوَجَلَّ خَلْقاً هُوَ أَعْلَمُ مِنْهُ فَبَعَثَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَيْهِ الْمَلَكَيْنِ، فَتَسَوَّرَا الْمِحْرَابَ، فَقَالَا خَصْمَانِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ، فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلٰى سَوَاءِ الصِّرَاطِ، إِنَّ هٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ، فَقَالَ: أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ.

فَعَجِلَ دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَام عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ، فَقَالَ: لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلٰى نِعَاجِهِ وَلَمْ يَسْأَلِ الْمُدَّعِيَ الْبَيِّنَةَ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يُقْبِلْ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ، فَيَقُولُ لَهُ: مَا تَقُولُ فَكَانَ هٰذَا خَطِيئَةُ رَسْمِ الْحُكْمِ لَا مَا ذَهَبْتُمْ إِلَيْهِ أَلَا تَسْمَعُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: ﴿يٰدَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ.

فَقَالَ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ فَمَا قِصَّتُهُ مَعَ أُورِيَا؟

فَقَالَ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَام: إِنَّ الْمَرْأَةَ فِيْ أَيَّامِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَتْ إِذَا مَاتَ بَعْلُهَا أَوْ قُتِلَ، لَا تَتَزَوَّجُ بَعْدَهُ أَبَداً وَأَوَّلُ مَنْ أَبَاحَ اللّٰهُ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ بِامْرَأَةٍ قُتِلَ بَعْلُهَا كَانَ دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَام فَتَزَوَّجَ بِامْرَأَةِ أُورِيَا لَمَّا قُتِلَ وَانْقَضَتْ عِدَّتُهَا مِنْهُ، فَذٰلِكَ الَّذِي شَقَّ عَلَى النَّاسِ مِنْ قِبَلِ أُورِيَا.

وَأَمَّا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَرَّفَ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَسْمَاءَ

أَزْوَاجِهِ فِي دَارِ الدُّنْيَا وَأَسْمَاءَ أَزْوَاجِهِ فِي دَارِ الْآخِرَةِ وَأَنَّهُنَّ أُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِينَ وَإِحْدَاهُنَّ مَنْ سُمِّيَ لَهُ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ تَحْتَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فَأَخْفَى اسْمَهَا فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهِ لِكَيْلَا يَقُولَ أَحَدٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ إِنَّهُ قَالَ فِي امْرَأَةٍ فِي بَيْتِ رَجُلٍ إِنَّهَا إِحْدَى أَزْوَاجِهِ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَخَشِيَ قَوْلَ الْمُنَافِقِينَ فَقَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ﴾ يَعْنِي فِي نَفْسِكَ وَ إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ مَا تَوَلَّى تَزْوِيجَ أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ إِلَّا تَزْوِيجَ حَوَّاءَ مِنْ آدَمَ علیہ السلام وَزَيْنَبَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ بِقَوْلِهِ ﴿فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَراً زَوَّجْنَاكَهَا......﴾ وَفَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ علیہ السلام.

قَالَ: فَبَكَى عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْجَهْمِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ أَنَا تَائِبٌ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ أَنْ أَنْطِقَ فِي أَنْبِيَاءِ اللهِ علیہم السلام بَعْدَ يَوْمِي هَذَا إِلَّا بِمَا ذَكَرْتَهُ.

ابوصلت سے مروی ہے کہ مامون نے اہلِ اسلام اور مختلف ادیان یہود، نصاریٰ، مجوس، صابئین اور بعض دوسرے علما کو امام رضا علیہ السلام کے پاس اکٹھا کیا، ان میں سے جو بھی گفتگو کے لیے اُٹھا امام علیہ السلام نے اس کی دلیل کو رد کرتے ہوئے اسے یوں خاموش کر دیا جیسے اس کے منہ میں پتھر کا لقمہ ہو اور بولنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

اس دوران علی بن محمد الجہم کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کیا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ انبیا معصوم ہیں اور ان سے کسی قسم کا کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، ایسا ہی ہے۔

اس نے عرض کیا: پھر آپؑ اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کے بارے میں کیا کہیں گے کہ قرآن میں ہے: ''آدم علیہ السلام نے معصیت کی پس وہ گمراہ ہوا''۔ (سورۂ طٰہٰ، آیہ ۱۲۱)

ایک جگہ پر ارشادِ ربانی ہے: ''اے پیغمبرؐ! یاد کریں صاحبِ ماہی (یعنی یونس بن متی) کو کہ جب وہ غصے میں آ کر چلے اور خیال کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہ کریں گے''۔ (سورۂ انبیا، آیہ ۸۷)

ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ کا حضرت یوسفؑ کے بارے میں ارشاد ہے: ''اور یقیناً اس عورت نے ان سے برائی کا ارادہ کیا اور اس (یوسفؑ) نے بھی ارادہ کیا۔ (سورۂ یوسف، آیہ ۲۴)

جناب داؤد علیہ السلام کے بارے میں ارشادِ قدرت ہے: ''داؤدؑ نے گمان کیا ہے کہ ہم نے ان کا امتحان لیا ہے''۔ (سورۂ ص، آیہ ۲۴)

اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں قول ہے: ''تم اپنے دل میں ایسی چیز کو مخفی کرتے ہو کہ خداوند اسے ظاہر کرے''۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: اے علی! تمھارے اوپر وائے ہو، خدا سے ڈرو، ان نامناسب افعال کی نسبت انبیائے الٰہی کی طرف مت دو اور اپنی رائے سے کتابِ خدا کی تفسیر نہ کرو، کیوں کہ خداوند متعال کا ارشاد ہے: ''اس کی تاویل کا حق صرف خدا کو ہے نیز انھیں، جو علم میں رسوخ رکھتے ہیں''۔ (سورہ آلِ عمران، آیہ ۷)۔ (اس کے بعد امام رضا علیہ السلام نے مذکورہ آیات کے جوابات عنایت فرمائے) اللہ تعالیٰ کا حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد کہ آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی نافرمانی کی، پس وہ گمراہ ہوا (اس کی تفسیر یہ ہے) اللہ تعالیٰ نے جناب آدم علیہ السلام کو زمین پر اپنی حجت قرار دیا تھا اور اپنے شہروں میں خلیفہ بنایا تھا، انھیں بہشت کے

لیے خلق نہیں فرمایا تھا۔ جنابِ آدم علیہ السلام سے جو نافرمانی سرزد ہوئی تھی وہ بہشت میں ہوئی تھی نہ زمین پر، ان کی عصمت زمین پر ضروری تھی تاکہ واجباتِ الٰہی کو انجام تک پہنچاتے۔ پس جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اُترے تو انھیں حجت، خلیفہ اور معصوم قرار دیا (اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے)۔

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ○ (سورہ آل عمران، آیہ ۳۳)

"بے شک خدا نے آدمؑ اور نوحؑ اور خاندانِ ابراہیمؑ اور خاندانِ عمران کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا ہے"۔

اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ میں لفظ ظن اِسْتَيْقَنَ کے معنی میں ہے، یعنی جناب یونسؑ نے یقین کرلیا کہ خدائے تعالیٰ اس پر اس کا رزق تنگ نہیں کرے گا۔ اس بنا پر لَنْ نَقْدِرَ کے معنی لَنْ نُضَيِّقَ ہیں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے:

وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ (سورۂ فجر، آیہ ۱۶)

"مگر جب اس کو (اس طرح) آزماتا ہے کہ اس پر روزی کو تنگ کر دیتا ہے......"

یعنی اس پر اس کا رزق تنگ کر دیا، اگر جنابِ یونسؑ نے ایسا گمان کیا ہوتا کہ خدا قدرت نہیں رکھتا، پھر وہ کافر ہو جاتے۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ارشاد کہ زلیخا نے گناہ کا قصد کیا اور حضرت یوسفؑ نے زلیخا کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اگر زلیخا مجبور کرتی، ان کے لیے زلیخا کا اصرار اور اس کی آمد و رفت کس قدر سخت تھی۔ پس حق تعالیٰ نے یوسفؑ کو قتلِ زلیخا اور بُرے کام سے بچا لیا، جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے: كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ

عَنۡهُ السُّوۡٓءَ وَ الۡفَحۡشَآءَ (سورۂ یوسف، آیہ ۲۴) ''ہم نے اس طرح اسے غلط کام یعنی قتلِ زلیخا اور فحشاء یعنی زنا کے ارتکاب سے بچایا''۔

پھر امام علیہ السلام نے پوچھا: حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں آپ سے پہلے والے لوگ کیا کہتے ہیں؟

علی بن محمد جہم نے عرض کیا: وہ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام محراب عبادت میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابلیس ایک خوبصورت پرندے کی شکل میں ان کے سامنے جلوہ گر ہوا۔ جناب داؤدؑ نے نماز کو توڑ دیا اور اس پرندے کو پکڑنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ وہ پرندہ گھر کے اندر چلا گیا۔ وہ اس پرندے کے پیچھے گئے تو وہ اُڑ کر چھت پر چلا گیا۔ جناب داؤدؑ اسے پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے چھت پر گئے تو وہ پرندہ اُڑ کر اوریا بن حنان کے گھر پہنچ گیا۔ حضرت داؤدؑ اس کے پیچھے اوریا کے گھر میں داخل ہوئے تو اچانک دیکھا کہ اوریا کی بیوی غسل کر رہی ہے۔ پس جب حضرت داؤدؑ کی نگاہ اس پر پڑی تو اس کی طرف مائل ہو گئے۔ انھوں نے اوریا کو بعض جنگوں میں بھیجا اور فوج کے سپہ سالار کو لکھا کہ اوریا کو اگلی صف میں رکھے۔ اس نے بھی داؤدؑ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اوریا کو جنگ لڑنے کے لیے اگلی صف میں رکھا، اوریا کو مشرکین پر فتح ہوئی۔ یہ چیز جناب داؤد علیہ السلام پر سخت گزری۔ پھر سپہ سالار کو دوبارہ لکھا کہ اوریا کو تابوت سے آگے رکھے۔ اس نے ایسا ہی کیا، پس اوریا قتل ہو گیا اور جناب داؤدؑ نے اس کی بیوی سے شادی کر لی۔

راوی کہتا ہے: جب حضرت امام رضا علیہ السلام نے یہ مطلب سنا تو اپنا دستِ مبارک اپنی پیشانی پر مارتے ہوئے فرمایا: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ تم نے خدا کے پیغمبروں میں ایک طرف یہ نسبت دی ہے کہ اس نے نماز میں بے اعتنائی کی ہے، جس وقت وہ پرندے کے پیچھے باہر گئے۔ اس کے بعد ان کی طرف غلط کام اور پھر قتل

کی نسبت دی ہے۔

اس نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ خدا! پھر حضرت داؤدؑ کی خطا کیا تھی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم پر افسوس، حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ خیال کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے زیادہ عالم تر اور دانا تر کسی کو پیدا نہیں کیا ہے، لہٰذا حق تعالیٰ نے دو فرشتوں کو مبعوث کیا، وہ اس کے محلِ عبادت کے دروازے پر آئے اور کہا: ہم ایک دوسرے کے دشمن ہیں، ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم و ستم کیا ہے۔ آپ ہمارے درمیان صحیح فیصلہ کریں، فیصلہ کرنے میں ہم پر ظلم مت کریں اور حق کا دامن مت چھوڑیں نیز ہمارے درمیانی راستے یعنی راہِ عدل کی طرف رہنمائی فرمائیں۔

دوسرے نے کہا: اے داؤدؑ! یہ شخص دین میں یا یکجائی میں یا اُلفت میں یا خلقت میں میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس ننانوے بھینسیں ہیں اور میرے پاس ایک بھینس ہے۔ اس نے مجھے کہا ہے کہ اپنی ایک بھینس بھی مجھے دے دو تاکہ میری ملکیت ہو جائے۔ وہ اس گفتگو اور مطالبہ میں مجھ پر غالب آ گیا ہے اور اس نے مجھے بات کرنے کی بھی فرصت نہیں دی ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے جلدی کی اور مدعا علیہ سے کہا: تیرے بھائی نے اپنی بھینسوں میں تیری بھینس کا اضافہ کرنے کا مطالبہ کر کے تجھ پر ظلم کیا ہے۔ پھر داؤد علیہ السلام نے مدعی سے اس دعویٰ پر گواہ طلب نہیں کیا اور اس کے بعد مدعا علیہ کی طرف متوجہ نہ ہوئے کہ اسے کہیں، تم (اپنی صفائی میں) کیا کہتے ہو۔ پس حضرت داؤدؑ نے یہ خطا کی تھی کہ انھوں نے فیصلہ کرنے میں جلدی کی۔ وہ بات ہرگز نہیں ہے، جو تم کہتے ہو۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ حضرت داؤدؑ نے فرمایا: ''اے داؤدؑ! ہم نے تم کو زمین پر اپنا جانشین بنایا ہے، لہٰذا تم لوگوں کے درمیان حق سے فیصلہ کرو اور خواہشات کا اتباع نہ کرو، مبادا کہ وہ تمھیں راہِ خدا سے منحرف کر دیں۔ بے شک جو لوگ راہِ خدا

سے بھٹک جاتے ہیں۔ ان کے لیے شدید عذاب ہے کہ انھوں نے روزِ حساب کو یکسر نظر انداز کردیا ہے"۔ (سورہ ص، آیہ ۲۶)

اس نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! تو پھر جناب داؤدؑ کا اوریا کے ساتھ کیا قضیہ ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت داؤدؑ کے زمانے میں یہ رسم تھی کہ اگر کسی عورت کا شوہر قتل ہوجاتا یا مرجاتا تو وہ اپنے شوہر کی وفات کے بعد کسی صورت میں بھی دوسری شادی نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے جائز قرار دیا تھا کہ جس عورت کا شوہر مرگیا ہو، اُس سے شادی کرسکتے ہیں۔ پس انھوں نے اوریا کی بیوی سے اس کے قتل ہونے اور عدت پوری ہونے کے بعد شادی کی تھی اور یہ بات لوگوں پر سخت گزری۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا:

وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ (سورہ احزاب، آیہ ۳۷)

"اور خدا سے ڈرا اور تم اس بات کو اپنے دل میں چھپاتے تھے جس کو (آخرکار) خدا ظاہر کرنے والا تھا۔ اور تم لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ خدا اس کا زیادہ حق دار تھا"۔

حق تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو بتایا کہ اسماء دارِ دنیا اور آخرت میں ان کی بیویوں میں سے ہے اور فرمایا کہ یہ اُمہات المومنین ہیں، ان میں سے ایک اور رسولؐ خدا کی بیوی کہ جس کا نام لیا گیا وہ زینب بنت جحش ہے اور یہ ان دنوں زید بن حارثہ کی بیوی تھی۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام اپنے دل میں مخفی رکھا اور اظہار نہ کیا کہ منافقین یہ نہ کہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی عورت کو اپنی بیویوں میں شمار کیا ہے جو ابھی کسی

دوسرے کی بیوی ہے اور اسے مومنین کی ماؤں میں سے سمجھا ہے۔ پس جب آنحضرتؐ نے منافقین کی باتوں سے خوف کھایا تو حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''تم اپنے دل میں لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ سزاوار تر یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کی بھی شادی اپنے ذمہ نہیں لی سوائے حواؑ کی آدمؑ کے ساتھ شادی کے اور زینب (بنتِ جحش) کی رسولِ خداؐ کے ساتھ شادی کے۔ جیسا کہ خود اللہ کا ارشاد ہے: فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَراً زَوَّجْنٰكَهَا آخر آیہ کریمہ اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کی جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے ساتھ (شادی بھی اسی طریق پر تھی)۔

راوی کہتا ہے: علی بن محمد بن جہم نے گریہ کرتے ہوئے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! میری توبہ کہ میں آج کے بعد انبیائے الٰہی کے بارے میں کوئی بات نہیں کروں گا مگر وہ جو آپ نے فرمائی ہے۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج ۱، ص ۱۹۵)

اُولوالعزم انبیا کو اُولی العزم کیوں کہا گیا؟

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام قَالَ: إِنَّمَا سُمِّيَ أُولُو الْعَزْمِ أُولِي الْعَزْمِ، لِأَنَّهُمْ كَانُوا أَصْحَابَ الْعَزَائِمِ وَالشَّرَائِعِ وَذَلِكَ أَنَّ كُلَّ نَبِيٍّ كَانَ بَعْدَ نُوحٍ عليه السلام كَانَ عَلَى شَرِيعَتِهِ وَمِنْهَاجِهِ وَتَابِعاً لِكِتَابِهِ إِلَى زَمَانِ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ عليه السلام وَكُلُّ نَبِيٍّ كَانَ فِي أَيَّامِ إِبْرَاهِيمَ وَبَعْدَهُ كَانَ عَلَى شَرِيعَةِ إِبْرَاهِيمَ وَمِنْهَاجِهِ وَتَابِعاً لِكِتَابِهِ إِلَى زَمَنِ مُوسَى عليه السلام وَكُلُّ نَبِيٍّ كَانَ فِي زَمَنِ مُوسَى عليه السلام وَبَعْدَهُ كَانَ عَلَى شَرِيعَةِ مُوسَى وَمِنْهَاجِهِ وَتَابِعاً لِكِتَابِهِ إِلَى أَيَّامِ عِيسَى عليه السلام وَكُلُّ نَبِيٍّ كَانَ فِي أَيَّامِ عِيسَى عليه السلام

وَبَعْدَهُ كَانَ عَلَى مِنْهَاجِ عِيسَى وَشَرِيعَتِهِ وَتَابِعاً لِكِتَابِهِ إِلَى زَمَنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَهَؤُلَاءِ الْخَمْسَةُ هُمْ أُولُو الْعَزْمِ وَهُمْ أَفْضَلُ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ علیہم السلام وَشَرِيعَةُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا تُنْسَخُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا نَبِيَّ بَعْدَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنِ ادَّعَى بَعْدَ نَبِيِّنَا أَوْ أَتَى بَعْدَ الْقُرْآنِ بِكِتَابٍ، فَدَمُهُ مُبَاحٌ لِكُلِّ مَنْ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْه.

علی بن حسن بن فضال کہتے ہیں: حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اولوا العزم انبیا کو اس لیے اُولوا العزم کا نام دیا گیا ہے کیوں کہ وہ صاحب دین وشریعت تھے، جو پیغمبر بھی حضرت نوح علیہ السلام کے بعد سے لے کر حضرت ابراہیمؑ تک یہ سب کے سب حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت پر تھے، جو پیغمبر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک تھے، وہ تمام کے تمام دین ابراہیمؑ پر تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کتاب کے تابع تھے۔ جو انبیا بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تھے وہ کُل کے کُل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے۔ وہ انبیا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تھے سارے کے سارے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے۔ یہ پانچ پیغمبر باقی تمام انبیاو رُسل سے اُولوا العزم ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت تا قیامِ قیامت منسوخ نہیں ہوگی۔ پیغمبر اسلامؐ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا، ان کے بعد جو بھی پیغمبری کا دعویٰ کرے، قرآن کے بعد کچھ کلمات اکٹھے کرے اور لکھے اور اس کاوش کا نام آسمانی کتاب رکھے اس کا خون مباح ہے اور جو کوئی بھی اس کا دعویٰ سنے اُسے قتل کرنا واجب ہے۔ (علل الشرائع، ج۱، ص۱۲۳)

ooo✻ooo

فصل چہارم

نبوتِ خاصہ

maablib.org

رسول اکرمؐ کو ابوالقاسم کیوں کہتے ہیں؟

عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عليه السلام: فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ كُنِّيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله بِأَبِي الْقَاسِمِ؟

فَقَالَ: لِأَنَّهُ كَانَ لَهُ ابْنٌ يُقَالُ لَهُ قَاسِمٌ فَكُنِّيَ بِهِ.

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ فَهَلْ تَرَانِي أَهْلًا لِلزِّيَادَةِ؟

فَقَالَ: نَعَمْ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وآله قَالَ: أَنَا وَعَلِيٌّ أَبَوَا هَذِهِ الْأُمَّةِ؟

قُلْتُ: بَلَى.

قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وآله أَبٌ لِجَمِيعِ وَعَلِيٌّ عليه السلام مِنْهُمْ؟

قُلْتُ: بَلَى.

قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَلِيّاً عليه السلام قَاسِمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ؟

قُلْتُ: بَلَى.

قَالَ: فَقِيلَ لَهُ: أَبُو الْقَاسِمِ لِأَنَّهُ أَبُو قَسِيمِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ.

فَقُلْتُ لَهُ: وَمَا مَعْنَى ذَلِكَ؟

قَالَ: إِنَّ شَفَقَةَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله عَلَى أُمَّتِهِ شَفَقَةُ الْآبَاءِ عَلَى الْأَوْلَادِ وَأَفْضَلُ أُمَّتِهِ عَلِيٌّ عليه السلام وَمِنْ بَعْدِهِ شَفَقَةُ

عَلِيٍّ عليه السلام عَلَيْهِمْ كَشَفَقَتِهِ صلى الله عليه وآله لِأَنَّهُ وَصِيُّهُ وَخَلِيفَتُهُ وَالْإِمَامُ بَعْدَهُ،

فَلِذَلِكَ قَالَ: أَنَا وَعَلِيٌّ أَبَوَا هَذِهِ الْأُمَّةِ وَصَعِدَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله الْمِنْبَرَ، فَقَالَ: مَنْ تَرَكَ دَيْناً أَوْ ضَيَاعاً فَعَلَيَّ وَإِلَيَّ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ، فَصَارَ بِذَلِكَ أَوْلَى بِهِمْ مِنْ آبَائِهِمْ وَأُمَّهَاتِهِمْ وَأَوْلَى بِهِمْ مِنْهُمْ بِأَنْفُسِهِمْ وَكَذَلِكَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام بَعْدَهُ جَرَى ذَلِكَ لَهُ مِثْلُ مَا جَرَى لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وآله.

ابن فضال سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے امام ہشتمؑ سے پوچھا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی کنیت ابوالقاسم کیوں ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس لیے کہ آنحضرتؐ کے ایک بیٹے کا نام قاسم تھا، اس وجہ سے آپؐ کو ابوالقاسم کہتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کیا آپؑ مجھے اس قابل سمجھتے ہیں کہ کچھ مزید وضاحت فرمائیں؟!

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، کیا تم جانتے ہو کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: میںؐ اور علیؑ اس اُمت کے دو باپ ہیں۔

میں نے عرض کیا: ہاں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ پیغمبر تمام اُمت کے باپ ہیں اور علیؑ ان سے ہیں۔

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا (یہ بھی) جانتے ہو کہ علیؑ جنت وجہنم کو بانٹنے والے

ہیں؟

میں نے عرض کیا: ہاں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس وجہ سے انھیں ابوالقاسم کہا جاتا ہے کیونکہ وہ جنت و جہنم کو بانٹنے والے کے پدر ہیں۔

میں نے عرض کیا: اس کلام کے کیا معنی ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی اُمت پر شفقت ایسی ہے جیسی آباء کی شفقت اپنی اولاد پر ہوتی ہے۔ رسولؐ خدا کی سب سے بہترین اُمت علی علیہ السلام ہیں، ان کے بعد علی علیہ السلام کی مہربانی و شفقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہربانی و شفقت کے مانند ہے۔ کیونکہ ان کے بعد وصی، خلیفہ اور امام ہیں۔ پس اسی وجہ سے فرمایا کہ میں اور علیؑ اس اُمت کے دو باپ ہیں۔ رسولؐ خدا منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: جو کوئی اپنے بعد قرض یا اہل و عیال باقی چھوڑے، اس کا قرض مَیں ادا کروں گا اور اس کے عیال کو نان و نفقہ میں دوں گا، البتہ جو کوئی مال و ثروت چھوڑے وہ اس کے ورثا کے لیے ہے، یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی ماؤں اور ان کے باپوں سے اولیٰ و افضل تھے۔ اسی طرح ان کے نفسوں پر بھی اولیٰ تھے۔ رسولؐ خدا کے بعد یہ اوّلیت امیرالمومنین علی علیہ السلام کے لیے بھی ثابت اور موجود ہے۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج۲، ص۸۶)

رسول اکرمؐ کی قبر کے سامنے کھڑے ہو کر کیسے سلام کریں؟

عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ عِنْدَ قَبْرِهِ؟

فَقَالَ: تَقُولُ:

السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَامُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخِيَرَةَ اللّٰهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَاحَبِيبَ اللّٰهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَاصِفْوَةَ اللّٰهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِينَ اللّٰهِ
أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ نَصَحْتَ لِأُمَّتِكَ وَجَاهَدْتَ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ رَبِّكَ وَعَبَدْتَهُ حَتَّى أَتَاكَ الْيَقِينُ.
فَجَزَاكَ اللّٰهُ أَفْضَلَ مَا جَزَى نَبِيًّا عَنْ أُمَّتِهِ، اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَآلِ مُحَمَّدٍ، أَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

احمد بن محمد بن ابی نصر کہتے ہیں: میں نے امام رضاؑ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: ہم جس وقت رسولؐ خدا کی قبرِ مطہر کے نزدیک جائیں تو انھیں کیسے سلام کریں؟

امام ؑ نے فرمایا: یوں کہو:
السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ
"رسولؐ خدا پر سلام"۔
السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

"آپؐ پر سلام اور خدا کی رحمت اور برکتیں ہوں"۔

السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ

"اے رسولِ خدا! آپؐ پر سلام ہو"۔

السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ

"اے محمدؐ بن عبداللہ! آپ پر سلام ہو"۔

السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خِیَرَةَ اللّٰهِ

"اے خدا کے برگزیدہ! آپؐ پر سلام ہو"۔

السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیبَ اللّٰهِ

"اے خدا کے محبوب! آپؐ پر سلام ہو"۔

السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَفْوَةَ اللّٰهِ

"اے خدا کے منتخب شدہ! آپؐ پر سلام ہو"۔

السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا أَمِینَ اللّٰهِ

"اے خدا کے امین! آپؐ پر سلام ہو"۔

میں شہادت دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ محمدؐ بن عبداللہ ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے اُمت کو نصیحت کی ہے اور راہِ خدا میں سعی و کوشش کی ہے اور زندگی کے آخری لمحات تک خدا کی عبادت کی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دے، جو ہر نبی کو اس کی اُمت کے عوض میں دی گئی۔

اے معبود! محمدؐ و آلِ محمدؐ پر اپنی رحمت بھیج، ایسی بہترین رحمت جو ابراہیم اور ان کی آلؑ پر بھیجی۔ بے شک آپ حمید بھی ہیں اور مجید بھی۔ (کامل الزیارات، ص ۳۶)

ooo✱ooo

فصل پنجم

امامت وخلافتِ پیغمبرؐ کے بارے میں

maablib.org

لوگ امیرالمومنین علی علیہ السلام سے رُوگردان کیوں ہوئے؟

عَنْ حَسَنِ بنِ عَلِی بنِ فَضَّالٍ عَنْ أَبِیهِ عَنْ أَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ علیہ السلام كَيْفَ مَالَ النَّاسُ عَنْهُ إِلَى غَيْرِهِ وَقَدْ عَرَفُوا فَضْلَهُ وَسَابِقَتَهُ وَمَكَانَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ؟

فَقَالَ إِنَّمَا مَالُوا عَنْهُ إِلَى غَيْرِهِ وَقَدْ عَرَفُوا فَضْلَهُ، لِأَنَّهُ قَدْ كَانَ قَتَلَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَجْدَادِهِمْ وَ إِخْوَانِهِمْ وَأَعْمَامِهِمْ وَأَخْوَالِهِمْ وَأَقْرِبَائِهِمُ الْمُحَادِّينَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ عَدَداً كَثِيراً، فَكَانَ حِقْدُهُمْ عَلَيْهِ لِذَلِكَ فِي قُلُوبِهِمْ، فَلَمْ يُحِبُّوا أَنْ يَتَوَلَّى عَلَيْهِمْ وَلَمْ يَكُنْ فِي قُلُوبِهِمْ عَلَى غَيْرِهِ مِثْلُ ذَلِكَ، لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي الْجِهَادِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ مِثْلُ مَا كَانَ لَهُ ، فَلِذَلِكَ عَدَلُوا عَنْهُ وَمَالُوا إِلَى سِوَاهُ.

حسن بن علی بن فضال کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا: لوگ امیرالمومنین علی علیہ السلام سے رُوگردان کیوں ہوئے درحالانکہ وہ اس سے مطلع تھے کہ وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے کس قدر نزدیک تھے۔ رسولؐ خدا سے ان کا سابقہ کیا تھا اور رسولؐ خدا کی نگاہ میں ان کی فضیلت کیا تھی؟!!

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: لوگ اس وجہ سے رُوگردان ہوئے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ان کے آباء واجداد، بھائیوں، چچاؤں، ماموؤں اور دوسرے رشتہ

داروں کو قتل کیا تھا، کیونکہ ان میں سے کثیر تعداد نے خدا اور رسولؐ کے حکم کی حدود سے تجاوز کیا تھا اور دین اسلام کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا تھا۔ اس وجہ سے لوگوں کے دلوں میں حضرت علی علیہ السلام سے عداوت تھی اور وہ پسند نہیں کرتے تھے کہ علی علیہ السلام ان پر صاحب اختیار ہوں لیکن علی علیہ السلام کے علاوہ دوسروں کے بارے میں ان کے دلوں میں ایسا کینہ نہیں تھا کیونکہ کسی نے بھی علی علیہ السلام کے مانند رسولؐ خدا کے سامنے جہاد نہیں کیا تھا، پس اسی وجہ سے علی علیہ السلام سے دوری اختیار کی اور ان کے غیر کی طرف مائل ہوئے۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج ۱، ص ۸۰)

مسئلہ امامت کے بارے میں بحث ومناظرہ

رُوِيَ أَنَّ الْمَأْمُونَ كَانَ يُحِبُّ فِي الْبَاطِنِ سَقَطَاتِ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام وَأَنْ يَغْلِبَهُ الْمُحْتَجُّ وَيَظْهَرَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ فَاجْتَمَعَ يَوْماً عِنْدَهُ الْفُقَهَاءُ وَالْمُتَكَلِّمُونَ فَدَسَّ إِلَيْهِمْ أَنْ نَاظِرُوهُ فِي الْإِمَامَةِ.

فَقَالَ لَهُمُ الرِّضَا: اقْتَصِرُوا عَلَى وَاحِدٍ مِنْكُمْ يَلْزَمُكُمْ مَا يَلْزَمُهُ فَرَضُوا بِرَجُلٍ يُعْرَفُ بِيَحْيَى بْنِ الضَّحَّاكِ السَّمَرْقَنْدِيِّ وَلَمْ يَكُنْ فِي خُرَاسَانَ مِثْلُهُ.

فَقَالَ الرِّضَا علیہ السلام: يَا يَحْيَى أَخْبِرْنِي عَمَّنْ صَدَّقَ كَاذِباً عَلَى نَفْسِهِ أَوْ كَذَّبَ صَادِقاً عَلَى نَفْسِهِ أَيَكُونُ مُحِقّاً مُصِيباً أَمْ مُبْطِلاً مُخْطِئاً؟

فَسَكَتَ يَحْيَى، فَقَالَ لَهُ الْمَأْمُونُ: أَجِبْهُ.

فَقَالَ: يُعْفِينِي أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ جَوَابِهِ.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: يَا أَبَا الْحَسَنِ: عَرِّفْنَا الْغَرَضَ فِي هَذِهِ

الْمَسْأَلَةِ.

فَقَالَ: لَابُدَّ لِيَحْيَى مِنْ أَنْ يُخْبِرَنِي عَنْ أَئِمَّتِهِ أَنَّهُمْ كَذَبُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَوْ صَدَقُوا فَإِنْ زَعَمَ أَنَّهُمْ كَذَبُوا، فَلَا إِمَامَةَ لِلْكَاذِبِ وَ إِنْ زَعَمَ أَنَّهُمْ صَدَقُوا فَقَدْ قَالَ أَوَّلُهُمْ: أَقِيلُونِي وُلِّيتُكُمْ وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ وَقَالَ ثَانِيهِمْ: بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ كَانَتْ فَلْتَةً، وَقَى اللّٰهُ شَرَّهَا، فَمَنْ عَادَ لِمِثْلِهَا، فَاقْتُلُوهُ فَوَ اللّٰهِ مَا رَضِيَ لِمَنْ فَعَلَ مِثْلَ فِعْلِهِ إِلَّا بِالْقَتْلِ، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ بِخَيْرِ النَّاسِ وَالْخَيْرِيَّةُ لَا تَقَعُ إِلَّا بِنُعُوتٍ مِنْهَا الْعِلْمُ وَمِنْهَا الْجِهَادُ وَمِنْهَا سَائِرُ الْفَضَائِلِ وَلَيْسَتْ فِيهِ وَمَنْ كَانَتْ بَيْعَتُهُ فَلْتَةً يَجِبُ الْقَتْلُ عَلَى مَنْ فَعَلَ مِثْلَهَا كَيْفَ يُقْبَلُ عَهْدُهُ إِلَى غَيْرِهِ وَهٰذِهِ صِفَتُهُ ثُمَّ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: إِنَّ لِي شَيْطَاناً يَعْتَرِينِي، فَإِذَا مَالَ بِي فَقَوِّمُونِي وَإِذَا أَخْطَأْتُ فَأَرْشِدُونِي، فَلَيْسُوا أَئِمَّةً إِنْ صَدَقُوا وَ إِنْ كَذَبُوا فَمَا عِنْدَ يَحْيَى شَيْءٌ فِي هٰذَا.

فَعَجِبَ الْمَأْمُونُ مِنْ كَلَامِهِ عليه السلام وَقَالَ: يَاأَبَا الْحَسَنِ! مَا فِي الْأَرْضِ مَنْ يُحْسِنُ هٰذَا سِوَاكَ.

نقل ہوا ہے کہ مامون باطنی طور پر یہ چاہتا تھا کہ امام رضا علیہ السلام لوگوں کے ساتھ بحث کرنے میں مات کھا جائیں اور ان کا حریف ان پر غالب آ جائے، اگرچہ وہ اظہار اس کے برخلاف کرتا تھا۔ ایک دن فقہا اور متکلمین اس کے پاس اکٹھے تھے۔ اس نے انھیں علیحدگی میں کہا کہ ان (امام رضا علیہ السلام) کے ساتھ مسئلۂ امامت سے

متعلق بحث کریں (جب لوگ اکٹھے ہوگئے تو) امام رضاؑ نے ان سے فرمایا: آپ لوگ اپنے درمیان سے ایک شخص کو منتخب کریں کہ وہ آپ سب کی طرف سے میرے ساتھ گفتگو کرے، تا کہ جو کچھ اس کے ساتھ ہو، تم سب کے ساتھ بھی وہی ہو۔ اُنھوں نے اپنے درمیان میں سے یحییٰ بن ضحاک سمرقندی کا انتخاب کیا۔ وہ ایسا شخص تھا کہ جس کے مانند خراسان میں کوئی بھی نہ تھا۔

حضرت امام رضاؑ نے اس سے فرمایا: جو چاہو سوال کرو؟

اس نے کہا: میں مسئلۂ امامت کے بارے میں سوال کروں گا، آپؑ اس شخص کے لیے امامت کا دعویٰ کیسے کرتے ہیں کہ جس نے امامت نہیں کی ہے اور اس کو رد کرتے ہو، جس نے امامت کی ہے، جب کہ لوگ بھی اس کی امامت پر راضی ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: اے یحییٰ! تمہارا اس شخص کے بارے میں کیا نظریہ ہے، جو ایسے شخص کی تصدیق کرے کہ جس نے اپنے آپ کی تکذیب کی ہو اور ایسے شخص کو جھٹلائے جو اپنے آپ کو راست گو اور سچا سمجھتا ہے۔ تم مجھے یہ بتاؤ ان دونوں میں سے حق پر کون ہے، یعنی کون حقیقت تک پہنچا ہے اور دونوں میں سے کون باطل پر ہے اور خطا کار ہے؟

یحییٰ خاموش ہوگیا، وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ مامون نے اس سے کہا: جواب دو۔

اس نے کہا: اے امیرالمومنینؑ! مجھے اس سوال کے جواب سے معاف فرمائیں۔

مامون نے کہا: اے ابوالحسنؑ! اس سوال سے ہمارے لیے اپنا مقصود بیان فرمائیں۔

امامؑ نے فرمایا: یحییٰ کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور چارۂ کار نہیں کہ وہ یہ

بتائے، کس نے اپنی تکذیب کی ہے اور کس ایک نے اپنی تصدیق کی ہے؟ اگر وہ یہ گمان کرے کہ انھوں نے تکذیب کی ہے تو پس جھوٹا لائق امامت نہیں ہے، اگر یہ خیال کرے کہ انھوں نے تصدیق کی ہے تو ان میں سے من جملہ پہلا ہے کہ جس نے کہا ہے: میں تمہارا ولی اور حاکم تو بنا ہوں لیکن تم سے بہتر نہیں ہوں اور وہ جو اس کے بعد تھا، اس نے اس کے بارے میں کہا: خلیفۂ اوّل کی بیعت اشتباہ اور خطا تھی، جو کوئی بھی اس کے بعد دوبارہ ایسا کام انجام دے اسے قتل کر دو۔ خدا کی قسم! جو کوئی بھی دوبارہ ایسا کام کرتا وہ اس کے قتل سے کم پر راضی نہ تھا۔

پس جو لوگوں میں سے بہترین نہیں ہے درحالانکہ کوئی بھی بہتر موجود نہیں ہے مگر یہ کہ وہ مخصوص صفات علم، جہاد اور دیگر فضائل کا حامل ہو، جو کہ اس میں نہیں تھیں، یعنی جس کی بیعت میں بعنوان امامت اشتباہ ہو اور جو ایسا کرے اس کا قتل واجب ہو تو ایسے شخص کی امامت دوسروں کے لیے کس طرح قابل قبول ہو سکتی ہے۔ درحالانکہ اس کی صورت حال ایسی ہو؟ پھر اس نے خود منبر پر کہا ہے: میرے لیے ایک شیطان ہے جو مجھ پر عارض ہوتا ہے، وہ جب بھی مجھے راہِ مستقیم سے بھٹکائے تو آپ لوگ مجھے راہِ راست پر لے آئیں۔ جب بھی مجھ سے کوئی غلطی ہو، میری رہنمائی کریں۔ اس بنا پر یہ دونوں خود اپنے اپنے قول کے مطابق امام نہیں ہیں، خواہ سچے ہوں یا جھوٹے، اب یحییٰ کے پاس کہنے کے لیے کوئی جواب نہ تھا۔

پھر مامون آنحضرتؑ کی گفتگو سے حیران و پریشان ہوا اور کہا: اے ابوالحسنؑ! اس دھرتی پر آپؑ کے سوا اور کوئی بھی نہیں ہے جو آپؑ کے مانند خوبصورت گفتگو کر سکے!

(احتجاج، ج ۲، ص ۲۴۰)

امامت، رجعت اور تناسخ کے متعلق اہم سوالات

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْجَهْمِ قَالَ: حَضَرْتُ مَجْلِسَ الْمَأْمُونِ

يَوْماً وَعِنْدَهُ عَلِيُّ بْنُ مُوسَى الرِّضَا وَقَدِ اجْتَمَعَ الْفُقَهَاءُ وَأَهْلُ الْكَلَامِ مِنَ الْفِرَقِ الْمُخْتَلِفَةِ فَسَأَلَهُ بَعْضُهُمْ فَقَالَ لَهُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ بِأَيِّ شَيْءٍ تَصِحُّ الْإِمَامَةُ لِمُدَّعِيهَا؟

قَالَ: بِالنَّصِّ وَالدَّلَائِلِ.

قَالَ لَهُ: فَدَلَالَةُ الْإِمَامِ فِيمَا هِيَ؟

قَالَ: فِي الْعِلْمِ وَاسْتِجَابَةِ الدَّعْوَةِ.

قَالَ: فَمَا وَجْهُ إِخْبَارِكُمْ بِمَا يَكُونُ؟

قَالَ: ذَلِكَ بِعَهْدٍ مَعْهُودٍ إِلَيْنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

قَالَ: فَمَا وَجْهُ إِخْبَارِكُمْ بِمَا فِي قُلُوبِ النَّاسِ؟

قَالَ: أَمَا بَلَغَكَ قَوْلُ الرَّسُولِ ﷺ: اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ، فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰهِ؟

قَالَ: بَلَى.

قَالَ: فَمَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَلَهُ فِرَاسَةٌ يَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰهِ عَلَى قَدْرِ إِيمَانِهِ وَمَبْلَغِ اسْتِبْصَارِهِ وَعِلْمِهِ وَقَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لِلْأَئِمَّةِ مِنَّا مَا فَرَّقَهُ فِي جَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ فِي كِتَابِهِ ﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ﴾، فَأَوَّلُ الْمُتَوَسِّمِينَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام مِنْ بَعْدِهِ ثُمَّ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالْأَئِمَّةُ مِنْ وُلْدِ الْحُسَيْنِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ الْمَأْمُونُ، فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا الْحَسَنِ زِدْنَا مِمَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ.

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ أَيَّدَنَا بِرُوحٍ مِنْهُ مُقَدَّسَةٍ، مُطَهَّرَةٍ، لَيْسَتْ بِمَلَكٍ لَمْ تَكُنْ مَعَ أَحَدٍ مِمَّنْ مَضَى إِلَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وَهِيَ مَعَ الْأَئِمَّةِ مِنَّا تُسَدِّدُهُمْ وَتُوَفِّقُهُمْ وَهُوَ عَمُودٌ مِنْ نُورٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ.

قَالَ لَهُ الْمَأْمُونُ: يَا أَبَا الْحَسَنِ! بَلَغَنِي أَنَّ قَوْماً يَغْلُونَ فِيكُمْ وَيَتَجَاوَزُونَ فِيكُمُ الْحَدَّ!

فَقَالَ لَهُ الرِّضَا عليه السلام : حَدَّثَنِي أَبِي مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: لَا تَرْفَعُونِي فَوْقَ حَقِّي، فَإِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى اتَّخَذَنِي عَبْداً قَبْلَ أَنْ يَتَّخِذَنِي نَبِيّاً.

قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَاداً لِي مِنْ دُونِ اللهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰئِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَاباً ۗ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ وَقَالَ عَلِيٌّ: يَهْلِكُ فِيَّ اثْنَانِ وَلَا ذَنْبَ لِي مُحِبٌّ مُفْرِطٌ وَمُبْغِضٌ مُفْرِطٌ وَ إِنَّا لَنَتَبَرَّأُ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ مِمَّنْ يَغْلُو فِينَا فَيَرْفَعُنَا فَوْقَ حَدِّنَا كَبَرَاءَةِ

عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عليه السلام مِنَ النَّصَارَى قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ:
﴿وَ إِذْ قَالَ اللهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللهِ قَالَ: سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ أَنْ أَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ أَنِ اعْبُدُوا اللهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾ وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ أَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ﴾ وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ: ﴿مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَأْكُلٰنِ الطَّعَامَ﴾ وَمَعْنَاهُ أَنَّهُمَا كَانَ يَتَغَوَّطَانِ، فَمَنِ ادَّعٰى لِلْأَنْبِيَاءِ رُبُوْبِيَّةً أَوِ ادَّعٰى لِلْأَئِمَّةِ رُبُوْبِيَّةً أَوْ نُبُوَّةً أَوْ لِغَيْرِ الْأَئِمَّةِ إِمَامَةً، فَنَحْنُ مِنْهُ بُرَآءُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

فَقَالَ الْمَأْمُوْنُ: يَا أَبَا الْحَسَنِ! فَمَا تَقُوْلُ فِي الرَّجْعَةِ؟

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : إِنَّهَا الْحَقُّ وَقَدْ كَانَتْ فِي الْأُمَمِ السَّالِفَةِ وَنَطَقَ بِهَا الْقُرْآنُ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله: يَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ كُلُّ مَا كَانَ فِي الْأُمَمِ السَّالِفَةِ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ وَالْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ وَقَالَ عليه السلام إِذَا خَرَجَ الْمَهْدِيُّ مِنْ وُلْدِيْ نَزَلَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عليه السلام فَصَلّٰى

خَلْقَهُ وَقَالَ عليه السلام بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيباً وَسَيَعُودُ غَرِيباً فَطُوبَىٰ لِلْغُرَبَاءِ.

قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثُمَّ يَكُونُ مَاذَا؟

قَالَ: ثُمَّ يَرْجِعُ الْحَقُّ إِلَىٰ أَهْلِهِ.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: يَا أَبَا الْحَسَنِ! فَمَا تَقُولُ فِي الْقَائِلِينَ بِالتَّنَاسُخِ؟

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : مَنْ قَالَ بِالتَّنَاسُخِ، فَهُوَ كَافِرٌ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ يُكَذِّبُ بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: فَمَا تَقُولُ فِي الْمُسُوخِ؟

قَالَ الرِّضَا عليه السلام : أُولٰئِكَ قَوْمٌ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ، فَمَسَخَهُمْ، فَعَاشُوا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ثُمَّ مَاتُوا وَلَمْ يَتَنَاسَلُوا، فَمَا يُوجَدُ فِي الدُّنْيَا مِنَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا أُوقِعَ عَلَيْهِ اسْمُ الْمُسُوخِيَّةِ، فَهِيَ مِثْلُهَا لَا يَحِلُّ أَكْلُهَا وَالْاِنْتِفَاعُ بِهَا.

قَالَ الْمَأْمُونُ: لَا أَبْقَانِيَ اللّٰهُ بَعْدَكَ يَا أَبَا الْحَسَنِ وَاللّٰهِ مَا يُوجَدُ الْعِلْمُ الصَّحِيحُ إِلَّا عِنْدَ أَهْلِ هٰذَا الْبَيْتِ وَ إِلَيْكَ انْتَهَى عُلُومُ آبَائِكَ، فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنِ الْإِسْلَامِ وَأَهْلِهِ خَيْراً.

قَالَ الْحَسَنُ بْنُ جَهْمٍ: فَلَمَّا قَامَ الرِّضَا عليه السلام ، تَبِعْتُهُ فَانْصَرَفَ إِلَىٰ مَنْزِلِهِ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَهَبَ لَكَ مِنْ جَمِيلِ

رَأْيِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مَا حَمَلَهُ عَلَى مَا أَرَى مِنْ إِكْرَامِهِ لَكَ وَقَبُولِهِ لِقَوْلِكَ.

فَقَالَ عليه السلام : يَا ابْنَ الْجَهْمِ! لَا يَغُرَّنَّكَ مَا أَلْفَيْتَهُ عَلَيْهِ مِنْ إِكْرَامِي وَالِاسْتِمَاعِ مِنِّي، فَإِنَّهُ سَيَقْتُلُنِي بِالسَّمِّ وَهُوَ ظَالِمٌ لِي أَعْرِفُ ذٰلِكَ بِعَهْدٍ مَعْهُودٍ إِلَيَّ مِنْ آبَائِي عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ فَاكْتُمْ هٰذَا عَلَيَّ مَا دُمْتُ حَيّاً.

قَالَ الْحَسَنُ بْنُ الْجَهْمِ: فَمَا حَدَّثْتُ أَحَداً بِهٰذَا الْحَدِيثِ إِلَى أَنْ مَضَى الرِّضَا عليه السلام بِطُوسَ مَقْتُولاً بِالسَّمِّ وَدُفِنَ فِي دَارِ حُمَيْدِ بْنِ قَحْطَبَةَ الطَّائِيِّ فِي الْقُبَّةِ الَّتِي فِيهَا قَبْرُ هَارُونَ إِلَى جَانِبِهِ.

حسن بن جہم کہتا ہے: ایک دن میں مامون کی مجلس میں گیا، حضرت امام رضا علیہ السلام بھی وہاں پر تشریف فرما تھے، مختلف مذاہب کے فقہا و متکلمین بھی وہاں پر موجود تھے۔ ان میں سے ایک نے امام علیہ السلام سے سوال کیا: اے آقا! آپ یہ فرمائیں کہ امامت کا دعویٰ کرنے والا کون سی شرائط کا حامل ہونا چاہیے؟

امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: نص و تصریح امامت اور دلائل سے مزین ہو۔

اس نے کہا: من جملہ امامت پر کون سے دلائل ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: علم اور قبولیت دعا۔

اس نے پوچھا: یہ کیسے ہے کہ آپ آئندہ کے بارے میں خبر دیتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ مطلب اس عہد معہود اور اطلاع و قرار کے مطابق ہے کہ جو رسولؐ خدا سے ہم تک پہنچا ہے۔

اس نے پوچھا: آپ لوگوں کے دل کی خبر کیسے دیتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ مومن کی فراست اور ہوشیاری سے بچ کر رہو کیونکہ وہ نورِ خدا سے دیکھتا ہے۔

اس نے کہا: جی ہاں! (سنا ہے)

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہر مومن صاحبِ فراست اور تیز بین ہے۔ وہ اپنے علم، بصیرت اور ایمان کی مقدار کے مطابق اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فراست اور تیز بینی ہم آئمہ اہلِ بیتؑ کو اس قدر عنایت فرمائی ہے کہ جتنی تمام مومنین کو عطا کی ہے۔ خداوند متعال نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے:

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ ○ (سورۂ حجر، آیہ ۷۵)

"ان میں صاحبانِ ہوش کے لیے بڑی نشانیاں پائی جاتی ہیں"۔

سب سے پہلے صاحبِ فراست رسولؐ خدا ہیں، ان کے بعد امیر المومنینؑ، ان کے بعد حسن وحسین علیہم السلام کی اولاد سے نو آئمہ ہیں، تا روزِ قیامت۔

راوی کہتا ہے: مامون نے امام علیہ السلام کی طرف دیکھا اور عرض کیا: اے ابوالحسنؑ! اللہ تعالیٰ نے آپ اہلِ بیتؑ کو جو کچھ عطا کیا ہے اس کے بارے میں مزید وضاحت فرمائیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: خداوند متعال نے ہماری تائید اپنی روح سے کی ہے جو کہ مقدس و پاک ہے، وہ فرشتہ نہیں ہے، وہ پیغمبرؐ اسلام کے علاوہ گذشتہ انبیاؑ میں سے کسی کے بھی ہمراہ نہیں تھی۔ وہی روح ہم آئمہ اہلِ بیتؑ کے ساتھ ہے، جو ہمیں قوت بخشتی ہے اور موفق کرتی ہے اور وہ ہمارے اور اللہ کے درمیان نور کا ایک ستون ہے۔

مامون نے کہا: میں نے سنا ہے کہ بعض لوگ آپؑ کے بارے میں غلو کرتے ہیں اور حد سے زیادہ آپؑ کے مقام و مرتبہ کے قائل ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے پدر گرامی موسیٰؑ ابن جعفرؑ نے اپنے والد محترم جعفرؑ بن محمدؑ سے، انھوں نے اپنے پدر محترم محمدؑ بن علیؑ سے، اُنھوں نے اپنے والد ماجد علیؑ بن حسینؑ سے، اُنھوں نے اپنے والد گرامی حسینؑ بن علیؑ سے اور اُنھوں نے اپنے والد گرامی [علی ابن ابی طالبؑ] سے نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے میرے حق سے زیادہ بلند نہ کرو۔ خداوند متعال نے مجھے پیغمبری کا افتخار عطا کرنے سے پہلے اپنی بندگی کا مقام و مرتبہ عنایت کیا ہے۔

خداوند تبارک وتعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے: "کسی بشر کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ خدا اسے کتاب وحکمت اور نبوت عطا کردے اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہنے لگے کہ خدا کو چھوڑ کر ہمارے بندے بن جاؤ کہ اس کا قول یہ ہونا چاہیے کہ اللہ والے بنو کہ تم کتاب کی تعلیم بھی دیتے ہو اور اسے پڑھتے بھی رہتے ہو۔ وہ یہ حکم نہیں دے سکتا کہ ملائکہ یا انبیاءؑ کو اپنا پروردگار بنالو۔ کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے سکتا ہے جب کہ تم لوگ مسلمان ہو؟" (سورۂ آل عمران، آیہ ۷۹، ۸۰)

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ "میرے بارے میں دو گروہ ہلاک ہوں گے، جب کہ میرا کوئی گناہ نہیں ہے۔ پہلا گروہ ان شخصوں کا ہے جو افراطی ہیں (اور غلو کا شکار ہیں) اور دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو تفریطی ہیں (اور میرے یہ سخت دشمن ہیں) میں ان لوگوں سے جو میرے بارے میں غلو کرتے ہیں، اس طرح متنفر اور بے زار ہوں جس طرح سے عیسیٰ بن مریمؑ نے نصاریٰ سے اظہار بے زاری کیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: "اور جب اللہ نے کہا: اے عیسیٰ ابن مریمؑ! کیا تم نے لوگوں سے یہ کہہ دیا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو خدا مان لو۔

تو عیسیٰؑ نے عرض کیا: "تیری ذات بے نیاز ہے، میں ایسی بات کیسے کہوں گا جس کا مجھے کوئی حق نہیں ہے اور اگر میں نے کہا تھا تو تجھے تو معلوم ہی ہے کیوں کہ تو

میرے دل کا حال جانتا ہے۔ اور میں تیرے اَسرار نہیں جانتا ہوں تو تو غیب کا جاننے والا بھی ہے۔ میں نے ان سے صرف وہی کہا ہے جس کا تو نے حکم دیا تھا، یعنی میرے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور میں جب تک ان کے درمیان رہا ان کا گواہ اور نگران رہا۔ پھر جب تو نے مجھے اُٹھا لیا تو تو ان کا نگہبان ہے اور تو ہر شے کا گواہ اور نگران ہے" (سورۂ مائدہ، آیہ ۱۱۶، ۱۱۷)

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: "نہ مسیحؑ کو اس بات سے انکار ہے کہ وہ بندۂ خدا ہیں اور نہ ملائکہ مقربین کو اس کی بندگی سے کوئی انکار ہے"۔ (سورۂ نساء، آیہ ۱۷۲)

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: "مسیحؑ بن مریم کچھ نہیں ہیں صرف ہمارے رسولؐ ہیں، جن سے پہلے بہت سے رسولؑ گزر چکے ہیں، اور ان کی ماں صدیقہ تھیں اور وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے" (سورۂ مائدہ، آیہ ۷۵)

امام علیہ السلام نے فرمایا: غذا کھانے سے مراد یہ ہے کہ وہ دونوں پاخانہ کرتے تھے، جو کوئی بھی انبیاؑ یا آئمہؑ کی ربوبیت کا دعویٰ کرے یا آئمہ کے لیے نبوت کا دعویٰ کرے یا اس شخص کے لیے جو امام نہ ہو اور امامت کا دعویٰ کرے ہم دنیا و آخرت میں اس سے بے زار ہیں۔

مامون نے کہا: اے اباالحسنؑ! آپ کا رجعت کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: رجعت حق ہے (یعنی ایک واقعیت ہے) یہ گذشتہ امتوں میں بھی تھی، اس پر قرآن شاہد ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ جو کچھ گذشتہ امتوں میں واقع ہوا ہے وہ ذرا برابر کسی کمی بیشی کے بغیر اس اُمت میں بھی ہوگا۔ رسولؐ خدا کا ارشاد ہے: جس وقت میری اولاد سے مہدیؑ ظہور کرے گا تو عیسیٰؑ بن مریمؑ اُتریں گے اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور آں حضرتؐ نے یہ بھی فرمایا: اسلام کا آغاز غربت سے ہوا اور آئندہ بھی غریب پلٹے گا، پس غریبوں کے لیے خوش

خبری اور شہادت ہے (یعنی خوش نصیب ہیں وہی قلیل پیروکار کہ جو آخری زمانے میں ہوں گے اور جو ابتدا میں حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے)۔

ایک صحابی نے عرض کیا: اے رسولؐ خدا! اس کے بعد کیا ہوگا؟

فرمایا: پھر حق اہلِ حق کی طرف لوٹ آئے گا۔

مامون نے کہا: اے ابوالحسنؑ! آپ قائلینِ تناسخ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی بھی تناسخ کا قائل ہے وہ خدائے متعال کا منکر ہے اور اس نے جنت وجہنم کو جھٹلایا ہے۔

مامون نے کہا: آپؑ مسخ شدہ (چیزوں) کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہ قومیں ہیں جن پر اللہ غضب ناک ہوا ہے اور انھیں مسخ کر دیا ہے۔ وہ صرف تین روز تک زندہ رہیں اور بعد میں مر گئیں۔ ان کی کوئی نسل وغیرہ باقی نہیں ہے۔ جو کچھ دنیا میں ہے مثلاً بندر، سؤر اور دوسری اشیا جن پر مسخ کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہ ان کے مشابہ ہیں، ان کا کھانا حلال نہیں ہے اور نہ ہی لوگ ان سے کوئی اور نفع حاصل کر سکتے ہیں۔

مامون نے کہا: خدا مجھے آپؑ کے بعد زندہ نہ رکھے، خدا کی قسم! صحیح علم حاصل نہیں ہو سکتا سوائے اس خاندان کے، آپؑ کے اجداد کا علم آپؑ تک پہنچا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کو اسلام اور اہلِ اسلام سے جزائے خیر عنایت فرمائے۔

حسن بن جہم کہتا ہے: جس وقت امام رضا علیہ السلام روانہ ہوئے تو میں ان کے پیچھے گیا۔ وہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں خدا کا شکر گزار ہوں کہ امیر المومنین (مامون) نے آپؑ کے بارے میں اچھی رائے دی اور آپؑ کا اس قدر احترام کیا نیز آپؑ کی بات کو دل سے قبول کیا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے فرزندِ جہم! اس نے میرا جو احترام کیا اور میری بات کو سنا، اس سے فریب مت کھانا، وہ عن قریب مجھے زہر سے شہید کرے گا اور وہ میرے حق میں ظلم کرنے والا ہوگا۔ یہ وہ وعدہ ہے، جو رسولؐ اسلام نے میرے ساتھ کیا ہے۔ جب تک میں زندہ ہوں تم اس بات کو مخفی رکھنا۔

حسن بن جہم نے کہا: میں نے یہ واقعہ کسی کو نہیں بتایا یہاں تک کہ امام رضا علیہ السلام طوس میں زہر کے باعث شہید ہو گئے اور حمید بن قحطبہ طائی کے گھر میں جہاں پر ہارون دفن تھا، اس جگہ میں ہارون کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (بحار الانوار، ج ۲۵، ص ۱۳۲)

○○○✻○○○

فصل ششم

ائمہ اہلِ بیت علیہم السلام کے بارے میں

maablib.org

کیا علّت ہے کہ امام رضاؑ مختلف زبانوں کو جانتے تھے؟

عَنْ اَبِی الصَّلْتِ الْهَرَوِیّ قَالَ: کَانَ الرِّضَا ؑ : یُکَلِّمُ النَّاسَ بِلُغَاتِهِمْ وَکَانَ وَاللّٰهِ أَفْصَحَ النَّاسِ وَأَعْلَمَهُمْ بِکُلِّ لِسَانٍ وَلُغَةٍ.

فَقُلْتُ لَهُ یَوْماً: یَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ ، اِنِّی لَأَعْجَبُ مِنْ مَعْرِفَتِكَ بِهٰذِهِ اللُّغَاتِ عَلَی اخْتِلَافِهَا.

فَقَالَ: یَا أَبَا الصَّلْتِ ، أَنَا حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَی خَلْقِهِ وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیَتَّخِذَ حُجَّةً عَلَی قَوْمٍ وَهُوَ لَا یَعْرِفُ لُغَاتِهِمْ، أَوَمَا بَلَغَكَ قَوْلُ أَمِیرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؑ : أُوتِیْنَا فَصْلَ الْخِطَابِ، فَهَلْ فَصْلُ الْخِطَابِ اِلَّا مَعْرِفَةُ اللُّغَاتِ؟

ابوصلت کہتے ہیں: حضرت امام رضاؑ لوگوں کے ساتھ ان کی زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ خدا کی قسم! وہ لغت اور زبان کے لحاظ سے لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح تھے اور عالم ترین شخصیت تھے۔

میں نے ایک دن ان بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! مجھے تعجب ہوتا ہے کہ آپؑ زبانوں میں اختلاف کے باوجود ان سب سے آگاہ ہیں؟ تو آنحضرتؑ نے فرمایا:

اے اباصلت! میں خدا کی مخلوق پر خدا کی حجت ہوں۔ خداوند متعال نے کسی قوم پر حجت کو نہیں بھیجا جب تک وہ اس قوم کی زبان سے آگاہ نہ ہو، کیا تمھارے پاس امیرالمومنین علی ؑ کا یہ فرمان نہیں پہنچا کہ حضرتؑ نے فرمایا: فصلِ خطاب ہمیں دیا

گیا ہے، پس کیا فصلِ خطاب زبانوں سے آشنائی کے علاوہ کچھ اور ہے۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۲۲۴)

رسولؐ، نبیؐ اور امامؑ کے درمیان کیا فرق ہے؟

إِسْمَاعِيلُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ: كَتَبَ الْحَسَنُ بْنُ عَبَّاسٍ الْمَعْرُوفِيُّ إِلَى الرِّضَا عليه السلام جُعِلْتُ فِدَاكَ أَخْبِرْنِي مَا الْفَرْقُ بَيْنَ الرَّسُولِ وَالنَّبِيِّ وَالْإِمَامِ؟

قَالَ: فَكَتَبَ أَوْ قَالَ: الْفَرْقُ بَيْنَ الرَّسُولِ وَالْإِمَامِ هُوَ أَنَّ الرَّسُولَ الَّذِي يَنْزِلُ عَلَيْهِ جَبْرَئِيلُ فَيَرَاهُ وَيَسْمَعُ كَلَامَهُ وَالنَّبِيَّ يَنْزِلُ عَلَيْهِ جَبْرَئِيلُ وَرُبَّمَا نُبِّيَ فِي مَنَامِهِ نَحْوَ رُؤْيَا إِبْرَاهِيمَ وَالنَّبِيُّ رُبَّمَا يَسْمَعُ الْكَلَامَ وَرُبَّمَا يَرَى الشَّخْصَ وَلَمْ يَسْمَعِ الْكَلَامَ وَالْإِمَامُ هُوَ الَّذِي يَسْمَعُ الْكَلَامَ وَلَا يَرَى الشَّخْصَ.

حسن بن عباس معروفی نے حضرت امام رضا علیہ السلام کے نام ایک خط میں لکھا: میں آپؑ پر قربان جاؤں۔ رسولؐ، نبیؐ اور امامؑ کے درمیان کیا فرق ہے؟

اس کا کہنا ہے کہ امام علیہ السلام نے جواب مرحمت فرمایا: ان کے درمیان فرق یوں ہے کہ رسولؐ پر جبرئیلؑ نازل ہوتا ہے تو وہ اسے دیکھتا ہے اور اس کی گفتگو سنتا ہے، نبیؐ پر بھی جبرئیلؑ نازل ہوتا ہے لیکن بعض اوقات وہ اسے خواب میں خبر دیتا ہے مثلاً ابراہیمؑ کا خواب۔ نبیؐ بعض اوقات آواز کو سنتا ہے، بعض اوقات شخص (یعنی فرشتے) کو دیکھتا ہے اور کلام کو نہیں سنتا۔ امام کلام کو سنتا ہے لیکن شخص کو نہیں دیکھتا۔ (بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۷۵)

آیہ شریفہ انا عرضنا کے معنی کیا ہیں؟

عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ مُوسَى الرِّضَا عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا؟﴾

فَقَالَ عليه السلام: الْأَمَانَةُ ﴿هِيَ﴾ الْوَلَايَةُ، مَنِ ادَّعَاهَا بِغَيْرِ حَقٍّ فَقَدْ كَفَرَ.

حسین بن خالد کہتے ہیں: میں نے حضرت امام ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ اس آیت کے کیا معنی ہیں: "بے شک ہم نے امانت کو آسمان، زمین اور پہاڑوں سب کے سامنے پیش کیا اور سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا"۔ (سورۂ احزاب، آیہ ۷۲)

امام علیہ السلام نے فرمایا: امانت سے مراد ولایت ہے جو بھی حق و صداقت کے خلاف دعویٰ کرے گا وہ کافر ہوگا۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج ۱، ص ۳۰۶)

آیہ شریفہ ثم اورثنا الکتاب اور اس کی مثل

عَنِ الرَّيَّانِ بْنِ الصَّلْتِ قَالَ: حَضَرَ الرِّضَا عليه السلام مَجْلِسَ الْمَأْمُونِ بِمَرْوَ وَقَدِ اجْتَمَعَ فِي مَجْلِسِهِ جَمَاعَةٌ مِنْ عُلَمَاءِ أَهْلِ الْعِرَاقِ وَخُرَاسَانَ.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: أَخْبِرُونِي عَنْ مَعْنَى هٰذِهِ الْآيَةِ: "ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا".

فَقَالَتِ الْعُلَمَاءُ: أَرَادَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ بِذٰلِكَ الْأُمَّةَ كُلَّهَا.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: مَا تَقُولُ يَا أَبَا الْحَسَنِ؟

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : لَا أَقُولُ كَمَا قَالُوا وَلٰكِنِّي أَقُولُ أَرَادَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِذٰلِكَ الْعِتْرَةَ الطَّاهِرَةَ.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: وَكَيْفَ عَنَى الْعِتْرَةَ مِنْ دُونِ الْأُمَّةِ؟

فَقَالَ لَهُ الرِّضَا عليه السلام : إِنَّهُ لَوْ أَرَادَ الْأُمَّةَ، لَكَانَتْ أَجْمَعُهَا فِي الْجَنَّةِ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ﴾، ثُمَّ جَمَعَهُمْ كُلَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ، فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ: ﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ﴾، فَصَارَتِ الْوِرَاثَةُ لِلْعِتْرَةِ الطَّاهِرَةِ لَا لِغَيْرِهِمْ.

فَقَالَ: الْمَأْمُونُ: مَنِ الْعِتْرَةُ الطَّاهِرَةُ؟

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام : الَّذِيْنَ وَصَفَهُمُ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ ، فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ وَهُمُ الَّذِيْنَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله:

إِنِّي مُخَلِّفٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي أَلَا وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ، فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونَ فِيهِمَا ، أَيُّهَا النَّاسُ لَا تُعَلِّمُوهُمْ، فَإِنَّهُمْ أَعْلَمُ مِنْكُمْ.

قَالَتِ الْعُلَمَاءُ: أَخْبِرْنَا يَا أَبَا الْحَسَنِ عَنِ الْعِتْرَةِ أَهُمُ الْآلُ، أَمْ غَيْرُ الْآلِ؟

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام: هُمُ الآلُ.
فَقَالَتِ الْعُلَمَاءُ: فَهٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ يُؤْثَرُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ أُمَّتِي آلِي وَهٰؤُلَاءِ أَصْحَابُهُ يَقُولُونَ بِالْخَبَرِ الْمُسْتَفَاضِ الَّذِي لَا يُمْكِنُ دَفْعُهُ آلُ مُحَمَّدٍ أُمَّتُهُ.
فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: أَخْبِرُونِي فَهَلْ تَحْرُمُ الصَّدَقَةُ عَلَى الآلِ؟
فَقَالُوا: نَعَمْ.
قَالَ: فَتَحْرُمُ عَلَى الْأُمَّةِ؟
قَالُوا: لَا.
قَالَ: هٰذَا فَرْقٌ بَيْنَ الآلِ وَالْأُمَّةِ وَيْحَكُمْ أَيْنَ يُذْهَبُ بِكُمْ أَضَرَبْتُمْ عَنِ الذِّكْرِ صَفْحاً أَمْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُونَ، أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّهُ وَقَعَتِ الْوِرَاثَةُ وَالطَّهَارَةُ عَلَى الْمُصْطَفَيْنَ الْمُهْتَدِينَ دُونَ سَائِرِهِمْ؟
قَالُوا: وَمِنْ أَيْنَ يَا أَبَا الْحَسَنِ؟
فَقَالَ: مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحاً وَّ إِبْرٰهِيمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ﴾.
وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ، فَصَارَتْ وِرَاثَةُ النُّبُوَّةِ وَالْكِتَابِ لِلْمُهْتَدِينَ دُونَ الْفَاسِقِيْنَ.
أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّ نُوحاً حِيْنَ سَأَلَ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ: فَقَالَ: ﴿رَبِّ إِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَ إِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ

أَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ﴾ وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَعَدَهُ أَنْ يُنْجِيَهُ وَأَهْلَهُ.

فَقَالَ رَبُّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يٰنُوْحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ، إِنِّيْٓ أَعِظُكَ أَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ﴾.

فَقَالَ الْمَأْمُوْنُ: هَلْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْعِتْرَةَ عَلٰى سَائِرِ النَّاسِ؟

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام : إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَبَانَ فَضْلَ الْعِتْرَةِ عَلٰى سَائِرِ النَّاسِ فِيْ مُحْكَمِ كِتَابِهِ.

فَقَالَ لَهُ الْمَأْمُوْنُ: وَأَيْنَ ذٰلِكَ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ؟

فَقَالَ لَهُ الرِّضَا عليه السلام : فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ إِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾.

وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ فِيْ مَوْضِعٍ آخَرَ: ﴿أَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ إِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مُلْكًا عَظِيْمًا﴾.

ثُمَّ رَدَّ الْمُخَاطَبَةَ فِيْ أَثَرِ هٰذِهِ إِلٰى سَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ أُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ يَعْنِي الَّذِيْ قَرَنَهُمْ بِالْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ وَحَسَدُوا عَلَيْهِمَا، فَقَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿أَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ إِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مُلْكًا

عَظِيْمًا﴾، يَعْنِي الطَّاعَةَ لِلْمُصْطَفَيْنَ الطَّاهِرِيْنَ، فَالْمُلْكُ هَاهُنَا هُوَ الطَّاعَةُ لَهُمْ.

فَقَالَتِ الْعُلَمَاءُ: فَأَخْبِرْنَا هَلْ فَسَّرَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ الْاِصْطِفَاءَ فِي الْكِتَابِ؟

فَقَالَ الرِّضَا عليه السلام: فَسَّرَ الْاِصْطِفَاءَ فِي الظَّاهِرِ سِوَى الْبَاطِنِ فِي اثْنَيْ عَشَرَ مَوْطِناً وَمَوْضِعاً، فَأَوَّلُ ذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ ○ وَرَهْطَكَ الْمُخْلَصِيْنَ﴾، هٰكَذَا فِي قِرَاءَةِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَهِيَ ثَابِتَةٌ فِي مُصْحَفِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَهٰذِهِ مَنْزِلَةٌ رَفِيْعَةٌ وَفَضْلٌ عَظِيْمٌ وَشَرَفٌ عَالٍ حِيْنَ عَنَى اللهُ عَزَّوَجَلَّ بِذٰلِكَ الْآلَ، فَذَكَرَهُ لِرَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله فَهٰذِهِ وَاحِدَةٌ.

وَالْآيَةُ الثَّانِيَةُ فِي الْاِصْطِفَاءِ قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ وَهٰذَا الْفَضْلُ الَّذِي لَا يَجْهَلُهُ أَحَدٌ إِلَّا مُعَانِدٌ ضَالٌّ، لِأَنَّهُ فَضْلٌ بَعْدَ طَهَارَةٍ تُنْتَظَرُ فَهٰذِهِ الثَّانِيَةُ.

وَأَمَّا الثَّالِثَةُ، فَحِيْنَ مَيَّزَ اللهُ الطَّاهِرِيْنَ مِنْ خَلْقِهِ، فَأَمَرَ نَبِيَّهُ بِالْمُبَاهَلَةِ بِهِمْ فِي آيَةِ الْاِبْتِهَالِ، فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ: يَا مُحَمَّدُ ﴿فَمَنْ حَاجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾، فَبَرَزَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله عَلِيًّا وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ

وَفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَقَرَنَ أَنْفُسَهُمْ بِنَفْسِهِ، فَهَلْ تَدْرُونَ مَا مَعْنَى قَوْلِهِ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ؟

قَالَتِ الْعُلَمَاءُ: عَنَى بِهِ نَفْسَه.

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: لَقَدْ غَلِطْتُمْ، إِنَّمَا عَنَى بِهَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ قَوْلُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله حِينَ قَالَ: لَيَنْتَهِيَنَّ بَنُو وَلِيعَةَ أَوْ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْهِمْ رَجُلًا كَنَفْسِي يَعْنِي عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام وَعَنَى بِالْأَبْنَاءِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عليهما السلام وَعَنَى بِالنِّسَاءِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ، فَهَذِهِ خُصُوصِيَّةٌ لَا يَتَقَدَّمُهُمْ فِيهَا أَحَدٌ وَفَضْلٌ لَا يَلْحَقُهُمْ فِيهِ بَشَرٌ وَشَرَفٌ لَا يَسْبِقُهُمْ إِلَيْهِ خَلْقٌ، إِذْ جَعَلَ نَفْسَ عَلِيٍّ عليه السلام كَنَفْسِهِ، فَهَذِهِ الثَّالِثَةُ.

وَأَمَّا الرَّابِعَةُ، فَإِخْرَاجُهُ صلى الله عليه وآله النَّاسَ مِنْ مَسْجِدِهِ مَا خَلَا الْعِتْرَةَ، حَتَّى تَكَلَّمَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ وَتَكَلَّمَ الْعَبَّاسُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، تَرَكْتَ عَلِيًّا وَأَخْرَجْتَنَا!

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: مَا أَنَا تَرَكْتُهُ وَأَخْرَجْتُكُمْ وَلَكِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ تَرَكَهُ وَأَخْرَجَكُمْ وَفِي هَذَا تِبْيَانُ قَوْلِهِ صلى الله عليه وآله لِعَلِيٍّ عليه السلام أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى.

قَالَتِ الْعُلَمَاءُ: وَأَيْنَ هَذَا مِنَ الْقُرْآنِ؟

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ أُوجِدُكُمْ فِي ذَلِكَ قُرْآناً وَأَقْرَؤُهُ عَلَيْكُمْ.

قَالُوا: هَاتِ قَالَ قَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَى

مُوسٰى وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّءَا لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتاً وَّاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً ﴾ فَفِي هٰذِهِ الآيَةِ مَنْزِلَةُ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى وَفِيهَا أَيضاً مَنْزِلَةُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَ هٰذَا دَلِيلٌ وَاضِحٌ فِي قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حِينَ قَالَ: أَلَا إِنَّ هٰذَا الْمَسْجِدَ لَا يَحِلُّ لِجُنُبٍ إِلَّا لِمُحَمَّدٍ ﷺ وَآلِهِ.

قَالَتِ الْعُلَمَاءُ: يَا أَبَا الْحَسَنِ هٰذَا الشَّرْحُ وَهٰذَا الْبَيَانُ لَا يُوجَدُ إِلَّا عِنْدَكُمْ مَعَاشِرَ أَهْلِ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

فَقَالَ: وَمَنْ يُنْكِرُ لَنَا ذٰلِكَ! وَرَسُولُ اللّٰهِ يَقُولُ : أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْمَدِينَةَ فَلْيَأْتِهَا مِنْ بَابِهَا، فَفِيمَا أَوْضَحْنَا وَشَرَحْنَا مِنَ الْفَضْلِ وَالشَّرَفِ وَالتَّقْدِمَةِ وَالْإِصْطِفَاءِ وَالطَّهَارَةِ، مَالَا يُنْكِرُهُ إِلَّا مُعَانِدٌ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالْحَمْدُ عَلٰى ذٰلِكَ، فَهٰذِهِ الرَّابِعَةُ.

وَالْآيَةُ الْخَامِسَةُ: قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهُ﴾، خُصُوصِيَّةٌ خَصَّهُمُ اللّٰهُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ بِهَا وَاصْطَفَاهُمْ عَلَى الْأُمَّةِ، فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ادْعُوا إِلَيَّ فَاطِمَةَ، فَدُعِيَتْ لَهُ، فَقَالَ: يَافَاطِمَةُ!

قَالَتْ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ.

فَقَالَ: هٰذِهِ فَدَكُ مِمَّا هِيَ لَمْ يُوجَفْ عَلَيْهِ بِالْخَيْلِ وَلَا رِكَابٍ وَهِيَ لِي خَاصَّةٌ دُونَ الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ جَعَلْتُهَا لَكِ،

لِمَا أَمَرَنِيَ اللّٰهُ تَعَالَى بِهِ، فَخُذِيهَا لَكِ وَلِوُلْدِكِ، فَهٰذِهِ الْخَامِسَةُ.

وَالْآيَةُ السَّادِسَةُ، قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿قُلْ لَّا اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ وَهٰذِهِ خُصُوصِيَّةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَخُصُوصِيَّةٌ لِلْآلِ دُونَ غَيْرِهِمْ وَذَلِكَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَكَى فِي ذِكْرِ نُوحٍ فِي كِتَابِهِ: ﴿يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ﴾.

وَحَكَى عَزَّوَجَلَّ عَنْ هُودٍ أَنَّهُ قَالَ: ﴿يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾.

وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ لِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ﷺ قُلْ يَا مُحَمَّدُ ﴿قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ وَلَمْ يَفْرِضِ اللّٰهُ تَعَالَى مَوَدَّتَهُمْ إِلَّا وَقَدْ عَلِمَ أَنَّهُمْ لَا يَرْتَدُّونَ عَنِ الدِّينِ أَبَدًا وَلَا يَرْجِعُونَ إِلَى ضَلَالٍ أَبَدًا وَأُخْرَى أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ وَادًّا لِلرَّجُلِ، فَيَكُونُ بَعْضُ أَهْلِ بَيْتِهِ عَدُوًّا لَهُ، فَلَا يَسْلَمُ لَهُ قَلْبُ الرَّجُلِ، فَأَحَبَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ لَا يَكُونَ فِي قَلْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ شَيْءٌ، فَفَرَضَ عَلَيْهِمُ اللّٰهُ مَوَدَّةَ ذَوِي الْقُرْبَى، فَمَنْ أَخَذَبِهَا وَأَحَبَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَحَبَّ أَهْلَ بَيْتِهِ لَمْ يَسْتَطِعْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُبْغِضَهُ وَمَنْ تَرَكَهَا وَلَمْ

يَأْخُذْ بِهَا وَأَبْغَضَ أَهْلَ بَيْتِهِ، فَعَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُبْغِضَهُ، لِأَنَّهُ قَدْ تَرَكَ فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَأَيُّ فَضِيلَةٍ وَأَيُّ شَرَفٍ يَتَقَدَّمُ هٰذَا أَوْ يُدَانِيهِ؟

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هٰذِهِ الْآيَةَ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ: ﴿قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي أَصْحَابِهِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ فَرَضَ لِي عَلَيْكُمْ فَرْضاً، فَهَلْ أَنْتُمْ مُؤَدُّوهُ؟

فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ!

فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ فِضَّةٍ وَلَا ذَهَبٍ وَلَا مَأْكُولٍ وَلَا مَشْرُوبٍ.

فَقَالُوا: هَاتِ، إِذاً فَتَلَا عَلَيْهِمْ هٰذِهِ الْآيَةَ، فَقَالُوا: أَمَّا هٰذِهِ فَنَعَمْ، فَمَا وَفَى بِهَا أَكْثَرُهُمْ وَمَا بَعَثَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نَبِيّاً إِلَّا أَوْحَى إِلَيْهِ أَنْ يَسْأَلَ قَوْمَهُ أَجْراً، لِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُوَفِّيهِ أَجْرَ الْأَنْبِيَاءِ، وَمُحَمَّدٌ ﷺ، فَرَضَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ طَاعَتَهُ وَمَوَدَّةَ قَرَابَتِهِ عَلَى أُمَّتِهِ وَأَمَرَهُ أَنْ يَجْعَلَ أَجْرَهُ فِيهِمْ لِيُؤَدُّوهُ فِي قَرَابَتِهِ بِمَعْرِفَةِ فَضْلِهِمُ الَّذِي أَوْجَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُمْ فِي الْمَوَدَّةِ إِنَّمَا تَكُونُ عَلَى قَدْرِ مَعْرِفَةِ الْفَضْلِ، فَلَمَّا أَوْجَبَ اللّٰهُ تَعَالَى ذٰلِكَ، ثَقُلَ ذٰلِكَ لِثِقَلِ وُجُوبِ الطَّاعَةِ، فَتَمَسَّكَ بِهَا قَوْمٌ أَخَذَ

اللّٰهُ مِيثَاقَهُمْ عَلَى الْوَفَاءِ وَعَانَدَ أَهْلُ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَالْحَدُوا فِي ذَلِكَ، فَصَرَفُوهُ عَنْ حَدِّهِ الَّذِي حَدَّهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، فَقَالُوا: الْقَرَابَةُ هُمُ الْعَرَبُ كُلُّهَا وَأَهْلُ دَعْوَتِهِ، فَعَلَى أَيِّ الْحَالَتَيْنِ كَانَ، فَقَدْ عَلِمْنَا أَنَّ الْمَوَدَّةَ هِيَ لِلْقَرَابَةِ، فَأَقْرَبُهُمْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ أَوْلَاهُمْ بِالْمَوَدَّةِ وَكُلَّمَا قَرُبَتِ الْقَرَابَةُ كَانَتِ الْمَوَدَّةُ عَلَى قَدْرِهَا وَمَا أَنْصَفُوا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فِي حِيطَتِهِ وَرَأْفَتِهِ وَمَا مَنَّ اللّٰهُ بِهِ عَلَى أُمَّتِهِ مِمَّا تَعْجِزُ الْأَلْسُنُ عَنْ وَصْفِ الشُّكْرِ عَلَيْهِ أَنْ لَا يُؤْذُوهُ فِي ذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأَنْ يَجْعَلُوهُمْ فِيهِمْ بِمَنْزِلَةِ الْعَيْنِ مِنَ الرَّأْسِ حِفْظًا لِرَسُولِ اللّٰهِ فِيهِمْ وَحُبّاً لَهُمْ، فَكَيْفَ وَالْقُرْآنُ يَنْطِقُ بِهِ وَيَدْعُو إِلَيْهِ وَالْأَخْبَارُ ثَابِتَةٌ بِأَنَّهُمْ أَهْلُ الْمَوَدَّةِ وَالَّذِينَ فَرَضَ اللّٰهُ تَعَالَى مَوَدَّتَهُمْ وَوَعَدَ الْجَزَاءَ عَلَيْهَا! فَمَا وَفَى أَحَدٌ بِهَا، فَهَذِهِ الْمَوَدَّةُ لَا يَأْتِي بِهَا أَحَدٌ مُؤْمِناً مُخْلِصاً إِلَّا اسْتَوْجَبَ الْجَنَّةَ، لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِي رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ﴾ ذٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ،قُلْ: لَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى مُفَسَّراً وَمُبَيَّناً.

ثُمَّ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ

آبَائِهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ؑ قَالَ: اجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا: إِنَّ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَئُونَةً فِي نَفَقَتِكَ وَفِيمَنْ يَأْتِيكَ مِنَ الْوُفُودِ وَهٰذِهِ أَمْوَالُنَا مَعَ دِمَائِنَا فَاحْكُمْ فِيهَا بَارّاً مَأْجُوراً، أَعْطِ مَا شِئْتَ وَأَمْسِكْ مَا شِئْتَ مِنْ غَيْرِ حَرَجٍ.

قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ الرُّوحَ الْأَمِينَ، فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ، قُلْ لَّا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى، يَعْنِي أَنْ تَوَدُّوا قَرَابَتِي مِنْ بَعْدِي.

فَخَرَجُوا، فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ: مَا حَمَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى تَرْكِ مَا عَرَضْنَا عَلَيْهِ إِلَّا لِيَحُثَّنَا عَلَى قَرَابَتِهِ مِنْ بَعْدُ إِنْ هُوَ إِلَّا شَيْءٌ افْتَرَاهُ فِي مَجْلِسِهِ وَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِمْ عَظِيماً، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ؕ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ فَبَعَثَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ.

فَقَالَ: هَلْ مِنْ حَدَثٍ؟

فَقَالُوا: إِي وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَقَدْ قَالَ بَعْضُنَا كَلَاماً غَلِيظاً كَرِهْنَاهُ، فَتَلَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْآيَةَ فَبَكَوْا وَاشْتَدَّ بُكَاؤُهُمْ، فَأَنْزَلَ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا

تَفْعَلُوْنَ﴾، فَهٰذِهِ السَّادِسَةِ.
وَأَمَّا الآيَةُ السَّابِعَةُ، فَقَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾.
قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ، قَدْ عَرَفْنَا التَّسْلِيْمَ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟
فَقَالَ: تَقُولُوْنَ: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، فَهَلْ بَيْنَكُمْ مَعَاشِرَ النَّاسِ فِي هٰذَا خِلَافٌ؟ فَقَالُوا: لَا.
فَقَالَ الْمَأْمُونُ: هٰذَا مِمَّا لَا خِلَافَ فِيهِ أَصْلًا وَعَلَيْهِ إِجْمَاعُ الْأُمَّةِ، فَهَلْ عِنْدَكَ فِي الآلِ شَيْءٌ أَوْضَحُ مِنْ هٰذَا فِي الْقُرْآنِ؟
فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ: نَعَمْ، أَخْبِرُونِي عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يٰسٓ ○ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ فَمَنْ عَنَى بِقَوْلِهِ ﴿يس﴾؟
قَالَتِ الْعُلَمَاءُ: ﴿يس﴾، مُحَمَّدٌ ﷺ، لَمْ يَشُكَّ فِيهِ أَحَدٌ.
قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: فَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ أَعْطَى مُحَمَّداً وَآلَ مُحَمَّدٍ مِنْ ذٰلِكَ فَضْلًا لَا يَبْلُغُ أَحَدٌ كُنْهَ وَصْفِهِ إِلَّا مَنْ عَقَلَهُ وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يُسَلِّمْ عَلَى أَحَدٍ إِلَّا عَلَى

الْأَنْبِيَاءِ ﷺ ، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ﴾ وَقَالَ: ﴿سَلٰمٌ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ﴾ وَقَالَ: ﴿سَلَامٌ عَلٰى مُوسٰى وَهَارُوْنَ﴾ وَلَمْ يَقُلْ: سَلَامٌ عَلٰى اٰلِ نُوحٍ وَلَمْ يَقُلْ: سَلَامٌ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَلَا قَالَ: سَلَامٌ عَلٰى آلِ مُوسَى وَهَارُوْنَ وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ: ﴿سَلَامٌ عَلٰى اِلْ يَاسِيْنَ﴾ ، يَعْنِي آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ فِي مَعْدِنِ النُّبُوَّةِ شَرْحَ هٰذَا وَبَيَانَهُ ، فَهٰذِهِ السَّابِعَةُ.

وَأَمَّا الثَّامِنَةُ: فَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى﴾، فَقَرَنَ سَهْمَ ذِى الْقُرْبٰى بِسَهْمِهِ وَبِسَهْمِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَهٰذَا فَضْلٌ أَيْضاً بَيْنَ الْآلِ وَالْأُمَّةِ، لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَعَلَهُمْ فِى حَيِّزٍ وَجَعَلَ النَّاسَ فِى حَيِّزٍ دُونَ ذٰلِكَ وَرَضِيَ لَهُمْ مَا رَضِيَ لِنَفْسِهِ وَاصْطَفَاهُمْ فِيهِ ، فَبَدَأَ بِنَفْسِهِ، ثُمَّ ثَنّٰى بِرَسُولِهِ، ثُمَّ بِذِى الْقُرْبٰى فِى كُلِّ مَا كَانَ مِنَ الْفَيْءِ وَالْغَنِيمَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا رَضِيَهُ عَزَّوَجَلَّ لِنَفْسِهِ، فَرَضِيَ لَهُمْ، فَقَالَ: - وَقَوْلُهُ الْحَقُّ: ﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى﴾، فَهٰذَا تَأْكِيدٌ مُؤَكَّدٌ وَأَثَرٌ قَائِمٌ لَهُمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِى كِتَابِ اللّٰهِ النَّاطِقِ الَّذِى لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ، تَنْزِيلٌ مِنْ

حَكِيمٍ حَمِيدٍ.
وَأَمَّا قَوْلُهُ: ﴿وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ﴾، فَإِنَّ الْيَتِيمَ إِذَا انْقَطَعَ يُتْمُهُ خَرَجَ مِنَ الْغَنَائِمِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ فِيهَا نَصِيبٌ وَكَذٰلِكَ الْمِسْكِيْنُ إِذَا انْقَطَعَتْ مَسْكَنَتُهُ، لَمْ يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنَ الْمَغْنَمِ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَخْذُهُ وَسَهْمُ ذِي الْقُرْبٰى قَائِمٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِيهِمْ لِلْغَنِيِّ وَالْفَقِيرِ مِنْهُمْ، لِأَنَّهُ لَا أَحَدَ أَغْنَى مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَجَعَلَ لِنَفْسِهِ مِنْهَا سَهْماً وَلِرَسُولِهِ ﷺ سَهْماً، فَمَا رَضِيَهُ لِنَفْسِهِ وَلِرَسُولِهِ ﷺ رَضِيَهُ لَهُمْ وَكَذٰلِكَ الْفَيْءُ مَا رَضِيَهُ مِنْهُ لِنَفْسِهِ وَلِنَبِيِّهِ ﷺ رَضِيَهُ لِذِي الْقُرْبٰى كَمَا أَجْرَاهُمْ فِي الْغَنِيمَةِ فَبَدَأَ بِنَفْسِهِ جَلَّ جَلَالُهُ، ثُمَّ بِرَسُولِهِ، ثُمَّ بِهِمْ وَقَرَنَ سَهْمَهُمْ بِسَهْمِ اللّٰهِ وَسَهْمِ رَسُولِهِ ﷺ وَكَذٰلِكَ فِي الطَّاعَةِ قَالَ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾، فَبَدَأَ بِنَفْسِهِ، ثُمَّ بِرَسُولِهِ، ثُمَّ بِأَهْلِ بَيْتِهِ كَذٰلِكَ، آيَةُ الْوَلَايَةِ ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ﴾، فَجَعَلَ طَاعَتَهُمْ مَعَ طَاعَةِ الرَّسُولِ، مَقْرُونَةً بِطَاعَتِهِ كَذٰلِكَ وَلَايَتَهُمْ مَعَ وَلَايَةِ الرَّسُولِ مَقْرُونَةً بِطَاعَتِهِ، كَمَا جَعَلَ سَهْمَهُمْ مَعَ سَهْمِ الرَّسُولِ، مَقْرُوناً بِسَهْمِهِ فِي الْغَنِيمَةِ وَالْفَيْءِ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ وَتَعَالَى مَا

أَعْظَمَ نِعْمَتَهُ عَلَى أَهْلِ هٰذَا الْبَيْتِ، فَلَمَّا جَاءَتْ قِصَّةُ الصَّدَقَةِ، نَزَّهَ نَفْسَهُ وَرَسُولَهُ وَنَزَّهَ أَهْلَ بَيْتِهِ، فَقَالَ: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ﴾، فَهَلْ تَجِدُ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ أَنَّهُ سَمَّى لِنَفْسِهِ أَوْ لِرَسُولِهِ أَوْ لِذِي الْقُرْبٰى؟! لِأَنَّهُ لَمَّا نَزَّهَ نَفْسَهُ عَنِ الصَّدَقَةِ وَنَزَّهَ رَسُولَهُ وَنَزَّهَ أَهْلَ بَيْتِهِ لَا، بَلْ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ، لِأَنَّ الصَّدَقَةَ مُحَرَّمَةٌ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ وَآلِهِ وَهِيَ أَوْسَاخُ أَيْدِي النَّاسِ، لَا يَحِلُّ لَهُمْ، لِأَنَّهُمْ طُهِّرُوا مِنْ كُلِّ دَنَسٍ وَوَسَخٍ، فَلَمَّا طَهَّرَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَاصْطَفَاهُمْ، رَضِيَ لَهُمْ مَا رَضِيَ لِنَفْسِهِ وَكَرِهَ لَهُمْ مَا كَرِهَ لِنَفْسِهِ عَزَّوَجَلَّ، فَهٰذِهِ الثَّامِنَةُ.

وَأَمَّا التَّاسِعَةُ، فَنَحْنُ أَهْلُ الذِّكْرِ الَّذِينَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَسْـَٔلُوْٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ فَنَحْنُ أَهْلُ الذِّكْرِ، فَاسْأَلُونَا إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ.

فَقَالَتِ الْعُلَمَاءُ: إِنَّمَا عَنَى اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى.

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: سُبْحَانَ اللّٰهِ! وَهَلْ يَجُوزُ ذٰلِكَ؟ إِذاً يَدْعُونَا إِلَى دِينِهِمْ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ أَفْضَلُ مِنْ دِينِ الْإِسْلَامِ.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: فَهَلْ عِنْدَكَ فِي ذٰلِكَ شَرْحٌ بِخِلَافِ مَا

قَالُوهُ يَا أَبَا الْحَسَنِ؟

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ: نَعَمْ، الذِّكْرُ رَسُولُ اللَّهِ وَنَحْنُ أَهْلُهُ وَذَلِكَ بَيِّنٌ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ، حَيْثُ يَقُولُ فِي سُورَةِ الطَّلَاقِ: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ آمَنُوا قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْراً رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ﴾ فَالذِّكْرُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ أَهْلُهُ، فَهَذِهِ التَّاسِعَةُ.

وَأَمَّا الْعَاشِرَةُ ، فَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فِي آيَةِ التَّحْرِيمِ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ﴾ فَأَخْبِرُونِي، هَلْ تَصْلُحُ ابْنَتِي وَابْنَةُ ابْنِي وَمَا تَنَاسَلَ مِنْ صُلْبِي لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا لَوْ كَانَ حَيّاً؟

قَالُوا: لَا

قَالَ: فَأَخْبِرُونِي، هَلْ كَانَتْ ابْنَةُ أَحَدِكُمْ تَصْلُحُ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا لَوْ كَانَ حَيّاً؟

قَالُوا : نَعَمْ.

قَالَ: فَفِي هَذَا بَيَانٌ ، لِأَنِّي أَنَا مِنْ آلِهِ وَلَسْتُمْ مِنْ آلِهِ وَلَوْ كُنْتُمْ مِنْ آلِهِ لَحَرُمَ عَلَيْهِ بَنَاتُكُمْ ، كَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ بَنَاتِي لِأَنِّي مِنْ آلِهِ وَأَنْتُمْ مِنْ أُمَّتِهِ، فَهَذَا فَرْقٌ بَيْنَ الْآلِ وَالْأُمَّةِ، لِأَنَّ الْآلَ مِنْهُ وَالْأُمَّةُ إِذَا لَمْ تَكُنْ مِنَ الْآلِ، فَلَيْسَتْ مِنْهُ، فَهَذِهِ الْعَاشِرَةُ.

وَأَمَّا الْحَادِيَةَ عَشَرَةَ، فَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فِي سُورَةِ

الْمُؤْمِنِ حِكَايَةً عَنْ قَوْلِ رَجُلٍ مُؤْمِنٍ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ: ﴿وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ فَكَانَ ابْنَ خَالِ فِرْعَوْنَ، فَنَسَبَهُ إِلَى فِرْعَوْنَ بِنَسَبِهِ وَلَمْ يُضِفْهُ إِلَيْهِ بِدِينِهِ وَكَذَلِكَ خُصِّصْنَا نَحْنُ إِذْ كُنَّا مِنْ آلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِوِلَادَتِنَا مِنْهُ وَعَمَّمْنَا النَّاسَ بِالدِّينِ، فَهَذَا فَرْقٌ بَيْنَ الْآلِ وَالْأُمَّةِ، فَهَذِهِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ.

وَأَمَّا الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ، فَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾، فَخَصَّصَنَا اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِهَذِهِ الْخُصُوصِيَّةِ، إِذَا أَمَرَنَا مَعَ الْأُمَّةِ بِإِقَامَةِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ خَصَّصَنَا مِنْ دُونِ الْأُمَّةِ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجِيءُ إِلَى بَابِ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بَعْدَ نُزُولِ هَذِهِ الْآيَةِ تِسْعَةَ أَشْهُرٍ كُلَّ يَوْمٍ، عِنْدَ حُضُورِ كُلِّ صَلَاةٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ فَيَقُولُ: الصَّلَاةَ رَحِمَكُمُ اللَّهُ.

وَمَا أَكْرَمَ اللَّهُ أَحَداً مِنْ ذَرَارِيِّ الْأَنْبِيَاءِ بِمِثْلِ هَذِهِ الْكَرَامَةِ الَّتِي أَكْرَمَنَا بِهَا وَخَصَّصَنَا مِنْ دُونِ جَمِيعِ أَهْلِ بَيْتِهِمْ.

فَقَالَ الْمَأْمُونُ وَالْعُلَمَاءُ: جَزَاكُمُ اللَّهُ أَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ عَنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَيْراً، فَمَا نَجِدُ الشَّرْحَ وَالْبَيَانَ فِيمَا اشْتَبَهَ عَلَيْنَا إِلَّا عِنْدَكُمْ.

ریان بن صلت کہتے ہیں: حضرت امام رضاؑ "مرو" میں مامون کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ وہاں پر عراق اور خراسان کے علما کی ایک جماعت بھی موجود تھی۔

مامون نے کہا: اس آیہ شریفہ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا (سورۂ فاطر، آیہ ۳۲) "پھر ہم نے اس کتاب کا وارث ان افراد کو قرار دیا جنھیں اپنے بندوں میں سے چُن لیا" میں ان بندوں سے مراد کون ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں چُن لیا اور کتاب کا وارث قرار دیا؟

علما نے کہا: ان بندوں سے مراد تمام اُمت ہے۔

مامون نے کہا: اے ابوالحسنؑ! آپ کیا فرماتے ہیں؟

امام رضاؑ نے فرمایا: انھوں نے جو کچھ کہا ہے میں اس کا قائل نہیں ہوں اور کہتا ہوں کہ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا سے اللہ تعالیٰ کی مراد عترتِ طاہرہ ہے۔

مامون نے کہا: کس طرح اللہ تعالیٰ نے (فقط) عترتِ طاہرہ کا ارادہ فرمایا ہے اور تمام اُمت کا نہیں؟"

امامؑ نے فرمایا: اگر مراد تمام اُمت ہو تو اس کا لازمہ یہ ہے کہ تمام اُمت بہشت میں داخل ہو کیونکہ اس آیہ شریفہ کے بعد آیا ہے: "ان میں سے بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض اعتدال پسند ہیں اور بعض خدا کی اجازت سے نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں اور حقیقت میں یہی بہت بڑا فضل اور شرف ہے"۔ (سورۂ فاطر، آیہ ۳۲)

پس اُمت کو تین گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ ان میں سے ایک گروہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتا ہے، یعنی انھوں نے عمل نہیں کیا اور یہ چیز ان کی نابودی کا باعث بنی۔

دوسرا گروہ اعتدال پسند ہے کہ وہ اکثر اوقات عمل کرتے ہیں اور تیسرا گروہ وہ ہے جو نیک عمل کرنے میں سبقت حاصل کرتا ہے۔ اس کے بعد خداوند متعال نے فرمایا: یہ لوگ ہمیشہ رہنے والی جنت میں داخل ہوں گے، انھیں سونے کے کنگن اور موتی کے زیورات پہنائے جائیں گے۔

پس لازم آئے گا کہ اُمت کے یہ تینوں گروہ کہ جن میں سے بعض ہمیشہ گناہ میں غرق ہیں بہشت میں جائیں، لہٰذا معلوم ہوا کہ اس سے مراد تمام اُمت نہیں ہے بلکہ وارث صرف عترتِ طاہرہ ہے کہ جو ہمیشہ رہنے والی جنت میں مستقر ہوں گے نہ ان کے غیر۔

اس کے بعد مامون نے عرض کیا: عترتِ طاہرہ کون ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: عترتِ طاہرہ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ان کی توصیف و تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے: اللہ کا ارادہ یہ ہے: اے اہلِ بیتؑ! کہ تم سے ہر بُرائی کو دُور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے"۔ (سورۂ احزاب، آیہ ۳۳)

پس یہ آیت ان کے حق میں نازل فرمائی ہے: "عترتِ طاہرہ وہ ہیں کہ رسولؐ خدا نے ان کے حق میں فرمایا ہے: "میں تمھارے درمیان سے جانے والا ہوں اور تمھارے درمیان دو گراں بہا چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ایک کتابِ خدا اور دوسرے میرے اہلِ بیتؑ، یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوں گی، یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس آئیں گی۔ پس بہتر طور پر سوچنا کہ ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے۔ اے لوگو! انھیں تعلیم مت دینا کیونکہ وہ تم سے عالم تر اور دانا تر ہیں"۔

علما نے کہا: اے ابوالحسنؑ! ہمیں عترتِ رسولؐ کے بارے میں بتائیں کہ کیا وہ آلِ رسولؐ ہیں یا غیر آلِ رسولؐ؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: عترت آلِ رسولؐ ہیں۔

علما نے کہا: کیونکہ رسولؐ خدا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: "میری اُمت میری آل ہے، اور یہ پیغمبر کے اصحاب ہیں، انھوں نے روایت مستفیضہ نقل کی کہ آلِ محمدؐ ان (پیغمبر) کی اُمت ہے اور اس روایت کو رد کرنا بھی ممکن نہیں ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: آپ لوگ یہ بتائیں کہ کیا آلِ رسولؐ پر صدقہ حرام ہے؟

انھوں نے کہا: ہاں (حرام ہے)۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا اُمت رسولؐ پر صدقہ حرام ہے؟

انھوں نے کہا: نہیں (حرام نہیں ہے)۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پس آل اور اُمت کے درمیان یہی فرق ہے۔ تم برباد ہو جاؤ تمھیں کہاں لے جایا گیا ہے۔ کیا تم حق سے منحرف ہوگئے ہو یا حد سے تجاوز کرگئے ہو؟ کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ وراثتِ طہارت برگزیدہ اور چنے ہوئے افراد کے ساتھ خاص ہے، سب لوگ اس سے بہرہ مند نہیں ہیں۔

انھوں نے عرض کیا: اے اباالحسنؑ! یہ مطلب کہاں سے ثابت ہوتا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے کہ ارشاد ہوا: "اور ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو بھیجا اور ان کی اولاد میں کتاب اور نبوت قرار دی تو ان میں سے کچھ ہدایت یافتہ تھے اور بہت سے فاسق اور بدکار تھے"۔ (سورۂ حدید، آیہ ۲۶)

"پس پیغمبرؐ اور کتاب کی وراثت ہدایت یافتہ افراد کے لیے مخصوص ہے نہ کہ فاسقوں کے لیے۔ کیا تم لوگ قصۂ نوحؑ سے بے خبر ہو کہ جب انھوں نے پروردگار کی خدمت میں التماس کی اور کہا: اے پالنے والے! میرا فرزند میرے اہل سے ہے اور تیرا وعدہ اہل کو بچانے کا برحق ہے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے" (سورۂ ہود، آیہ ۴۵)

ان کی یہ التماس اس وجہ سے تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اور ان کے اہل کو

نجات کا وعدہ دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: "اے نوح! یہ تمہارے اہل سے نہیں ہے، یہ عمل غیر صالح ہے، لہٰذا مجھ سے اس چیز کے بارے میں سوال نہ کرو جس کا تمہیں علم نہیں ہے، میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تمہارا شمار جاہلوں میں نہ ہو جائے"۔ (سورۂ ہود، آیہ ۴۶)

مامون نے کہا: کیا خدا نے عترت اہل بیتؑ کو تمام لوگوں پر فضیلت عطا کی ہے؟

امام رضاؑ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اہلِ بیتؑ کی تمام لوگوں پر برتری و فضیلت کو اپنی محکم کتاب میں بیان فرمایا ہے۔

مامون نے کہا: یہ کتاب خدا میں کہاں ہے؟

امام رضاؑ نے فرمایا: خداوند متعال اس آیہ شریفہ میں فرماتا ہے: اللہ نے آدمؑ، نوحؑ، آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمران کو منتخب کر لیا ہے۔ یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (آل عمران، آیہ ۳۳-۳۴)

اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر فرماتا ہے: "یا وہ ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں جنھیں خدا نے اپنے فضل و کرم سے بہت کچھ عطا کیا ہے تو پھر ہم نے آلِ ابراہیمؑ کو کتاب و حکمت اور ملکِ عظیم سب کچھ عطا کیا ہے۔ (سورۂ نساء، آیہ ۵۴)

اس آیت سے کچھ آیات کے بعد تمام مومنین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسولؐ اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو" (سورۂ نساء، آیہ ۵۹)

پس اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "یا وہ ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں جنھیں خدا نے اپنے فضل و کرم سے بہت کچھ عطا کیا ہے تو پھر ہم نے آلِ ابراہیمؑ کو کتاب و حکمت اور

ملکِ عظیم سب کچھ عطا کیا ہے"۔ (سورۂ نساء، آیہ ۵۴)

یعنی مصطفین وطاہرین (محمدؐ و علیؑ) کی اطاعت۔ پس آیہ میں ملک سے مراد 'ان کی اطاعت' ہے۔

علما نے کہا: ہمیں اس راز سے مطلع فرمائیں کہ خداوند متعال نے اپنے رسولؐ کے اہلِ بیتؑ کو منتخب کیا ہے۔

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن کی بارہ آیات میں اِس بات کا اظہار کیا ہے، یہ بارہ مقامات ظاہرِ قرآن ہیں، باطنِ قرآن نہیں ہیں۔

پہلا مقام یہ ہے کہ ارشادِ قدرت ہے: "اور پیغمبر آپ اپنے قریبی رشتہ داروں اور قوم وقبیلہ کے مخلص لوگوں کو ڈرایئے"۔ (سورۂ شعراء: ۲۱۴)

اُبی بن کعب کی قرأت میں ایسا ہے اور مصحفِ عبداللہ بن مسعود میں ایسا ہی لکھا ہوا ہے، اخلاص کا یہ مرتبہ آلِ رسولؐ کے لیے عظیم منزلت اور بہت بڑی شرافت ہے چوں کہ پروردگار کا مقصود آلِ رسول تھی کہ جس کا رسولؐ کے لیے ذکر فرمایا، پس ایک آیت ہوگئی۔

آلِ رسول کو منتخب کرنے کے بارے میں دوسری آیت یہ ہے: "پس اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ اے اہلِ بیتؑ کہ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جیسا پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے"۔ (سورۂ احزاب، آیہ ۳۳)

یہ ایسی فضیلت ہے جو کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر دشمن جاہل بھی ہو تو وہ بھی اس کا انکار نہیں کرتا کیونکہ یہ طہارت کے بعد ایسا فضل ہے کہ یہ معنی اس تطہیر سے سابق ہے، یہ دوسری آیت کریمہ ہوئی۔

جب کہ تیسری آیت یہ ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کے درمیان میں سے اپنی پاکیزہ مخلوق کو منتخب کرلیا تو پھر اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ ان کو ساتھ لے جاکر

اہل کتاب سے مباہلہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے پیغمبر! علم کے آجانے کے بعد جو لوگ تم سے کٹ حجتی کریں ان سے کہہ دیجیے: آؤ ہم لوگ اپنے اپنے فرزندوں، اپنی اپنی عورتوں اور اپنے اپنے نفسوں کو بلائیں اور پھر خدا کی بارگاہ میں دعا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں۔ (سورۂ آل عمران، آیہ ۶۱)

پس ختمی مرتبت ﷺ نے علی، حسن، حسین اور فاطمہ علیہم السلام کو اپنے ہمراہ لیا اور ان کے ہمراہ باہر آئے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے علما سے پوچھا: کیا تم اَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ کا معنی جانتے ہو؟

علما نے کہا: اس سے مراد حضرت رسولؐ خدا کا وجود مبارک ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگوں نے اشتباہ کیا ہے، اس سے مقصود علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ اس پر دلیل رسولؐ خدا کا فرمان ہے کہ ان کا ارشاد ہے:

لَيَنْتَهِيَنَّ بَنُو وَلِيعَةَ اَوْلَاَبْعَثَنَّ اِلَيْهِمْ رَجُلًا كَنَفْسِي.

"میں قبیلہ بنو ولیعہ کو جس سے نہی کرتا ہوں وہ اسے قبول کرتے ہیں، ان کے لیے ایسا شخص بھیجتا ہوں جو میری مثل ہے"۔

یعنی علی بن ابی طالبؑ، ابناء سے مراد حسن وحسین علیہم السلام اور نساء سے مراد حضرت فاطمہ علیہا السلام ہیں۔

پس یہ ایسی خصوصیت ہے کہ اس خصوصیت میں کوئی اس خاندان پر برتری نہیں رکھتا ہے۔ یہ ایسی فضیلت ہے کہ کوئی بھی بشر اس تک نہیں پہنچ سکتا اور ان کے ساتھ ملحق نہیں ہو سکتا اور یہ ان کے لیے ایسی شرافت ہے کہ کوئی بھی مخلوق ان پر سبقت نہیں لے سکتی۔ چونکہ پیغمبر اکرم ﷺ نے نفس علی کو اپنا نفس قرار دیا ہے۔ پس یہ تیسری آیت

ہوئی۔

چوتھی آیت یہ ہے کہ عترت کے سواسب کو مسجد سے باہر نکال دیا گیا، حتیٰ کہ لوگوں نے اس بارے میں گفتگو بھی کی۔ عباس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! علیؑ کو چھوڑ دیا ہے اور ہمیں باہر نکال دیا ہے؟

رسولؐ خدا نے فرمایا: میں نے انھیں نہیں چھوڑا، نہ تم لوگوں کو نکالا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں باقی چھوڑا ہے، اور تمھیں نکالا ہے اور یہ رسولؐ خدا کا علیؑ کے بارے میں ارشاد ہے: اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی۔

علما نے کہا: یہ مطلب قرآن میں کہاں ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں اس بارے میں تمھیں قرآن سے دکھا سکتا ہوں کہ جو خدا اور رسولؐ نے تمھارے لیے بیان فرمایا ہے۔

علما نے کہا: قرآن کی کوئی آیت بیان کریں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ہم نے موسیٰؑ اور ان کے بھائی کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو قبلہ قرار دو اور نماز قائم کرو اور مومنین کو بشارت دے دو''۔ (سورۂ یونس، آیہ ۸۷)۔ پس اس آیت میں ہارونؑ کی جناب موسیٰؑ سے نسبت معلوم ہوگئی کیونکہ دونوں پر خدا کی وحی نازل ہوئی اور دونوں نے امرِ خدا کے امتثال میں ایک جان ہو کر کوشش کی ہے۔ چنانچہ اس آیت میں علی علیہ السلام کی رسولؐ خدا سے منزلت واضح اور محقق ہوگئی۔

علما نے کہا: اے ابوالحسنؑ! یہ شرح اور بیان آپ اہلِ بیتِ رسولؐ کے علاوہ کسی اور کو معلوم نہیں ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کون ہے جو اس عظمت و جلالت کا منکر ہو کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا، فَمَنْ اَرَادَ الْمَدِيْنَةَ فَلْيَاْتِهَا مِنْ

بَابُهَا" "میں علم و دانائی کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں، پس جو بھی اس شہر میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ اس کے دروازے سے آئے"۔ پس اس خاندان کا فضل و شرف، مقدم ہونا، منتخب ہونا اور پاک و پاکیزہ ہونا معلوم ہو گیا۔ دشمن بھی اس چیز کا انکار نہیں کرسکتا۔ میں اس خدا کی حمد وثنا کرتا ہوں جس نے ہمیں یہ مقام و مرتبہ عطا کیا ہے پس یہ چوتھی آیت ہوئی۔

پانچویں آیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ

"اور قرابت داروں کو ان کا حق دے دو"۔ (سورۂ اسراء، آیہ ۲۶)

آنحضرتؐ کے اہلِ بیتؑ ایسی خصوصیات کے حامل تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں منتخب کرلیا، جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہؑ کو بلائیں کہ وہ میرے پاس آئیں۔ حضرت فاطمہؑ کو آنحضرتؐ کے پاس لے گئے تو آپؐ نے فرمایا: فاطمہؑ میری جان ہے۔

انھوں نے عرض کیا: جی ہاں، یا رسولؐ اللہ!

رسولؐ خدا نے فرمایا: یہ باغِ فدکؑ ہے۔ یہ قہر و غلبہ اور جہاد کرکے حاصل نہیں کیا گیا۔ لہٰذا میرے لیے مخصوص ہے اس کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں یہ تمھیں عطا کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کام کا حکم دیا ہے، پس باغ فدک اپنے اور اپنے فرزندوں کے لیے لے لو۔ یہ پانچویں آیت ہوئی۔

چھٹی آیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "آپ کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس تبلیغِ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا سوائے اس کے کہ میرے اقربا سے محبت کرو"۔ (سورۂ شوریٰ، آیہ ۲۳)

یہ خصوصیت و شرافت محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کے لیے ہے قیامت تک، ان

کے غیر کے لیے نہیں ہے، چنانچہ یہ خصوصیت گذشتہ انبیاء کے اقربا کے لیے بھی نہ تھی۔

خداوند متعال اپنی کتاب میں قصۂ نوحؑ میں فرماتا ہے۔ (نوحؑ نے اپنی قوم سے کہا) "اے قوم! میں تم سے کوئی مال تو نہیں چاہتا۔ میرا اجر تو اللہ کے ذمے ہے اور میں صاحبانِ ایمان کو نکال بھی نہیں سکتا ہوں کہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے والے ہیں البتہ میں تم کو ایک جاہل قوم تصور کر رہا ہوں"۔ (سورۂ ہود، آیہ ۲۹)

اللہ تعالیٰ حضرت ہود علیہ السلام کے قول کی حکایت کرتے ہوئے فرماتا ہے: "اے قوم! میں تم سے تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا ہوں، میرا اجر اس کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے کیا تم اپنی عقل سے کام نہیں لیتے ہو؟" (سورۂ ہود، آیہ ۵۱)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا: "آپ کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا علاوہ اس کے کہ میرے اقربا سے محبت کرو"۔ (سورۂ شوریٰ، آیہ ۲۳)

اللہ تعالیٰ نے مودّت ذوی القربیٰ کو واجب نہیں کیا مگر یہ کہ وہ جانتا تھا کہ وہ دین سے مرتد نہیں ہوں گے اور گمراہی میں غرق نہیں ہوں گے۔

اس آیت کریمہ کے نازل ہونے اور ذوی القربیٰ سے محبت و مودّت کے حکم کی دوسری وجہ یہ ہے کہ چونکہ جو کوئی کسی دوسرے کو دوست رکھتا ہو اور دوسرا اس دوست کے بعض اہلِ بیتؑ کو دشمن سمجھے تو اس کا دل سالم نہیں رہتا ہے۔ مثلاً جو ذوی القربیٰ کو دوست رکھتا ہے جیسے علیؑ کو تو وہ یوں ہے کہ پیغمبرؐ، فاطمہ، حسن و حسین نیز تمام آئمہ علیہم السلام کو دوست رکھتا ہے اور جو اہلِ اسلام ان کے دشمن ہیں، پیغمبر اکرمؐ سے اُن کی دوستی، ان ہستیوں کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے سالم نہیں رہے گی۔ پس شرافتِ ذوی القربیٰ کی وجہ سے خداوند متعال نے چاہا کہ رسولؐ خدا کے دل میں مسلمانوں کے بارے میں کوئی چیز نہ ہو، یعنی ان سے دوستی رکھتے ہوں تاکہ ذوی القربیٰ سے

مسلمانوں کی دشمنی کا باعث نہ ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ذوی القربیٰ کی مودّت کو واجب ولازم قرار دیا ہے، جو کوئی بھی یہ محبت و مودّت رکھتا ہو اور رسولؐ خدا اور اہلِ بیتؑ اسے دوست رکھتے ہوں تو رسولؐ خدا اس کے دشمن نہیں ہیں۔ اور جو کوئی اہلِ بیت علیہم السلام سے محبت و مودّت نہ رکھتا ہو اور ان کا دشمن ہو تو رسولؐ خدا پر واجب ہے کہ اس کے ساتھ دشمنی رکھیں کیونکہ اس نے واجبات الٰہی میں سے ایک واجب کو ترک کیا ہے۔ پس کون سی فضیلت وشرافت ہے، جو اس فضیلت وشرافت پر مقدم ہو اور مقام و منزلت میں اس فضیلت وشرافت کے نزدیک ہو۔ جس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى نازل فرمائی تو وہ اپنے اصحاب کے درمیان کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد وثنا کرتے ہوئے فرمایا: ”اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر واجب کیا ہے کہ میرے لیے عمل بجالاؤ کیا تم اس واجب عمل کو ادا کرو گے؟“

کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

حضرتؐ نے فرمایا: اے لوگو! یہ سونا، چاندی یا کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ہے کہ جسے دینا مشکل ہو۔

لوگوں نے کہا: وہ واجب بیان فرمائیں۔

آنحضرتؐ نے یہ آیتِ مجیدہ تلاوت فرمائی۔

لوگوں نے کہا: ہاں، ہم ذوی القربیٰ سے محبت و مودّت کرتے ہیں لیکن اکثریت نے اس وعدہ کو پورا نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا ہے اس پر وحی نازل کی ہے کہ وہ اپنی قوم سے کوئی اُجرت نہ مانگے کیوں کہ انبیاء کی اجرت خدا کے ذمے ہے اور وہ انھیں اجر عطا کرے گا، لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقربا کی مودّت اُمت پر واجب کی ہے اور آنحضرت کو حکم دیا کہ اپنی تبلیغِ رسالت کی اُجرت

اپنی عترت سے ان کی دوستی کو قرار دو تا کہ اہلِ بیتؑ کی برتری وفضیلت کو پہچانیں، کیوں کہ شناخت ومعرفت کے مطابق محبت ومودت نص ہے، جس وقت اللہ تعالیٰ نے مودت کو واجب کیا تو یہ امر وجوب اطاعت کی سنگینی کی وجہ سے مشکل ہو گیا، پس بعض لوگوں نے اپنا وعدہ وفا کیا، لیکن اہلِ شقاق ونفاق ملحد ہو گئے، مودت کا انکار کیا اور دشمنی ومخالفت کا راستہ اختیار کیا، پس انھوں نے میثاق کو اس تعریف میں تبدیل کیا یعنی جو تعریف اللہ تعالیٰ نے کی تھی اور کہا: تمام عرب ایک دوسرے کے قرابت دار ہیں، جو کوئی بھی قرابت داری کا دعویٰ کرے وہ اس شخص کے رشتہ داروں میں سے ہوگا۔ بہرحال ہم جانتے ہیں کہ مودت آنحضرتؐ کے قرابت داروں کے لیے ثابت ہے۔ جو نبی اکرم ﷺ کے جتنا قریب ہوگا وہ مودت کا اتنا زیادہ سزاوار ہوگا اور ضروری ہے کہ مودت رشتہ داری کے حساب سے ہو لیکن اس اُمت نے اپنے پیغمبرؐ کے حق میں انصاف کی رعایت نہیں کی اور وعدہ کو توڑ ڈالا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُمت پیغمبرؐ پر کہ زبانیں اس کا شکر ادا کرنے سے عاجز ہیں۔ رعایت اور رحم کی بنا پر احسان کیا ہے۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے تھا کہ ان کے اہلِ بیتؑ اور ذریت کو اذیت نہ پہنچائیں اور ان کی عترت کو اپنے درمیان یوں سمجھیں جیسے سر میں آنکھ کا مقام ہوتا ہے (یعنی اُنھیں سر آنکھوں پر بٹھائیں)۔ رسولؐ خدا کے ساتھ قرابت کی وجہ سے ان کی حفاظت کریں اور کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسا نہ ہو حالانکہ قرآن نے اس بات کی سفارش کی ہے، اس بارے میں روایات مسلّم ہیں کہ وہ اہلِ مودت ہیں اور ایسی ہستیاں ہیں کہ خداوند متعال نے اُن کی مودت مخلوق پر واجب کی ہے۔ جو کوئی بھی ان سے مودت کرے گا اُسے اُجرت کا وعدہ دیا ہے، لیکن کسی نے بھی اسے وفا نہیں کیا، کسی کو بھی یہ مودت اعتقاد اور خلوص کی بنا پر نہیں ہے مگر یہ کہ وہ بہشت کا مستحق ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "جو لوگ ایمان لے آئے اور اُنھوں نے نیک اعمال کیے ہیں وہ جنت کے

باغات میں رہیں گے اور ان کے لیے پروردگار کی بارگاہ میں وہ تمام چیزیں ہیں جن کے وہ خواہش مند ہوں گے اور یہ ایک بہت بڑا فضل پروردگار ہے، یہی وہ فضلِ عظیم ہے جس کی بشارت پروردگار اپنے بندوں کو دیتا ہے جنھوں نے ایمان اختیار کیا اور نیک اعمال کیے ہیں"۔ (سورۂ شوریٰ، آیہ ۲۲)

اس آیت کے آخر میں رسولِ خدا سے ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ اہلِ ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے ان سے کہو: قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا علاوہ اس کے کہ میرے اقربا سے محبت کرو)۔ (سورۂ شوریٰ، آیہ ۲۳)

یہ آیت کریمہ پہلے والی آیت کی تفسیر ہے یعنی ایمان سے مراد رسولِ خدا کے اہلِ بیتؑ سے مودّت ہے۔

اس کے بعد حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: میرے پدر گرامی نے میرے جدِ محترم سے، انھوں نے اپنے آبائے کرام اور انھوں نے حسین بن علی علیہ السلام سے میرے لیے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا: مہاجرین و انصار رسولِ خدا کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کو اپنے اہلِ بیتؑ اور مہمانوں کے لیے اخراجات کی ضرورت ہے، لہٰذا ہمارے یہ اموال اور جانیں آپ کی ملکیت ہیں، انھیں جس طرح سے چاہتے ہیں خرچ کریں اور جو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں، اپنے پاس رکھیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسی وقت روح الامین کو نازل کیا اور ان سے فرمایا: "اے محمدؐ! ان سے کہہ دو کہ میں تم سے تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا۔ علاوہ اس کے کہ میرے اقربا سے محبت کرو، یعنی میرے بعد میرے قرابت داروں سے محبت کرنا"۔

اس کے بعد مہاجرین و انصار وہاں سے باہر نکلے، منافقین نے ایک دوسرے سے کہنا شروع کر دیا کہ رسولؐ خدا نے ہمارے مال و جان کے بارے میں ہماری گزارش کو قبول نہیں کیا، بلکہ اپنی رحلت کے بعد اپنے قریبیوں سے محبت کی ترغیب دلائی ہے لیکن اس بات کی کوئی اساس نہیں ہے۔ انھوں نے خدا پر جھوٹ باندھا ہے، چونکہ یہ ان لوگوں کی طرف سے بہت بڑی بات تھی، لہٰذا یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی: ''تو کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسولؐ نے افتراء کیا ہے تو آپ کہہ دیجیے کہ اگر میں نے افتراء کیا ہے تو تم میرے کام آنے والے نہیں ہو، اور خدا خوب جانتا ہے کہ تم اس کے بارے میں کیا کیا باتیں کرتے ہو اور میرے اور تمھارے درمیان گواہی کے لیے وہی کافی ہے اور وہی بہت بخشنے والا اور مہربان ہے''۔ (سورۂ احقاف، آیہ ۸)

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسولؐ خدا نے کسی کو مہاجرین و انصار کے پاس بھیجا کہ ان لوگوں سے پوچھے، کیا کوئی نئی بات ہوئی ہے؟

انھوں نے عرض کیا: ہاں، یا رسولؐ اللہ! خدا کی قسم! ہم میں سے بعض نے ایسی غلط باتیں کی ہیں جو ہمیں پسند نہیں تھیں۔

رسولؐ خدا نے ان کے سامنے یہ آیہ شریفہ تلاوت فرمائی: ''اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور ان کی برائیوں کو معاف کرتا ہے اور وہ تمھارے اعمال سے خوب باخبر ہے'' (سورۂ شوریٰ، آیہ ۲۵)۔ یہ چھٹی آیت کریمہ تھی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ساتویں آیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''بے شک اللہ اور اس کے ملائکہ رسولؐ پر صلوات بھیجتے ہیں تو اے صاحبانِ ایمان تم بھی ان پر صلوات بھیجتے رہو اور سلام کرتے رہو''۔ (سورۂ احزاب، آیہ ۵۶)

انھوں نے کہا: یا رسولؐ اللہ! ہم سلام کرنا تو جانتے ہیں لیکن درود کیسے بھیجیں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا، یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اے لوگو! کیا تمھارے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف ہے؟

انھوں نے عرض کیا: نہیں۔

مامون نے کہا: اس مطلب میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے، کیا آپؑ کے پاس آل کے بارے میں قرآن میں اس سے واضح تر کوئی چیز ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، تم مجھے خدا کے اس قول یٰسٓ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (سورۂ یٰسین، آیہ ۱-۳) کے بارے میں بتاؤ کہ اس سے کیا مراد ہے؟

علما نے عرض کیا: یٰسین سے مراد حضرت محمدؐ ہیں، اس میں کسی کو کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ نے محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کو اس جہت سے ایسی فضیلت عطا کی ہے کہ کوئی بھی اس صفت کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا۔ مگر وہ جو بہت زیادہ علم و دانش سے بہرہ مند ہو۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام کے علاوہ کسی پر سلام نہیں بھیجا، قرآن میں فرمانِ خدا ہے:

سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ (سورۂ صافات، آیہ ۷۹)

"عالمین میں نوحؑ پر سلام ہو"۔

سَلٰمٌ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ (سورۂ صافات، آیہ ۱۰۹)

"ابراہیمؑ پر سلام ہو"۔

سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ (سورۂ صافات، آیہ ۱۲۰)

''موسیٰؑ اور ہارونؑ پر سلام ہو''۔

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ سلام ہو آلِ ابراہیمؑ پر اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ سلام ہو آلِ موسیٰؑ اور ہارونؑ پر، بلکہ فرمایا ہے:

سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ (سورۂ صافات، آیہ ۱۳۰)

''یعنی آلِ محمدؐ پر سلام ہو''۔

مامون نے کہا: میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ تشریح اور بیان معدنِ نبوت سے ہے، یعنی میں اقرار کرتا ہوں ان مطالب کا جو آپؑ سے صادر ہوئے ہیں کیوں کہ آپ نبوت کی کان اور علومِ الٰہی کا خزانہ ہیں۔ پس یہ ساتویں آیت تھی۔

آٹھویں آیت یہ ہے: ''اور یہ جان لو کہ تمہیں جس چیز سے بھی فائدہ حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ اللہ، رسول اور رسولؐ کے قرابت داروں کے لیے ہے'' (سورۂ انفال، آیہ ۴۱)

پس اللہ تعالیٰ نے قرابت داروں کے سہم (حصّے) کو اپنے اور رسول اکرمؐ کے سہم (حصّے) کے ساتھ بیان فرمایا ہے، پس یہ بھی ایک فرق ہے اُمت اور آل کے درمیان، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرابت داروں کا تذکرہ ایک مقام پر کیا ہے اور دوسرے لوگوں (خواہ وہ پیغمبرؐ کی اولاد ہی سے کیوں نہ ہوں) کا ذکر دوسرے مقام پر کیا ہے، اور آلِ پیغمبرؐ کے لیے اس پر راضی ہوا ہے، جس پر اپنے لیے راضی ہوا ہے اور انھیں چن لیا ہے، کیوں جو مال وغیرہ مثلاً خراج، جنگی اور غیر جنگی غنائم سے حاصل ہو اس کے لیے پہلے اپنا ذکر کیا اور دوسرے مقام پر رسولؐ کا، پھر ذی القربیٰ کا تذکرہ ہے۔ علاوہ ازیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے پسند کیا، وہی کچھ ان کے لیے بھی منتخب کیا، اس مقام پر فرمایا اور اس کا فرمان حق ہے:

وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ

وَلِذِی الْقُرْبٰی (سورۂ انفال، آیہ ۴۱)

پس یہ ان کے لیے تا قیامِ قیامت تاکید مؤکد اور اثر قائم ہے اللہ کی اس کتابِ ناطق میں کہ جس میں باطل کے کسی بھی زمانے میں آنے کی گنجائش نہیں ہے، یہ کتاب حکیم وحمید خدا کی جانب سے نازل شدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ (سورۂ حشر، آیہ ۷) "یتیم و مسکین ایسے نہیں ہیں"۔

کیونکہ جب یتیم کی یتیمی ختم ہو جاتی ہے تو وہ غنائم کا حقدار نہیں رہتا، اسی طرح جب مسکین کی مسکینی ختم ہو جاتی ہے تو وہ بھی غنائم کا مستحق نہیں رہتا اور ان کے لیے غنیموں کا لینا جائز نہیں ہے، لیکن قرابت داروں کا حصہ قیامت تک باقی ہے، خواہ وہ غنی ہوں یا فقیر، کیونکہ اللہ جل شانہ سے زیادہ کوئی بھی غنی نہیں ہے اور نہ ہی رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی غنی ہے۔

اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ اپنے لیے اور ایک حصہ اپنے رسولؐ کے لیے قرار دیا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسولؐ کے لیے پسند کیا وہی کچھ قرابت داروں کے لیے پسند کیا، اسی طرح "فے" یعنی وہ مال ہے جو دشمن سے جنگ کے بغیر صلح وغیرہ سے حاصل کیا جائے۔ اس مال میں بھی جو کچھ اپنے اور اپنے رسولؐ کے لیے پسند کیا ہے وہی کچھ ان (قرابت داروں) کے لیے پسند کیا ہے، جیسا کہ آیۂ غنیمت میں ایسا ہی ہوا ہے کہ اپنی ذات سے آغاز کیا ہے اس کے بعد اپنے رسولؐ اور ان کے بعد ذی القربیٰ کا تذکرہ کیا ہے، ان کے حصے کو اللہ کے اور اس کے رسولؐ کے حصے کے ساتھ متصل کیا ہے۔ آیۂ اطاعت میں بھی اسی طرح ہے، اس میں ارشاد ہوا ہے: "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسولؐ اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو جو تم ہی میں سے ہیں"۔ (سورۂ نساء، آیہ ۵۹) پس اس آیہ میں بھی ابتدا اپنی ذات سے

فرمائی، اس کے بعد رسولؐ خدا اور ان کے بعد ان کے اہلِ بیتؑ کا ذکر کیا ہے۔ آیۂ ولایت میں بھی اسی طرح ہے، فرمانِ خداوندی ہے: "ایمان والو! بس تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسولؐ اور وہ صاحبانِ ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں"۔ (سورۂ مائدہ، آیہ ۵۵)

پس ان کی اطاعت و ولایت کو رسولؐ اور اپنی اطاعت و ولایت کے ساتھ متصل کیا ہے جیسا کہ آیۂ فَی اور آیۂ غنیمت میں ان کے حصے کو رسولؐ خدا اور اپنے حصے کے ساتھ متصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بابرکت اور بزرگ و برتر ہے۔ اہلِ بیتؑ عصمت و طہارت پر اس کی نعمت کس قدر عظیم تر ہے لیکن جب صدقہ کی بات آتی ہے تو اس میں اپنی ذات اور اپنے رسولؐ اور ان کے اہلِ بیتؑ کو اس سے منزّہ و مبرا کیا ہے۔ ارشاد خداوند متعال ہے: صدقات و خیرات بس فقراء و مساکین اور ان کے کام کرنے والے اور جن کی تالیفِ قلوب کی جاتی ہے اور غلاموں کی گردن کی آزادی میں اور قرض داروں کے لیے اور راہِ خدا میں اور غربت زدہ مسافروں کے لیے ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے فرض ہے"۔ (سورۂ توبہ، آیہ ۶۰) پس کیا تم اس میں یہ پاتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کوئی چیز اپنے لیے یا اپنے رسولؐ کے لیے یا قرابت داروں کے لیے قرار دی ہو؟! کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات، رسولؐ اور ان کے اہلِ بیتؑ کو صدقہ سے منزّہ قرار دیا اور اس میں کوئی حصہ قرار نہیں دیا، بلکہ حرام کیا ہے۔ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صدقہ حرام ہے کیونکہ صدقہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل کچیل ہوتا ہے۔

محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے حلال نہیں ہے کیونکہ وہ ہر طرح کی برائی اور ہر طرح کے میل کچیل سے طاہر و مطہر ہیں، پس چونکہ حق تعالیٰ نے انھیں پاکیزہ قرار دیا ہے اور انھیں چُن لیا ہے، پس ان کے لیے وہی پسند کیا ہے جو اپنے لیے پسند کیا ہے اور ان کے لیے اسی سے نفرت کی ہے، جسے اپنی ذات کے لیے پسند نہیں کیا، یہ آٹھویں آیت

ہوئی۔

نویں آیت یہ ہے:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (انبیاء، آیہ ۷)

"پس تم اہلِ ذکر (جاننے والوں) سے سوال کرو اگر تم نہیں جانتے ہو"۔

وہ اہلِ ذکر ہم ہیں، اگر تم نہیں جانتے ہو تو ہم سے سوال کرو۔

علما نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی اہلِ ذکر سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: سبحان اللہ! پس اس صورت میں جائز ہے کہ وہ ہمیں اپنے دین کی طرف دعوت دیں اور یہ کہیں کہ ہمارا دین، دینِ اسلام سے افضل ہے۔

علما نے عرض کیا: کیا آپ کے پاس اس کی تفصیل و تشریح ہے جو علما کی بات کی مخالفت پر دلالت کرے؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، ذکر سے مراد رسولِ خدا ہیں اور ہم ان کے اہلِ ہیں، اس معنی کا بیان کتابِ خدا میں موجود ہے، اللہ تعالیٰ سورہ طلاق میں ارشاد فرماتا ہے: "پس اے ایمان والو! اور صاحبانِ عقل! اللہ سے ڈرو، کہ اس نے تمہاری طرف اپنے ذکر کو نازل کیا ہے، وہ رسول جو اللہ کی واضح آیات کی تلاوت کرتا ہے"۔ (آیہ ۱۰،۱۱)

پس رسولِ خدا ذکر ہیں اور ہم ان کے اہل ہیں، یہ نویں آیت تھی۔

دسویں آیت یہ ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ

"تمہارے اوپر تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں اور پھوپھیاں حرام کی گئی ہیں"۔ (سورہ نساء، آیہ ۲۳)

پس تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر رسولِ خدا زندہ ہوتے تو کیا ان کے لیے جائز تھا کہ

میری بیٹی یا میری پوتی اور جو نسل بھی میری صلب سے وجود میں آئے اس کے ساتھ شادی کریں؟

انھوں (علماء) نے کہا: نہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اب یہ بتاؤ اگر رسولؐ خدا زندہ ہوتے تو کیا وہ تمہاری بیٹیوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں؟

انھوں نے کہا: جی ہاں (کر سکتے تھے)۔

تب امام علیہ السلام نے فرمایا: اس مطلب میں واضح بیان ہے کہ میں ان کی آلؑ سے ہوں اور تم لوگ ان کی آل سے نہیں ہو۔ اگر تم لوگ ان کی آل سے ہوتے تو ان پر حرام تھا کہ وہ تمہاری بیٹیوں سے نکاح کرتے، جیسا کہ ان پر میری بیٹیوں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے کیوں کہ میں ان کی آل سے ہوں اور جب اُمت آل نہ ہو وہ اس سے نہیں ہے۔ پس یہ دسویں آیت تھی۔

گیارہویں آیت یہ ہے: سورۂ مومن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس میں مومن آلِ فرعون کے قول کی حکایت ہے:

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ (سورۂ مومن، آیہ ۲۸)

"اور فرعون والوں میں سے ایک مومن شخص نے جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا، یہ کہا تھا کہ کیا تم لوگ کسی شخص کو صرف اس بات پر قتل کر رہے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور وہ تمہارے ربّ کی طرف سے کھلی ہوئی دلیلیں بھی لے کر آیا ہے"۔

لہٰذا یہ شخص فرعون کا ماموں زاد تھا اور حق تعالیٰ نے اس کی فرعون کے ساتھ

نسبت دیتے ہوئے فرمایا: آلِ فرعون میں سے ایک شخص یہ نہیں فرمایا کہ فرعون کے دین میں سے ایک شخص یا اُمتِ فرعون سے ایک شخص، اسی طرح ہمیں بھی آں حضرتؐ کی آل کے ساتھ مختص کیا گیا ہے کیونکہ ہم آں حضرتؐ سے پیدا ہوئے ہیں، اور لوگ آل کے دائرہ کو وسیع کرتے ہیں کہ جس نے بھی رسولِؐ خدا کے دین کو قبول کیا، وہ ان کی آل سے ہے۔ پس یہ فرق ہے اُمت اور آل کے درمیان۔ یہ گیارہویں آیت تھی۔

بارہویں آیت یہ ہے:

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا (سورۂ طٰہٰ، آیہ ۱۳۲)

''اور اپنے اہل کو نماز کا حکم دیں اور اس پر صبر کریں''۔

اپنے اہلِ بیتؑ کو نماز کا امر کریں، یعنی اس کے کہ تمہیں نماز کا حکم ہوا کہ اپنے اہلِ بیتؑ کو نماز کا امر کریں اور نماز پر صبر کریں، یعنی ہمیشہ نماز کا حکم دیں اور اسے بجا لائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خصوصیت کے ساتھ مخصوص کیا ہے کیوں کہ اُمت کے ساتھ ہمیں بھی نماز کا امر کیا ہے، پس اُمت کے درمیان میں سے ہمیں ذکر کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے: آں حضرتؐ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد نو ماہ تک ہر روز پانچ نمازوں میں سے ایک نماز کے وقت میں علی و فاطمہ علیہا السلام کے دروازے پر تشریف لے جاتے اور فرماتے تھے: اَلصَّلٰوةَ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ۔

خداوند عزیز نے کسی بھی پیغمبر کی ذریت کو اس طرح سے عزت و کرامت عطا نہیں فرمائی جس طرح ہمیں نوازا ہے اور تمام انبیاءؑ کے اہلِ بیتؑ میں سے ہمیں شرافت کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔

مامون اور علماء نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ زحماتِ اُمت کو برداشت کرنے کی وجہ سے آپؑ اہلِ بیتؑ کو جزائے خیر اور اجرِ عظیم عطا فرمائے، جو کچھ ہمارے لیے مشتبہ ہوتا ہے اس کی تشریح و بیان کے لیے آپؑ کے سوا ہمیں کوئی نہیں ملتا ہے۔ (عیون اخبار

الرضاؑ، ج ا، ص ۲۲۹)

امامت صرف امام حسین علیہ السلام کی نسل سے کیوں ہے؟

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ الْبَلْخِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام قُلْتُ لَهُ: لِأَيِّ عِلَّةٍ صَارَتِ الْإِمَامَةُ فِي وُلْدِ الْحُسَيْنِ دُونَ وُلْدِ الْحَسَنِ علیہ السلام؟

قَالَ علیہ السلام: لِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَهَا فِي وُلْدِ الْحُسَيْنِ وَلَمْ يَجْعَلْهَا فِي وُلْدِ الْحَسَنِ وَاللّٰهُ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ.

محمد بن ابی یعقوب بلخی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کس دلیل کی بنا پر امامت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں ہے اور امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں سے کوئی بھی امام نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ امامت امام حسین علیہ السلام کی نسل میں قرار دی ہے اور امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں نہیں رکھی ہے، اللہ تعالیٰ جو کچھ انجام دیتا ہے اس کا جواب دہ نہیں ہے (یعنی اس ذات پر اعتراض نہیں کر سکتے)۔ (بحار الانوار، ج ۲۵، ص ۲۶۰)

کیا امامؑ کو امامؑ کے سوا کوئی اور غسل دیتا ہے؟

عَنْ طَلْحَةَ قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَا علیہ السلام: إِنَّ الْإِمَامَ لَا يُغَسِّلُهُ إِلَّا الْإِمَامُ؟

فَقَالَ: أَمَا تَدْرُونَ مَنْ حَضَرَ لِغُسْلِهِ قَدْ حَضَرَهُ خَيْرٌ مِمَّنْ غَابَ عَنْهُ الَّذِينَ حَضَرُوا يُوسُفَ فِي الْجُبِّ حِينَ غَابَ عَنْهُ أَبَوَاهُ وَأَهْلُ بَيْتِهِ.

طلحہ کہتے ہیں: میں نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا: کیا امامؑ کو امام کے علاوہ کوئی دوسرا غسل دے سکتا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے ہو کہ ان کو غسل دینے کے لیے کون آتا ہے؟ وہ آتا ہے جو اس سے بہتر ہے کہ جو اس سے غائب ہے، وہی ہیں جو کنویں میں یوسفؑ کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ اس وقت جب ان کے والدین اور خاندان والے غائب تھے۔ (الکافی، ج۱، ص۳۸۵)

امیر المومنینؑ نے کیوں ۲۵ سال تک جنگ نہیں کی؟

حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّمَّانِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ مُوسَى الرِّضَا عليه السلام فَقُلْتُ لَهُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام لِمَ لَمْ يُجَاهِدْ أَعْدَاءَهُ خَمْساً وَعِشْرِينَ سَنَةً بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله ثُمَّ جَاهَدَ فِي أَيَّامِ وِلَايَتِهِ؟

فَقَالَ: لِأَنَّهُ اقْتَدَى بِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله فِي تَرْكِهِ جِهَادَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ بَعْدَ النُّبُوَّةِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً وَبِالْمَدِينَةِ تِسْعَةَ عَشَرَ شَهْراً وَذَلِكَ لِقِلَّةِ أَعْوَانِهِ عَلَيْهِمْ وَكَذَلِكَ عَلِيٌّ عليه السلام تَرَكَ مُجَاهَدَةَ أَعْدَائِهِ لِقِلَّةِ أَعْوَانِهِ عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا لَمْ تَبْطُلْ نُبُوَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ عليه السلام مَعَ تَرْكِهِ الْجِهَادَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً وَتِسْعَةَ شَهْراً فَكَذَلِكَ لَمْ تَبْطُلْ إِمَامَةُ عَلِيٍّ مَعَ تَرْكِهِ الْجِهَادَ خَمْساً وَعِشْرِينَ سَنَةً إِذَا كَانَتِ الْعِلَّةُ الْمَانِعَةُ لَهُمَا وَاحِدَةً.

ہیثم بن عبداللہ رمانی سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام علی

بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں سوال کیا: اے فرزندِ رسولؐ خدا! آپؑ مجھے یہ بتائیں کہ علی بن ابی طالبؑ نے کیوں ۲۵ سال تک دشمنوں سے جہاد نہیں کیا اور ان کے بعد اپنی حکومت و ولایت میں جہاد کیا ہے؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کیونکہ انھوں نے رسولؐ کی اِقتدا کی ہے، آنحضرتؐ نے بھی اعلانِ نبوت کے بعد تیرہ سال تک مکہ میں اور اُنیس (۱۹) ماہ تک مدینہ میں مشرکین کے ساتھ جہاد نہیں کیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ آں حضرتؐ کے مددگار کم تھے، اسی طرح سے علی علیہ السلام نے بھی اپنے دشمنوں کے ساتھ جہاد نہیں کیا کیونکہ ان کے مددگار بھی کم تھے، پس چونکہ تیرہ اور انیس ماہ تک جہاد نہ کرنے سے نبی کی نبوت باطل نہیں ہوئی۔ اسی طرح سے علی علیہ السلام کی امامت بھی پچیس سال تک ترکِ جہاد کرنے سے باطل نہیں ہوتی کیونکہ ان دونوں بزرگ ہستیوں کے جہاد نہ کرنے کی وجہ ایک ہی تھی۔ (عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۸۲)

کیا آئمہ علیہم السلام کا یہ دعویٰ ہے کہ لوگ ان کے بندے ہیں؟

عَنِ الْهَرَوِيِّ قَالَ: جِئْتُ إِلَى بَابِ الدَّارِ الَّتِي حُبِسَ فِيهِ الرِّضَا علیہ السلام بِسَرَخْسَ وَقَدْ قُيِّدَ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ السَّجَّانَ.

فَقَالَ: لَا سَبِيلَ لَكُمْ إِلَيْهِ.

فَقُلْتُ: وَلِمَ؟

قَالَ: لِأَنَّهُ رُبَّمَا صَلَّى فِي يَوْمِهِ وَلَيْلَتِهِ أَلْفَ رَكْعَةٍ وَإِنَّمَا يَنْفَتِلُ مِنْ صَلَاتِهِ سَاعَةً فِي صَدْرِ النَّهَارِ وَقَبْلَ الزَّوَالِ وَعِنْدَ اصْفِرَارِ الشَّمْسِ، فَهُوَ فِي هٰذِهِ الْأَوْقَاتِ قَاعِدٌ فِي مُصَلَّاهُ يُنَاجِي رَبَّهُ.

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: فَاطْلُبْ لِي فِي هٰذِهِ الْأَوْقَاتِ إِذْناً عَلَيْهِ.

فَاسْتَأْذَنَ لِي عَلَيْهِ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ قَاعِدٌ فِي مُصَلَّاهُ مُتَفَكِّرٌ.

قَالَ أَبُو الصَّلْتِ: فَقُلْتُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ مَا شَيْءٌ يَحْكِيهِ عَنْكُمُ النَّاسُ؟

قَالَ: وَمَا هُوَ؟

قُلْتُ: يَقُولُونَ: إِنَّكُمْ تَدَّعُونَ أَنَّ النَّاسَ لَكُمْ عَبِيدٌ؟

فَقَالَ: اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ شَاهِدٌ بِأَنِّي لَمْ أَقُلْ ذٰلِكَ قَطُّ وَلَا سَمِعْتُ أَحَداً مِنْ آبَائِي علیہم السلام قَالَهُ قَطُّ وَأَنْتَ الْعَالِمُ بِمَا لَنَا مِنَ الْمَظَالِمِ عِنْدَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَأَنَّ هٰذِهِ مِنْهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: يَا عَبْدَ السَّلَامِ، إِذَا كَانَ النَّاسُ كُلُّهُمْ عَبِيدَنَا عَلَى مَا حَكَوْهُ عَنَّا فَمِمَّنْ نَبِيعُهُمْ؟

فَقُلْتُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَدَقْتَ.

ثُمَّ قَالَ: يَا عَبْدَ السَّلَامِ أَمُنْكِرٌ أَنْتَ لِمَا أَوْجَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَنَا مِنَ الْوَلَايَةِ كَمَا يُنْكِرُهُ غَيْرُكَ؟

قُلْتُ: مَعَاذَ اللّٰهِ بَلْ أَنَا مُقِرٌّ بِوَلَايَتِكُم.

ابوصلت ہروی کہتے ہیں: میں سرخس میں اس گھر کے دروازے پر آیا جس میں امام رضا علیہ السلام کو قید کیا گیا تھا۔ میں نے محافظ سے اجازت مانگی۔ اُس نے کہا: تم ان کی خدمت میں نہیں جا سکتے ہو۔

میں نے کہا: کیوں؟

اس نے کہا: وہ شب و روز میں ہزار رکعت نماز پڑھتے ہیں اور محض دن کے

آغاز میں ایک گھنٹہ فارغ ہوتے ہیں اور غروب آفتاب سے پہلے بھی، وہ ان اوقات میں نماز کی جگہ پر بیٹھے مناجات میں مشغول رہتے ہیں۔

میں نے کہا: انھی اوقات میں سے کسی وقت میں میرے لیے اجازت طلب کرو، اس نے میرے لیے اجازت لی (جب میں پہنچا تو) میں نے دیکھا کہ آپؑ محلِ نماز پر بیٹھے کسی فکر میں ہیں۔

ابوصلت کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! یہ کیا چیز ہے کہ لوگ جس کی آپؑ سے حکایت کرتے ہیں؟

انہوں نے پوچھا: وہ کون سی بات ہے؟

میں نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ آپؑ کا دعویٰ ہے کہ لوگ آپؑ کے بندے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اے زمین و آسمان کے خالق خدا کہ تو آشکارا اور پوشیدہ کو جانتا ہے، میں نے ہرگز ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے، اور نہ ہی میں نے یہ سنا ہے کہ میرے اجداد میں سے کسی نے اس بات کا دعویٰ کیا ہو، اے خدا! تو جانتا ہے کہ اس اُمت نے ہمارے اُوپر کیا کیا ظلم کیے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: جس طرح وہ کہتے ہیں کہ اگر لوگ ہمارے غلام اور بندے ہوں تو ہم انھیں کس کے ہاتھوں فروخت کریں؟

میں نے عرض کیا: آپ صحیح فرماتے ہیں۔

پھر فرمایا اے عبدالسلام (ابوصلت) کیا تم بھی دوسروں کی طرح ہماری ولایت کے منکر ہو کہ جو اللہ تعالیٰ نے واجب کی ہے؟

میں نے عرض کیا: معاذ اللہ، ہرگز نہیں، میں آپؑ کی ولایت کا اقرار کرتا ہوں۔ (بحارالانوار، ج ۴۹، ص ۱۷۱)

اللہ تعالیٰ نے کیوں لوگوں کے لیے اُولی الامر قرار دیا اور انھیں ان کی اطاعت کرنے کا حکم دیا؟

إِنْ قَالَ قَائِلٌ : لِمَ جَعَلَ أُولِي الْأَمْرِ بِطَاعَتِهِمْ؟

قِيلَ: لِعِلَلٍ كَثِيرَةٍ، مِنْهَا أَنَّ الْخَلْقَ لَمَّا وَقَفُوا عَلَى حَدٍّ مَحْدُودٍ وَأُمِرُوا أَنْ لَا يَتَعَدَّوْا ذَلِكَ الْحَدَّ لِمَا فِيهِ مِنْ فَسَادِهِمْ، لَمْ يَكُنْ يَثْبُتُ ذَلِكَ، وَلَا يَقُومُ إِلَّا بِأَنْ يَجْعَلَ عَلَيْهِمْ فِيهِ أَمِيناً يَمْنَعُهُمْ مِنَ التَّعَدِّي وَالدُّخُولِ فِيمَا حُظِرَ عَلَيْهِمْ، لِأَنَّهُ لَوْ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ لَكَانَ أَحَدٌ لَا يَتْرُكُ لَذَّتَهُ وَمَنْفَعَتَهُ لِفَسَادِ غَيْرِهِ، فَجَعَلَ عَلَيْهِمْ قَيِّماً يَمْنَعُهُمْ مِنَ الْفَسَادِ وَيُقِيمُ فِيهِمُ الْحُدُودَ وَالْأَحْكَامَ.

وَمِنْهَا، أَنَّا لَا نَجِدُ فِرْقَةً مِنَ الْفِرَقِ وَلَا مِلَّةً مِنَ الْمِلَلِ بَقُوا وَعَاشُوا إِلَّا بِقَيِّمٍ وَرَئِيسٍ وَلِمَا لَا بُدَّ لَهُمْ مِنْهُ فِي أَمْرِ الدِّينِ وَالدُّنْيَا، فَلَمْ يَجُزْ فِي حِكْمَةِ الْحَكِيمِ أَنْ يَتْرُكَ الْخَلْقَ مِمَّا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ وَلَا قِوَامَ لَهُمْ إِلَّا بِهِ فَيُقَاتِلُونَ بِهِ، عَدُوَّهُمْ وَيَقْسِمُونَ فَيْئَهُمْ وَيُقِيمُ لَهُمْ جُمُعَتَهُمْ وَجَمَاعَتَهُمْ وَيَمْنَعُ ظَالِمَهُمْ مِنْ مَظْلُومِهِمْ.

وَمِنْهَا أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَجْعَلْ لَهُمْ إِمَاماً، قَيِّماً، أَمِيناً، حَافِظاً، مُسْتَوْدَعاً، لَدَرَسَتِ الْمِلَّةُ وَذَهَبَ الدِّينُ وَغُيِّرَتِ السُّنَنُ وَالْأَحْكَامُ وَلَزَادَ فِيهِ الْمُبْتَدِعُونَ وَنَقَصَ مِنْهُ الْمُلْحِدُونَ وَشَبَّهُوا ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ لِأَنَّا وَجَدْنَا الْخَلْقَ مَنْقُوصِينَ، مُحْتَاجِينَ، غَيْرَ كَامِلِينَ مَعَ اخْتِلَافِهِمْ

وَاخْتِلَافِ أَهْوَائِهِمْ وَتَشَتُّتِ أَنْحَائِهِمْ، فَلَوْلَمْ يَجْعَلْ لَهُمْ قَيِّماً حَافِظاً لِمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ ﷺ لَفَسَدُوا عَلَى نَحْوِ مَا بَيَّنَّا وَغُيِّرَتِ الشَّرَائِعُ وَالسُّنَنُ وَالْأَحْكَامُ وَالْإِيْمَانُ وَكَانَ فِي ذٰلِكَ فَسَادُ الْخَلْقِ أَجْمَعِيْنَ.

اگر کوئی یہ پوچھے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے کیوں اولی الامر قرار دیے اور ان کی اطاعت واجب فرمائی ہے؟

جواب دیا جائے گا کہ اس کے بہت سارے اسباب ہیں۔ من جملہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب قانون کے اندر لوگوں کے لیے معین ومشخص حد معلوم ہو اور وہ مامور ہوں کہ اس سے تجاوز نہ کریں۔ چونکہ اس میں ان کے لیے فساد ہے، تو یہ امر مسلم و ثابت واقع نہیں ہوتا، سوائے اس کے کہ ان پر کوئی امین اور شائستہ شخص مقرر ہوتا کہ وہ انھیں قانون سے تجاوز کرنے سے روکے اور ممنوعات میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔ اگر ایسا نہ ہو تو کوئی بھی اس سے ہاتھ نہیں اُٹھائے گا جس میں اس کے لیے لذت اور نفع ہو، خواہ وہ دوسرے کے نقصان میں تمام ہو، پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے سرپرست قرار دیا ہے جو انھیں تباہی و بربادی سے روکے اور مخالفت کرنے کی صورت میں سزا دے، ان پر حد لگائے اور احکام کو برقرار رکھے۔

ان میں سے ایک اور سبب یہ ہے کہ ہم گروہوں میں کوئی گروہ اور ملتوں میں کوئی بھی ایسی ملت نہیں پاتے جو کسی سرپرست اور رئیس کے بغیر اپنی اجتماعی زندگی کو جاری رکھ سکی ہو، کیونکہ دینی و دنیاوی اُمور میں ان کے لیے اس کا ہونا ضروری ہے، پس حکمت حکیم کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ مخلوق کو کسی سرپرست اور رئیس کے بغیر چھوڑ دے، جب کہ اسے معلوم بھی ہے کہ اس کی تعیین کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس کا انتخاب ہو۔ مخلوق کی بقا اور دوام پیشوا کے بغیر میسر نہیں ہے۔

وہ اسی کے حکم سے اپنے دشمن سے جنگ کرتے ہیں، اپنے عمومی اموال کو تقسیم کرتے ہیں۔ نماز جمعہ اور اجتماعی عبادت اسی کی امامت میں انجام دیتے ہیں اور وہی ہے جو ظالم کو مظلوم پر ظلم کرنے سے روکتا ہے۔

ایک اور سبب یہ ہے کہ اگر وہ ان کے لیے کوئی امین و محافظ پیشوا اور قابل اطمینان سرپرست قرار نہ دے تو مذہب ختم ہوجائے، دین مٹ جائے، احکام و سنن تبدیل ہوجائیں، بدعت گزار اس میں اضافہ کریں گے، بے دین اس میں کمی کریں گے اور مسلمانوں کے لیے اسے مشتبہ کردیں گے کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ مستضعفین کم عقل اور کوتاہ فکر اور کامل نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں ان میں اختلاف ہے۔ ان کی خواہشات مختلف ہیں اور وہ مختلف اعتبار سے پراگندہ ہیں۔ اگر وہ ان کا کوئی سرپرست قرار نہ دے کہ جو اس آئین کا محافظ ہو، جو رسولؐ خدا اللہ کی جانب سے لائے تھے تو تمام کے تمام امور جیسا کہ ہم نے وضاحت کی ہے، تباہ ہوجائیں گے، حق کے راستے، احکام، سنت اور دین و ایمان کی اساس تبدیل ہوجائے گی۔ نتیجتاً تمام کی تمام مخلوق نابود ہوجائے گی۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج۲، ص۹۹)

دو اماموں کا ایک زمانے میں امامت کرنا کیوں ممکن نہیں؟

إِنْ قَالَ قَائِلٌ : لِمَ يَجُوزُ أَنْ لَا يَكُونَ فِي الْأَرْضِ إِمَامَانِ فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ وَأَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ؟

قِيلَ: لِعِلَلٍ ، مِنْهَا أَنَّ الْوَاحِدَ لَا يَخْتَلِفُ فِعْلُهُ وَتَدْبِيرُهُ وَالْإِثْنَيْنِ لَا يَتَّفِقُ فِعْلُهُمَا وَتَدْبِيرُهُمَا وَذٰلِكَ أَنَّا لَمْ نَجِدْ اثْنَيْنِ إِلَّا مُخْتَلِفَيِ الْهِمَمِ وَالْإِرَادَةِ فَإِذَا كَانَا اثْنَيْنِ ثُمَّ اخْتَلَفَتْ هِمَّتُهُمَا وَ إِرَادَتُهُمَا وَتَدْبِيرُهُمَا وَكَانَا كِلَاهُمَا مُفْتَرَضَيِ الطَّاعَةِ لَمْ يَكُنْ أَحَدُهُمَا أَوْلَى بِالطَّاعَةِ مِنْ

صَاحِبِهِ، فَكَانَ يَكُونُ فِي ذٰلِكَ اخْتِلَافُ الْخَلْقِ وَالتَّشَاجُرُ وَالْفَسَادُ ثُمَّ لَا يَكُونُ اَحَدٌ مُطِيعًا لِأَحَدِهِمَا إِلَّا وَهُوَ عَاصٍ لِلْآخَرِ فَتَعُمُّ مَعْصِيَةُ أَهْلِ الْأَرْضِ، ثُمَّ لَا يَكُونُ لَهُمْ مَعَ ذٰلِكَ السَّبِيلُ إِلَى الطَّاعَةِ وَالْإِيمَانِ وَيَكُونُونَ إِنَّمَا أَتَوْا فِي ذٰلِكَ مِنْ قِبَلِ الصَّانِعِ الَّذِي وَضَعَ لَهُمْ بَابَ الْاِخْتِلَافِ وَالتَّشَاجُرِ وَالْفَسَادِ إِذْ أَمَرَهُمْ بِاتِّبَاعِ الْمُخْتَلِفِينَ.

وَمِنْهَا، أَنَّهُ لَوْ كَانَا إِمَامَيْنِ ، لَكَانَ لِكُلٍّ مِنَ الْخَصْمَيْنِ أَنْ يَدْعُوَ إِلَى غَيْرِ الَّذِي يَدْعُو إِلَيْهِ صَاحِبُهُ فِي الْحُكُومَةِ، ثُمَّ لَا يَكُونُ أَحَدُهُمَا أَوْلَى بِأَنْ يَتْبَعَ صَاحِبَهُ، فَيَبْطُلُ الْحُقُوقُ وَالْأَحْكَامُ وَالْحُدُودُ.

وَمِنْهَا أَنَّهُ لَا يَكُونُ وَاحِدٌ مِنَ الْحُجَّتَيْنِ أَوْلَى بِالنُّطْقِ وَالْحُكْمِ وَالْأَمْرِ وَالنَّهْيِ مِنَ الْآخَرِ وَإِذَا كَانَ هٰذَا كَذٰلِكَ وَجَبَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَبْتَدِيَا بِالْكَلَامِ وَلَيْسَ لِأَحَدِهِمَا أَنْ يَسْبِقَ صَاحِبَهُ بِشَيْءٍ إِذَا كَانَا فِي الْإِمَامَةِ شَرْعاً وَاحِداً فَإِنْ جَازَ لِأَحَدِهِمَا السُّكُوتُ، جَازَ السُّكُوتُ لِلْآخَرِ وَإِذَا جَازَ لَهُمَا السُّكُوتُ بَطَلَتِ الْحُقُوقُ وَالْأَحْكَامُ وَعُطِّلَتِ الْحُدُودُ وَصَارَ النَّاسُ كَأَنَّهُمْ لَا إِمَامَ لَهُمْ.

اگر کوئی کہے کہ یہ کیوں درست نہیں ہے کہ زمین پر ایک زمانے میں دو یا دو سے زیادہ امام ہوں؟

تو اسے جواب دیا جائے گا کہ اس کی کئی وجوہات اور علتیں ہیں: ان میں سے

ایک یہ ہے کہ اگر ایک ہو تو اس کا فعل اور تدبیر ایک ہے، ان میں کوئی اختلاف نہیں، لیکن دو ہوں تو ان کے افعال و تدابیر مختلف ہوں گے اور تمام امور میں ان کی ایک رائے نہیں ہوگی۔ جیسا کہ ہم نے آج تک نہیں دیکھا کہ کسی کام کا حکم کرنے والے دو حکمرانوں کی رائے ایک ہو اور ان کے ارادہ میں کوئی اختلاف نہ ہو، چوں کہ اگر دو شخص ایک زمانہ میں امام ہوں اور ان کی رائے مختلف ہو، دونوں کی اطاعت بھی واجب ہو اور ایک کی اطاعت دوسرے پر کوئی فوقیت بھی نہ رکھتی ہو تو اس صورت میں بلاشک و تردید اُمت کے درمیان اختلاف ہو جائے گا۔ نتیجتاً اس کا انجام فساد ہے۔ چونکہ اگر کوئی ایک کی اطاعت کرتا ہے تو دوسرے کا نافرمان ہوگا۔ لہٰذا اس طرح سے تمام لوگ نافرمان اور گناہ گار ہوں گے، ایسی صورت میں اطاعت و ایمان کا کوئی سبیل باقی نہیں رہتا۔ یہی مشکل ان کے خالق کی جانب سے بھی ہے کہ اس نے خود اختلاف، جھگڑے اور فساد کا دروازہ کھولا ہے، کیونکہ انھیں ایک ہی زمانہ میں مختلف رائے رکھنے والے دو اماموں کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر دو امام ہوں تو متخاصمین اس کی طرف رجوع کریں گے جس کی طرف مائل ہوں گے۔ ان دونوں کا حکم، ان دونوں میں سے کسی کے حق میں بھی نافذ نہیں ہوگا، کیونکہ اس نے اسے قبول نہیں کیا ہے لہٰذا کوئی بھی حکومت کرنے میں ایک دوسرے پر فضیلت نہیں رکھتا، ایسی صورت حال میں تمام حقوق، احکام اور حدود معطل ہو کر رہ جائیں گے۔

منجملہ ایک اور دلیل یہ ہے: دو اماموں میں سے کوئی بھی حکم کرنے اور امر و نہی کرنے میں ایک دوسرے سے سزاوارتر نہیں ہے۔ اب جب صورت حال یوں ہے تو دونوں پر لازم ہے کہ اپنی اپنی نظر دینا شروع کریں اور حکم کو بیان کریں۔ کسی کو یہ بھی حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کلام کرتے ہوئے دوسرے پر سبقت کرے، کیونکہ مقام و

منصب میں دونوں مساوی ہیں، کسی کو کسی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ چنانچہ دونوں میں کسی ایک کے لیے خاموشی جائز ہو تو دوسرے کے لیے بھی خاموشی جائز ہے اور جب دونوں کے لیے خاموشی اختیار کرنا جائز ہو تو حقوق اور احکام باطل اور حدودِ الٰہی معطل ہو کر رہ جائیں گی، گویا کہ یوں ہو جائے گا کہ لوگوں کا کوئی امام نہیں ہے۔

خاندانِ اہلِ بیتؑ میں سے امامت کے منکر کے دو گناہ ہیں

عَنِ ابْنِ أَبِي نَصْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ الرِّضَا علیہ السلام قُلْتُ لَهُ: الْجَاحِدُ مِنْكُمْ وَمِنْ غَيْرِكُمْ سَوَاءٌ؟

فَقَالَ علیہ السلام: الْجَاحِدُ مِنَّا لَهُ ذَنْبَانِ وَالْمُحْسِنُ لَهُ حَسَنَتَانِ.

ابی نصر کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ کے خاندان میں سے جو کوئی (امرِ امامت) کا منکر ہو، وہ دوسروں کے برابر ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے خاندان میں سے منکرِ امامت کے دو گناہ ہیں اور نیکی کرنے والے کے دو ثواب ہیں۔ (الکافی، ج ۱، ص ۳۷۸)

امامؑ کا خاندانِ رسولؐ سے ہونا کیوں ضروری ہے؟

إِنْ قَالَ قَائِلٌ: لِمَ لَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْإِمَامُ مِنْ غَيْرِ جِنْسِ الرَّسُولِ؟

قِيلَ: لِعِلَلٍ، مِنْهَا أَنَّهُ لَمَّا كَانَ الْإِمَامُ مُفْتَرَضَ الطَّاعَةِ لَمْ يَكُنْ بُدٌّ مِنْ دَلَالَةٍ تَدُلُّ عَلَيْهِ وَيَتَمَيَّزُ بِهَا مِنْ غَيْرِهِ وَهِيَ الْقَرَابَةُ الْمَشْهُورَةُ، وَالْوَصِيَّةُ الظَّاهِرَةُ لِيُعْرَفَ مِنْ غَيْرِهِ وَيُهْتَدَى إِلَيْهِ بِعَيْنِهِ.

وَمِنْهَا، أَنَّهُ لَوْ جَازَ فِي غَيْرِ جِنْسِ الرَّسُولِ، لَكَانَ قَدْ

فُضِّلَ مَنْ لَيْسَ بِرَسُولٍ عَلَى الرُّسُلِ إِذْ جُعِلَ أَوْلَادُ الرَّسُولِ أَتْبَاعاً لِأَوْلَادِ أَعْدَائِهِ كَأَبِي جَهْلٍ وَابْنِ أَبِي مُعَيْطٍ، لِأَنَّهُ قَدْ يَجُوزُ بِزَعْمِهِمْ أَنْ يَنْتَقِلَ ذَٰلِكَ فِي أَوْلَادِهِمْ إِذَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ ، فَيَصِيرَ أَوْلَادُ الرَّسُولِ تَابِعِينَ وَأَوْلَادُ أَعْدَاءِ اللّٰهِ وَأَعْدَاءِ رَسُولِهِ مَتْبُوعِينَ، فَكَانَ الرَّسُولُ أَوْلَى بِهَٰذِهِ الْفَضِيلَةِ مِنْ غَيْرِهِ وَأَحَقَّ.

وَمِنْهَا ، أَنَّ الْخَلْقَ إِذَا أَقَرُّوا لِلرَّسُولِ بِالرِّسَالَةِ وَأَذْعَنُوا لَهُ بِالطَّاعَةِ لَمْ يَتَكَبَّرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ أَنْ يَتَّبِعَ وُلْدَهُ وَيُطِيعَ ذُرِّيَّتَهُ وَلَمْ يَتَعَاظَمْ ذَٰلِكَ أَنْفُسِ النَّاسِ وَ إِذَا كَانَ ذَٰلِكَ فِي غَيْرِ جِنْسِ الرَّسُولِ، كَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي نَفْسِهِ أَنَّهُمْ أَوْلَى بِهِ مِنْ غَيْرِهِ وَدَخَلَهُمْ مِنْ ذَٰلِكَ الْكِبْرُ وَلَمْ تَسْنَحْ أَنْفُسُهُمْ بِالطَّاعَةِ لِمَنْ هُوَ عِنْدَهُمْ دُونَهُمْ لِكَوْنِ ذَٰلِكَ دَاعِياً لَهُمْ إِلَى الْفَسَادِ وَالنِّفَاقِ وَالْاِخْتِلَافِ.

اگر کہنے والا یہ پوچھے کہ امام کا اہلِ بیت رسولؐ کے علاوہ کسی اور خاندان سے ہونا کیوں درست نہیں ہے؟

تو جواب دیا جائے گا کہ اس کے متعدد اسباب ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ امامؑ کی اطاعت واجب ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ کوئی ایسی نشانی اور دلیل ہو، جو اس کا تعارف کرائے، اس کو دوسروں سے مشخص کرے اور اس کا قرابت دار ہونا مشہور ہو، آشکار او صیت ہو، تا کہ وہ اپنے غیر سے مشخص ہو اور اس کا اچھی طرح سے تعارف ہو۔

ان میں سے ایک یہ ہے کہ اگر وہ اہلِ بیت پیغمبرؐ کے علاوہ کسی خاندان سے ہو

تو یہ لازم آتا ہے کہ جو رسول نہیں ہے اسے رسولؐ پر فضیلت اور برتری حاصل ہو۔ کیونکہ اس صورت میں رسولؐ خدا کی اولاد ان کے دشمنوں مثلاً ابوجہل اور عقبہ بن ابی معیط کی اولاد کے تابع فرمان ہوگی، کیونکہ ان کے عقیدہ میں جائز ہے کہ امامت ان کے دشمنوں کی اولاد میں منتقل ہو۔ اگر وہ صاحب ایمان ہوں۔ پس نتیجہ یہ ہوگا کہ رسولؐ خدا کی اولاد تابع فرمان ہوگی اور اللہ اور رسولؐ کے دشمن کی اولاد متبوع اور فرمان بردار ہو، حالانکہ رسولؐ خدا دوسرے سے اس فضیلت اور امر میں سزاوار اور شائستہ تر ہیں۔

ان اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ جب رسول کی نبوت کا اقرار کرلیں اور ان کی اطاعت کے لیے سر تسلیم خم کریں تو اس وقت کوئی بھی ان کی اولاد اور ذریت کی اطاعت کرنے سے سرتابی نہیں کرے گا، اور یہ کسی پر کوئی زیادہ سخت بھی نہیں ہے کہ اپنے پیغمبر کی اولاد کا تابع فرمان ہو اور اپنے رہبر کی ذریت کی اطاعت کرے، لیکن اس کے برعکس اگر امامت اولادِ رہبر کے سوا کسی غیر میں ہو تو ہر کوئی اپنے آپ کو اس کا حق دار سمجھے گا بلکہ اُمت کی سرپرستی اور پیشوائی کرنے میں اپنے آپ کو دوسروں کی نسبت لائق تر خیال کرے گا۔ اس طرح وہ یوں تکبر و نخوت اور خود خواہی میں گرفتار ہو جائے گا کہ وہ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ جسے وہ اپنے آپ سے کم تر خیال کرتا ہے۔ پس ایسا ہونا بجائے خود فساد، منافقت اور اختلاف کا موجب ہوگا۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۱۰۰)

اوصیائے خدا کا علم

عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام:
إِنِّي سَأَلْتُ أَبَاكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْهَا.
قَالَ: وَعَنْ أَيِّ شَيْءٍ تَسْأَلُ؟
قَالَ: قُلْتُ لَهُ: عِنْدَكَ عِلْمُ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وَكُتُبُهُ

وَعِلْمُ الْاَوْصِيَاءِ وَكُتُبُهُمْ؟
قَالَ: فَقَالَ: نَعَمْ وَأَكْثَرُ مِنْ ذَاكَ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ.

عمر بن یزید سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا: میں نے آپؑ کے والد محترم سے ایک مسئلے کے بارے میں پوچھا تھا، اب وہی مسئلہ آپؑ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: تم کس چیز کے بارے میں پوچھتے ہو؟

میں نے عرض کیا: کیا آپؑ کے پاس رسولؐ خدا، ان کے اوصیا اور ان کی کتب کا علم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اس سے زیادہ، جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔ (بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۱۷۶)

مامون نے پوچھا کہ میں کہاں مروں گا؟

رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْاَفْطَسُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى الْمَأْمُونِ فَقَرَّبَنِي وَحَيَّانِي، ثُمَّ قَالَ: رَحِمَ اللّٰهُ الرِّضَا ؑ مَا كَانَ أَعْلَمَهُ، لَقَدْ أَخْبَرَنِي بِعَجَبٍ سَأَلْتُهُ لَيْلَةً وَقَدْ بَايَعَ لَهُ النَّاسُ.

فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، أَرَى لَكَ أَنْ تَمْضِيَ إِلَى الْعِرَاقِ وَأَكُونَ خَلِيفَتَكَ بِخُرَاسَانَ؟

فَتَبَسَّمَ (أَيِ الْاِمَامُ) ثُمَّ قَالَ: لَا لَعَمْرِي وَلٰكِنَّهُ مِنْ دُونِ خُرَاسَانَ بِدَرَجَاتٍ إِنَّ لَنَا هُنَا مَكْثاً وَلَسْتُ بِبَارِحٍ حَتّٰى يَأْتِيَنِي الْمَوْتُ وَمِنْهَا الْمَحْشَرُ لَا مَحَالَةَ.

فَقُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ وَمَا عِلْمُكَ بِذٰلِكَ؟

فَقَالَ عليه السلام : عِلْمِي بِمَكَانِي كَعِلْمِي بِمَكَانِكَ.
قُلْتُ: وَأَيْنَ مَكَانِي، أَصْلَحَكَ اللّٰهُ؟
فَقَالَ عليه السلام : لَقَدْ بَعُدَتِ الشُّقَّةُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَمُوتُ فِي الْمَشْرِقِ وَتَمُوتُ بِالْمَغْرِبِ.
فَقُلْتُ: صَدَقْتَ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ وَآلُ مُحَمَّدٍ فَجَهَدْتُ الْجُهْدَ كُلَّهُ وَأَطْمَعْتُهُ فِي الْخِلَافَةِ وَمَا سِوَاهَا فَمَا أَطْمَعَنِي فِي نَفْسِهِ.

محمد بن عبداللہ افطس سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں مامون کے پاس گیا اس نے میرا احترام کیا اور مجھے دعا دی، پھر اس نے کہا: اللہ تعالیٰ امام رضا علیہ السلام پر رحم کرے، کوئی بھی علم و دانائی میں ان سے زیادہ نہیں تھا۔ انھوں نے مجھے ایک عجیب و غریب بات کی خبر دی ہے، جس رات لوگوں نے ان کی بیعت کی تھی، میں نے ان سے کہا: بہتر ہے کہ آپؑ عراق تشریف لے جائیں اور میں خراسان میں آپؑ کا جانشین رہوں۔

تو انھوں نے تبسم کیا اور فرمایا: مجھے میری جان کی قسم کہ میں خراسان کے آس پاس اسی سرزمین پر رہوں گا۔ اسی جگہ میری روح پرواز کرے گی اور اسی سرزمین سے محشور ہوں گا۔

میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، آپؑ کو اس بات کا کہاں سے علم ہے؟

انھوں نے فرمایا: جس طرح سے میں اپنے دفن کی جگہ کو جانتا ہوں، تیرے دفن کے مکان سے بھی آگاہ ہوں۔

میں نے پوچھا: میں کہاں پر دفن ہوں گا؟

ا انھوں نے فرمایا: میرے اور تمہارے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہے، میں مشرق میں دنیا سے جاؤں گا اور تم مغرب میں۔
میں نے کہا: آپؑ سچ فرماتے ہیں: خدا، پیغمبرؐ اور ان کے اہل بیتؑ بہتر جانتے ہیں۔
میں نے بہت زیادہ کوشش کی کہ انھیں خلافت اور دوسری چیزوں کا لالچ دوں لیکن انھوں نے بالکل قبول نہ کیا۔ (بحارالانوار، ج ۴۹، ص ۱۴۵)

ولی عہدی قبول کرنے کی علت کے بارے میں سوال

عَنِ الرَّيَّانِ بْنِ الصَّلْتِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا عليه السلام فَقُلْتُ لَهُ:
يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ النَّاسُ يَقُولُونَ: إِنَّكَ قَبِلْتَ وِلَايَةَ الْعَهْدِ مَعَ إِظْهَارِكَ الزُّهْدَ فِي الدُّنْيَا؟!
فَقَالَ عليه السلام: قَدْ عَلِمَ اللّٰهُ كَرَاهَتِي لِذَلِكَ، فَلَمَّا خُيِّرْتُ بَيْنَ ذَلِكَ وَبَيْنَ الْقَتْلِ اخْتَرْتُ الْقَبُولَ عَلَى الْقَتْلِ، وَيْحَهُمْ أَمَا عَلِمُوا أَنَّ يُوسُفَ عليه السلام كَانَ نَبِيّاً وَرَسُولاً، فَلَمَّا دَفَعَتْهُ الضَّرُورَةُ إِلَى تَوَلِّي خَزَائِنِ الْعَزِيزِ، ﴿قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ﴾ وَدَفَعَتْنِي الضَّرُورَةُ إِلَى قَبُولِ ذَلِكَ عَلَى إِكْرَاهٍ وَإِجْبَارٍ بَعْدَ الْإِشْرَافِ عَلَى الْهَلَاكِ عَلَى أَنِّي مَا دَخَلْتُ فِي هَذَا الْأَمْرِ إِلَّا دُخُولَ خَارِجٍ مِنْهُ، فَإِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكَى وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ.

ریان بن صلت سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی

خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! لوگ کہتے ہیں کہ آپؑ نے پارسائی اور دنیا سے دُوری کا اظہار کرنے کے باوجود مامون کی ولی عہدی کو قبول کیا؟!

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا جانتا ہے کہ میں اس کام سے کس حد تک متنفر ہوں لیکن جب میں اسے قبول کرنے اور قتل ہونے کے درمیان مجبور ہو گیا تو میں نے قتل ہونے کے بجائے اسے قبول کیا ہے۔ وہ برباد ہو جائیں (جو ایسا کہتے ہیں) کیا وہ نہیں جانتے کہ جناب یوسفؑ نبیؑ اور رسولؐ تھے، لیکن جب ضرورت نے تقاضا کیا تو انھوں نے مصر کے بادشاہ سے کہا: "مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کردو کہ میں محافظ بھی ہوں اور صاحب علم بھی"۔ (سورۂ یوسف، آیہ ۵۵)

مجھے بھی ضرورت نے جبرو اکراہ کے ساتھ اس بات کو قبول کرنے پر مجبور کیا، بعد اس کے کہ میرا قتل قریب تھا، لہٰذا میں نے مجبوراً اسے قبول کیا ہے، میں اس امر میں داخل نہیں ہوا ہوں مگر اس کے مانند جو اس سے خارج ہوا ہو۔ میں اس بات کی خدا کے حضور شکایت کرتا ہوں اور اسی سے مدد چاہتا ہوں"۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج۲، ص ۱۳۹)

آپ کے بعد امامؑ کون ہے؟

عَنِ الْخَيْرَانِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ وَاقِفاً بَيْنَ يَدَيْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام بِخُرَاسَانَ فَقَالَ قَائِلٌ: يَا سَيِّدِي إِنْ كَانَ كَوْنٌ، فَإِلَى مَنْ؟

قَالَ علیہ السلام: إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ ابْنِي.

فَكَأَنَّ الْقَائِلَ اسْتَصْغَرَ سِنَّ أَبِي جَعْفَرٍ، فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ علیہ السلام إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ رَسُولاً نَبِيّاً صَاحِبَ شَرِيعَةٍ مُبْتَدَأَةٍ فِي أَصْغَرَ مِنَ السِّنِّ الَّذِي فِيهِ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام.

جناب خیرانی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں خراسان میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ کسی نے پوچھا: اے میرے آقا و مولا! اگر آپؑ کے ساتھ کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش آجائے تو ہم کس کی طرف رجوع کریں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے فرزند ابی جعفرؑ کی طرف رجوع کریں۔

پوچھنے والا شخص حضرت امام رضا علیہ السلام کا یہ جواب سن کر حیران ہوا اور ابو جعفر (حضرت امام محمد تقی علیہ السلام) کے بچپنے کو پیش نظر رکھا۔ امام رضا علیہ السلام نے اس کی حیرانی کو دور کرنے کے لیے فرمایا:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کو نبوت، رسالت اور شریعت عطا فرمائی حالانکہ وہ ابو جعفر (امام تقی علیہ السلام) سے بھی چھوٹے تھے۔ (ارشاد، ج ۲، ص ۲۷۹)

کیا آپؑ کے چچا اور ماموں امام ہوں گے؟

عَنِ ابْنِ بَزِيعٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام أَنَّهُ سُئِلَ أَوْ قِيلَ لَهُ: أَتَكُونُ الْإِمَامَةُ فِي عَمٍّ أَوْ خَالٍ؟

فَقَالَ: لَا.

فَقَالَ: فِي أَخٍ؟

قَالَ: لَا.

قَالَ: فَفِي مَنْ؟

قَالَ: فِي وَلَدِي وَهُوَ يَوْمَئِذٍ لَا وَلَدَ لَهُ.

ابن بزیع سے روایت ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا گیا: کیا آپؑ کے چچا یا ماموں کو امامت ملے گی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔

اس نے پوچھا: کیا آپؑ کے بھائی کو امامت ملے گی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔

اس نے پوچھا: پس آپؑ کے بعد کون امام ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: میرا بیٹا امام ہوگا، حالانکہ اس وقت تک جناب امام رضا علیہ السلام کا کوئی بیٹا نہ تھا۔

آپؑ کے بعد امام کون ہے؟

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَا علیہ السلام قَدْ كُنَّا نَسْأَلُكَ قَبْلَ أَنْ يَهَبَ اللهُ لَكَ أَبَا جَعْفَرٍ، فَكُنْتَ تَقُولُ: يَهَبُ اللهُ لِي غُلَاماً، فَقَدْ وَهَبَهُ اللهُ لَكَ وَقَرَّ عُيُونَنَا بِهِ فَلَا أَرَانَا اللهُ يَوْمَكَ، فَإِنْ كَانَ كَوْنٌ، فَإِلَى مَنْ؟

فَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ وَهُوَ قَائِمٌ بَيْنَ يَدَيْهِ.

فَقُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ وَهٰذَا ابْنُ ثَلَاثِ سِنِينَ؟!

قَالَ: وَمَا يَضُرُّهُ مِنْ ذٰلِكَ، قَدْ قَامَ عِيسَى بِالْحُجَّةِ وَهُوَ ابْنُ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ سِنِينَ.

صفوان بن یحییٰ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اس سے قبل کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ابا جعفر (محمد تقی علیہ السلام) عطا فرمائے۔ ہم نے آپؑ سے آپؑ کے بعد امام کے بارے میں پوچھا تھا۔

آپؑ نے فرمایا کہ خداوند متعال مجھے ایک بیٹا عطا کرے گا، اب اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو یہ بیٹا عطا فرمایا اور ان کے وسیلے سے ہماری آنکھوں کو منور کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ دن نہ دکھائے کہ آپؑ ہمارے درمیان نہ ہوں، خدا نہ کرے اگر ایسا واقعہ پیش آیا ہے تو ہم کس کے دامن میں پناہ لیں؟ (یعنی ہمارا امام کون ہے؟)

پس آپؑ نے اپنے ہاتھ سے ابا جعفر (امام محمد تقی علیہ السلام) کی طرف اشارہ کیا جو ان کے سامنے کھڑے تھے۔

میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، یہ تو صرف تین سال کے بچے ہیں؟!

امام علیہ السلام نے فرمایا: (ان کا بچپنا) امامت کو کیا نقصان پہنچائے گا، اس میں شک نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تین سال سے بھی کم تر تھے کہ حجتِ خدا کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ (ارشاد، ج ۲، ص ۲۷۶)

امام رضا علیہ السلام نے ولایت عہدی کو کیوں قبول کیا؟

قَالَ لَهُ (الامام الرضا علیہ السلام رَجُلٌ): أَصْلَحَكَ اللّٰهُ، كَيْفَ صِرْتَ إِلَى مَا صِرْتَ إِلَيْهِ مِنَ الْمَأْمُونِ وَكَأَنَّهُ أَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ؟

فَقَالَ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام: يَا هٰذَا أَيُّهُمَا أَفْضَلُ النَّبِيُّ أَوِ الْوَصِيُّ؟

فَقَالَ: لَا بَلِ النَّبِيُّ.

قَالَ: فَأَيُّهُمَا أَفْضَلُ مُسْلِمٌ أَوْ مُشْرِكٌ؟

قَالَ: لَا بَلْ مُسْلِمٌ.

قَالَ: فَإِنَّ الْعَزِيزَ عَزِيزَ مِصْرَ كَانَ مُشْرِكاً وَكَانَ يُوسُفُ علیہ السلام نَبِيّاً وَإِنَّ الْمَأْمُونَ مُسْلِمٌ وَأَنَا وَصِيٌّ وَيُوسُفُ سَأَلَ الْعَزِيزَ أَنْ يُوَلِّيَهُ حِينَ ﴿قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ﴾ وَأَنَا أُجْبِرْتُ عَلَى ذٰلِكَ.

کسی شخص نے جناب امام رضا علیہ السلام سے کہا: خدا آپؑ کے امور کی اصلاح کرے، آپؑ نے کیسے اس امر (ولی عہدی) کو قبول کیا ہے اور اپنے آپ کو مامون

تک پہنچایا ہے؟!

حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے شخص! یہ بتاؤ کہ وصی افضل ہے یا نبی اور پیغمبرؐ؟

اس شخص نے کہا: پیغمبرؐ۔

امام علیہ السلام نے پوچھا: مسلمان افضل ہے یا مشرک؟

اس شخص نے کہا: یقیناً مسلمان افضل ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس میں شک نہیں ہے کہ عزیز مصر مشرک اور حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر تھے، جبکہ مامون تو مسلمان ہے اور میں وصی (پیغمبر) ہوں۔ جناب یوسفؑ نے خود عزیز مصر سے مطالبہ کیا کہ وہ انھیں ولی بنائے۔

یوسفؑ نے کہا کہ "مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کردو کہ میں محافظ بھی ہوں اور صاحب علم بھی"۔ (سورۂ یوسف، آیہ ۵۵)

جب کہ مجھے اس کام (ولی عہدی) پر مجبور کیا گیا ہے (عیون اخبار الرضاؑ، ج۲، ص ۱۳۹)

امام رضا علیہ السلام کی جانب سے اعلانِ امامت کا سبب کیا ہے؟

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام فِي أَيَّامِ هَارُونَ: إِنَّكَ قَدْ شَهَرْتَ نَفْسَكَ بِهَذَا الْأَمْرِ وَجَلَسْتَ مَجْلِسَ أَبِيكَ وَسَيْفُ هَارُونَ يَقْطُرُ الدَّمَ؟

قَالَ: جَرَّأَنِي عَلَى هَذَا مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ : إِنْ أَخَذَ أَبُو جَهْلٍ مِنْ رَأْسِي شَعْرَةً فَاشْهَدُوا أَنِّي لَسْتُ بِنَبِيٍّ وَأَنَا أَقُولُ لَكُمْ إِنْ أَخَذَ هَارُونُ مِنْ رَأْسِي شَعْرَةً، فَاشْهَدُوا أَنِّي لَسْتُ بِإِمَامٍ.

محمد بن سنان سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے ہارون الرشید کے زمانہ خلافت میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ نے اپنی امامت کا اعلان کیا ہے اور اپنے پدر گرامی کے منصب پر تشریف فرما ہوئے ہیں جب کہ ہارونؑ کی تلوار سے خون ٹپک رہا ہے؟ (یہ اس بات سے کنایہ ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت ہارون کے ہاتھوں ہوئی ہے)۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھے یہ جرأت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان نے عطا کی ہے کہ اگر ابوجہل میرے سر کا ایک بال بھی کم کرے تو میں نبی نہیں ہوں۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ اگر ہارون الرشید میرے سر کا ایک بال بھی کم کرے تو میں امامؑ نہیں ہوں۔ (بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۱۱۵)

امامؑ کب اور کیسے سمجھتا ہے کہ امامؑ ہے؟

عَنْ صَفْوَانَ قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَا : أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِمَامِ مَتَى يَعْلَمُ أَنَّهُ إِمَامٌ حِيْنَ يَبْلُغُهُ أَنَّ صَاحِبَهُ قَدْ مَضَى أَوْ حِيْنَ يَمْضِي، مِثْلَ أَبِي الْحَسَنِ قُبِضَ بِبَغْدَادُ وَأَنْتَ هَاهُنَا؟
قَالَ: يَعْلَمُ ذٰلِكَ حِيْنَ يَمْضِي صَاحِبُهُ.
قُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ؟
قَالَ: يُلْهِمُهُ اللّٰهُ.

صفوان کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: مجھے امامؑ کے بارے میں بتائیں کہ وہ کب آگاہ ہوتا ہے کہ منصب امامت پر فائز ہوا ہے، کیا اسے اس وقت پتا چلتا ہے کہ پہلے والا امام دنیا سے رحلت کر گیا ہے، یا اس وقت جب وہ دنیا سے جا رہا ہوتا ہے جیسا کہ ابوالحسنؑ ہیں کہ ان کی وفات بغداد میں ہوئی اور آپؑ یہاں پر تھے؟

جناب امام رضاؑ نے فرمایا: جس وقت پہلے والے امامؑ دنیا سے رحلت کر رہے ہوتے ہیں بعد والے امام اس وقت آگاہ ہو جاتے ہیں۔

میں نے عرض کیا: کیسے؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: خداوند متعال ان پر الہام کرتا ہے۔ (الکافی، ج ۱، ص ۳۸۱)

حضرت امام رضاؑ کے بعد امام کون ہے؟

عَن ابراهیم بنِ أبی مَحمُود قَالَ: کُنت واقفاً عَلی رَاس أبی الحَسَن علی بنِ مُوسَی بِطوس، فَقَالَ لَه بعض مَنْ کَانَ عِندہ: اِن حَدث حَدث، فَاِلی مَنْ؟

قَالَ: اِلَی اِبْنی مُحَمد.

وَکَأنَ السَّائلَ استَصغر سِن أبی جَعفر، فَقَالَ لَه أبو الحَسَنؑ : اِنَّ اللّٰه تَعالٰی بَعَث عِیسی بنِ مریمؑ ثَابِتاً بِاِقَامَۃَ شَریعَته فِی دون السِّن الَّذی أُقیم فِیهِ أبوجَعفر ثابتاً عَلی شَریعَته.

ابراہیم بن ابی محمود کہتے ہیں: میں طوس میں حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں موجود تھا کہ حاضرین میں سے کسی نے کہا: اگر آپؑ کے ساتھ کوئی واقعہ ہو جاتا ہے (اور آپؑ دنیا سے رحلت فرما جاتے ہیں) تو ہمیں کس کے سپرد کریں گے؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: اپنے بیٹے محمدؑ (جواد الائمہؑ) کے سپرد کروں گا۔

پوچھنے والے نے حضرت امام محمد تقیؑ کو بچہ سمجھا تھا، اس وقت امام رضاؑ نے اس سے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے جناب عیسیٰؑ بن مریم کو لوگوں کا نبی اور رہبر بنا کر بھیجا اور اس زمانے میں ابوجعفر (امام محمد تقیؑ) لوگوں کی امامت و رہبری کے لیے

منتخب ہوئے ہیں۔ (کفایۃ الاثر، ص ۲۷۸)

کس چیز نے امام رضاؑ کو ولی عہدی قبول کرنے پر مجبور کیا؟

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَرَفَةَ قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَاؑ:
يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ مَا حَمَلَكَ عَلَى الدُّخُولِ فِي وِلَايَةِ الْعَهْدِ؟
فَقَالَ: مَا حَمَلَ جَدِّي أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَؑ عَلَى الدُّخُولِ فِي الشُّورَى.

محمد بن عرفہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ کو کس چیز نے آمادہ کیا ہے کہ آپؑ مامون کی ولی عہدی میں داخل ہوئے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: جس چیز نے میرے جد امیرالمومنینؑ کو شوریٰ میں داخل ہونے کے لیے آمادہ کیا تھا۔

آپؑ کے بعد امام کون ہے؟

أحمد بن محمد بن أبي نصر قَالَ: دَخلت على الرضا ؑ أنا وَصَفوان بن يحيى وأبو جعفرؑ قَائِمٌ وَقَدْ أَتَى لَهُ ثَلَاثُ سِنِينَ.
فَقُلنَا لَهُ: جَعَلَنَا اللّٰهُ فِدَاكَ إِنْ وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ حَدَثَ حَدَثٌ، فَمَنْ يَكُونُ بَعْدَكَ؟
قَالَ: اِبْنِي هٰذَا وَأَومأَ إِلَيْهِ.
قَالَ: فَقُلنَا وَهُوَ فِي هٰذَا السِّنِ؟

قَالَ: نَعَمْ وَهُوَ فِي هٰذَا السِنِ، إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ
إِحْتَجَّ بِعِيسَىٰ بن مريم عليه السلام وَهُوَ ابنُ سَنَتَيْنِ.

احمد بن محمد بن ابی نصر کہتے ہیں: میں اور صفوان بن یحیٰ اس وقت حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جب ان کے تین سالہ فرزند ابوجعفر (امام محمد تقی) ان کے پاس کھڑے تھے۔ میں نے اس وقت ان کی خدمت میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ ہمیں آپؑ پر فدا کرے، خدا کی پناہ اگر آپؑ کے ساتھ کوئی ناخوش گوار واقعہ رونما ہوجاتا ہے تو پھر آپؑ کے بعد امام کون ہوگا؟

امام رضا علیہ السلام نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: میرا یہ بیٹا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے حیرانی سے کہا: اس عمر میں؟!

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اسی عمر میں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ بن مریمؑ کو دوسال کی عمر میں اپنی دلیل بنایا تھا۔ (کفایۃ الاثر، ص ۲۷۷)

وہ ستون کیا ہے، جس کے بارے میں لوگ گفتگو کرتے ہیں؟

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَابْنُ فَضَّالٍ جُلُوساً إِذْ أَقْبَلَ يُونُسُ، فَقَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام فَقُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ قَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي الْعَمُودِ.

قَالَ: فَقَالَ لِي: يَا يُونُسُ مَا تَرَاهُ أَتَرَاهُ عَمُوداً مِنْ حَدِيدٍ يُرْفَعُ لِصَاحِبِكَ؟

قَالَ: قُلْتُ مَا أَدْرِي.

قَالَ: لٰكِنَّهُ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ بِكُلِّ بَلْدَةٍ يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهِ أَعْمَالَ تِلْكَ الْبَلْدَةِ.

قَالَ: فَقَامَ ابْنُ فَضَّالٍ رَأْسَهُ وَقَالَ: رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ لَا تَزَالُ تَجِيءُ بِالْحَدِيثِ الْحَقِّ الَّذِي يُفَرِّجُ اللّٰهُ بِهِ عَنَّا.

محمد بن عیسیٰ بن عبید کہتے ہیں: میں اور ابن فضال بیٹھے ہوئے تھے کہ یونس آئے اور انھوں نے کہا: میں حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، لوگ اس (نورانی) ستون سے متعلق بہت زیادہ گفتگو کرتے ہیں (جو امامؑ کے لیے قائم ہوتا ہے)۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے یونس! تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ کوئی لوہے کا ستون ہے، جو امامؑ کے لیے قائم ہوتا ہے؟

میں نے عرض کیا: میں نہیں جانتا۔

امامؑ نے فرمایا: وہ ہر شہر کا فرشتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس شہر کے لوگوں کے اعمال امامؑ تک پہنچاتا ہے۔

ابن فضال اُٹھے، ان کا (ہاتھ) چوما اور کہا: اے ابا محمدؒ! خدا رحمت کرے، آپؒ ہمیشہ ہمارے لیے ایسی درست حدیث لاتے ہیں کہ جس کے ذریعے خدا ہماری مشکل کو حل کرتا ہے۔ (الکافی، ج۱، ص ۳۸۸)

آپؑ کے بعد امام کون ہے؟

بَنَانَ بن نَافِعٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ مُوسَى الرِّضَاؑ،
فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، مَنْ صَاحِبُ الْأَمْرِ بَعْدَكَ؟
فَقَالَ لِي: يَابْنَ نَافِعٍ، يَدْخُلُ عَلَيْكَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ مَنْ وَرِثَ مَا وَرِثْتُهُ مِنْ قَبْلِي وَهُوَ حُجَّةُ اللّٰهِ تَعَالَى مِنْ بَعْدِي.
فَبَيْنَا أَنَا كَذٰلِكَ إِذْ، دَخَلَ عَلَيْنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّؑ،

فَلَمَّا بَصُرَ بِي، قَالَ لِي: يَابنَ نَافِعٍ، أَلَا أُحَدِّثُك بِحَدِيث إِنَّا مَعَاشِرَ الْأَئِمَّةِ إِذَا حَمَلَتْهُ أُمُّه، يَسمَعُ الصَّوتَ مِنْ بَطنِ أُمِّهِ أَربَعِين يَوماً، فَإِذَا أَتى لَه فِي بَطنِ أُمِّهِ أَربَعَةَ أَشهُرٍ، رَفَعَ اللّٰهُ (تَعَالى) له أَعلَامَ الْأَرضِ، فَقربَ لَه مَا بَعدَ عَنه، حَتّى لا يعزبُ عَنه حُلول قَطرة غَيث نَافِعَة وَلَا ضَارَّة وَ إِنْ قَولَكَ لأَبِي الحَسَنِ مِنْ حُجة الدَّهر وَالزَّمانِ، مَنْ بَعدَه فَالَّذِي حَدَّثَك أَبُو الحسن مَا سَأَلت عَنه هُوَ الحُجَةُ عَلَيْكَ.

فَقُلْتُ: أَنَا أَولُ العَابِدِينَ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْنَا أَبُو الحَسَن فَقَالَ لِي: يَابنَ نَافِعٍ سَلم وَأَذْعِنْ لَهُ بِالطَّاعَة فَرُوحُه، رُوحِي وَرُوحِي، رُوح رَسُولِ اللّٰهِ.

بنان بن نافع کہتے ہیں: میں نے علی بن موسیٰ رضاؑ سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں، آپؑ کے بعد یہ امر (اطاعت) کس کے پاس ہوگا؟

امامؑ نے مجھے فرمایا: اے ابن نافع! وہ ابھی اس دروازے سے داخل ہوگا جو اس چیز کا وارث ہے کہ جس کے وارث مجھ سے پہلے والے ہوئے ہیں اور وہ میرے بعد خدا کی حجت ہوگا۔

راوی کہتے ہیں: وہی وقت تھا کہ امام رضاؑ کے فرزند محمدؑ (تقی الجوادؑ) ہمارے پاس تشریف لائے، ان کی نگاہیں مجھ پر پڑیں تو مجھے فرمایا: اے ابن نافع! کیا تم نہیں چاہتے ہو کہ میں تمہارے سامنے کوئی حدیث بیان کروں، ہم گروہِ آئمہ میں جس وقت ہم میں سے کسی ایک کی والدہ حاملہ ہوتی ہے تو وہ پہلے چالیس دنوں میں

شکمِ مادر میں آواز کو سنتا ہے اور جب اسے شکمِ مادر میں چالیس دن گزر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے زمین کی امامت کے پرچم بلند کرتا ہے، بنابریں جو کچھ اس سے دُور ہوتا ہے اسے اس کے لیے نزدیک کر دیتا ہے حتیٰ کہ بارش کا ایک نفع بخش اور مفید قطرہ بھی اس سے مخفی نہیں ہوتا۔ بے شک (میرے والد گرامی) ابوالحسن (علی بن موسیٰ الرضاؑ) سے تمہاری یہ گفتگو کہ ان کے بعد حجتِ زمان کون ہے؟ (تو اس کا جواب یہ ہے کہ) سمجھ لو کہ تمہارے سوال کے جواب میں جن کے بارے میں ابوالحسنؑ نے تمہیں فرمایا ہے وہ تمہارے اُوپر حجت ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: میں (اس کو تسلیم کرنے والوں) میں سب سے پہلا ہوں۔

راوی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں: پھر ابوالحسن (امام رضاؑ) ہمارے پاس تشریف لائے اور مجھے فرمایا: اے ابن نافع! سلام بھیجو اور اطاعت کے ساتھ ان کی فرماں برداری کرو، پس اس کی روح میری روح اور میری روح رسول اللہؐ کی روح۔ (مناقب، ج۴، ص۳۸۹)

ooo✻ooo

فصل ہفتم

حضرت امام رضا علیہ السلام کی امامت کے بارے میں

maablib.org

کیا آپؑ کے والدِ گرامی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام زندہ ہیں؟

عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِبَاطٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا علیہ السلام: إِنَّ عِنْدَنَا رَجُلًا يَذْكُرُ أَنَّ أَبَاكَ علیہ السلام حَيٌّ وَأَنْتَ تَعْلَمُ مِنْ ذٰلِكَ مَا يَعْلَمُ.

فَقَالَ الامام: سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وَلَمْ يَمُتْ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ علیہ السلام.

بَلَى وَاللّٰهِ، وَاللّٰهِ لَقَدْ مَاتَ وَقُسِمَتْ أَمْوَالُهُ وَنُكِحَتْ جَوَارِيهِ.

علی بن رباط کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میرے محلے میں ایک شخص ہے جو یہ کہتا ہے کہ آپؑ کے والدِ محترم موسیٰ بن جعفر علیہ السلام زندہ ہیں، کیا آپؑ کو اس بارے میں کوئی علم ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: سبحان اللہ! پیغمبر اکرمؐ دنیا سے تشریف لے گئے، لیکن موسیٰ بن جعفر نے رحلت نہیں فرمائی؟! کیوں؟ خدا کی قسم! خدا کی قسم! وہ دنیا سے پردہ کر گئے ہیں، ان کے اموال تقسیم ہو چکے ہیں اور ان کی کنیزوں نے نکاح کر لیے ہیں۔ (بحار الانوار، ج ۴۸، ص ۲۵۵)

کیا ان لوگوں کو زکوۃ دینا جائز ہے جو معتقد ہیں کہ آپؑ کے والد زندہ ہیں؟

عَنْ يُوسُفَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام: أُعْطِي هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَاكَ حَيٌّ مِنَ الزَّكَاةِ شَيْئًا؟

قَالَ: لَا تُعْطِهِمْ، فَإِنَّهُمْ كُفَّارٌ، مُشْرِكُونَ، زَنَادِقَةٌ.

یوسف بن یعقوب کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا: جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آپؑ کے والدِ گرامی زندہ ہیں، کیا انھیں زکوۃ دی جاسکتی ہے؟

امامؑ نے فرمایا: انھیں کچھ نہ دو، وہ کافر، مشرک اور زندیق ہیں۔

(بحارالانوار، ج ۴۸، ص ۲۶۳)

امام رضاؑ اور سندھی زبان

عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ السِّنْدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ بِالْهِنْدِ أَنَّ لِلّٰهِ فِي الْعَرَبِ حُجَّةً، فَخَرَجْتُ مِنْهَا فِي الطَّلَبِ، فَدُلِلْتُ عَلَى الرِّضَاؑ، فَقَصَدْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَأَنَا لَا أُحْسِنُ مِنَ الْعَرَبِيَّةِ كَلِمَةً، فَسَلَّمْتُ بِالسِّنْدِيَّةِ، فَرَدَّ عَلَيَّ بِلُغَتِي، فَجَعَلْتُ أُكَلِّمُهُ بِالسِّنْدِيَّةِ وَهُوَ يُجِيبُنِي بِالسِّنْدِيَّةِ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي سَمِعْتُ بِالسِّنْدِ أَنَّ لِلّٰهِ حُجَّةً فِي الْعَرَبِ، فَخَرَجْتُ فِي الطَّلَبِ.

فَقَالَ بِلُغَتِي: نَعَمْ أَنَا هُوَ، ثُمَّ قَالَ: فَسَلْ عَمَّا تُرِيدُ.

فَسَأَلْتُهُ عَمَّا أَرَدْتُهُ، فَلَمَّا أَرَدْتُ الْقِيَامَ مِنْ عِنْدِهِ، قُلْتُ: إِنِّي لَا أُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ، فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُلْهِمَنِيهَا لِأَتَكَلَّمَ بِهَا مَعَ أَهْلِهَا، فَمَسَحَ يَدَهُ عَلَى شَفَتِي، فَتَكَلَّمْتُ بِالْعَرَبِيَّةِ مِنْ وَقْتِي.

ابو اسماعیل کہتے ہیں: میں نے (اپنے وطن) ہندوستان میں سنا کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی حجت موجود ہے، میں اس کی تلاش میں نکلا، میری امام رضاؑ کی جانب

راہنمائی کی گئی، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ مجھے عربی زبان کا ایک لفظ بھی نہیں آتا تھا۔ میں نے انھیں سندھی زبان میں سلام کیا، انھوں نے مجھے میری زبان اور میرے ہی لہجہ میں جواب دیا، میں نے سندھی زبان میں ان سے گفتگو کی، جنھوں نے مجھے اسی زبان میں جواب دیا۔

میں نے عرض کیا: میں نے سندھ میں سنا ہے کہ عرب میں اللہ کی حجت ہے، لہٰذا میں اس کی تلاش میں نکلا ہوں۔

آپؑ نے سندھی زبان میں فرمایا: ہاں، وہ حجتِ خدا میں ہوں، اس کے بعد فرمایا: جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھو؟

میرے جو بھی سوالات تھے، میں نے ان سے پوچھے، جس وقت میں ان کی خدمت سے رخصت ہونے لگا تو میں نے عرض کیا: میں اچھی طرح سے عربی نہیں جانتا ہوں۔ خدا سے دعا کریں کہ اس زبان کو اچھی طرح سے جان لوں تاکہ اس میں گفتگو کر سکوں۔

حضرتؑ نے اپنا دستِ مبارک میرے ہونٹوں پر پھیرا تو اسی وقت عربی زبان میں گفتگو کرنے لگ گیا۔ (بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۵۰)

واقفیوں کے بارے میں سوال

عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الزُّبَيْرِيِّ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام أَسْأَلُهُ عَنِ الْوَاقِفَةِ؟

فَكَتَبَ "اَلْوَاقِفُ حَائِدٌ عَنِ الْحَقِّ وَمُقِيمٌ عَلَى سَيِّئَةٍ، إِنْ مَاتَ بِهَا كَانَتْ جَهَنَّمُ مَأْوَاهُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ.

عبداللہ بن زبیری کہتے ہیں: میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط ارسال کیا اور اس میں واقفی مذہب والوں کے بارے میں سوال کیا، تو آپؑ نے

جواب میں لکھا: واقفی مذہب کے قائل حق سے منحرف ہیں، وہ ایسے گناہ میں گرفتار ہیں کہ اگر وہ اس حالت میں مرجائیں تو ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

(بحارالانوار، ج ۴۸، ص ۲۶۳)

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو غسل کس نے دیا؟

عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ الْحَلَّالِ أَوْ غَيْرِهِ عَنِ الرِّضَا علیہ السلام قَالَ: قُلْتُ لَهُ: إِنَّهُمْ يُحَاجُّونَا، يَقُولُونَ: إِنَّ الْإِمَامَ لَا يَغْسِلُهُ إِلَّا الْإِمَامُ.

قَالَ فَقَالَ علیہ السلام: مَا يُدْرِيهِمْ مَنْ غَسَلَهُ فَمَا قُلْتَ لَهُمْ؟

قَالَ: فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ قُلْتُ لَهُمْ: إِنْ قَالَ مَوْلَايَ: إِنَّهُ غَسَلَهُ تَحْتَ عَرْشِ رَبِّي فَقَدْ صَدَقَ وَ إِنْ قَالَ: غَسَلَهُ فِي تُخُومِ الْأَرْضِ فَقَدْ صَدَقَ.

قَالَ: لَا هٰكَذَا.

قَالَ: فَقُلْتُ: فَمَا أَقُولُ لَهُمْ.

قَالَ: قُلْ لَهُمْ: إِنِّي غَسَلْتُهُ.

فَقُلْتُ: أَقُولُ لَهُمْ إِنَّكَ غَسَلْتَهُ؟

فَقَالَ: نَعَمْ.

احمد بن عمر حلال یا کوئی اور جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا:

وہ (یعنی واقفیہ مذہب والے جو حضرت امام رضا علیہ السلام کی امامت کے منکر ہیں) ہم سے بحث ومناظرہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امامؑ کو امام کے سوا کوئی اور غسل نہیں دیتا ہے (یعنی جس وقت امام کاظم علیہ السلام) کی شہادت واقع ہوئی ہے تو اس وقت

امام رضا علیہ السلام تو مدینہ میں تھے، انھوں نے کیسے غسل دیا ہے؟

راوی کہتے ہیں: آپؑ نے فرمایا: وہ کیا جانتے ہیں کہ انھیں کس نے غسل دیا ہے اور تم نے ان کو جواب میں کیا کہا؟

میں نے عرض کیا: وہ تو یہی کہتے ہیں البتہ میں آپؑ پر قربان جاؤں، میں نے ان سے کہا ہے اگر میرے آقا یہ فرمائیں کہ انھیں خدا نے عرش کے نیچے غسل دیا ہے تو بلاشک وتردید انھوں نے سچ کہا ہے، اگر وہ یہ فرمائیں کہ انھیں زمین کی تہہ میں غسل دیا گیا ہے تو پھر بھی انھوں نے سچ فرمایا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ایسا نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: پس انھیں کیا جواب دوں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: انھیں صاف صاف کہو کہ میں نے غسل دیا ہے۔

میں نے عرض کیا: یہ کہوں کہ آپؑ نے انھیں غسل دیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! (الکافی، ج۱، ص۳۸۴)

واقفی حالتِ کفر میں دنیا سے جائیں گے

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ رَفَعَهُ عَنِ الرِّضَا علیہ السلام قَالَ: سُئِلَ عَنِ الْوَاقِفَةِ؟

فَقَالَ: يَعِيشُونَ حَيَارَى وَيَمُوتُونَ زَنَادِقَةً.

فضل بن شاذان کہتے ہیں: جناب امام رضا علیہ السلام سے واقفیوں کے بارے میں سوال ہوا۔ آپؑ نے فرمایا:

وہ زندگی میں بھٹکے ہوئے ہیں اور حالتِ کفر میں دنیا سے جائیں گے۔

(بحارالانوار، ج۴۸، ص۲۶۳)

آپؑ امامِ برحق تھے

عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ وَصَفْوَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ قِيَامَا وَكَانَ مِنْ رُؤَسَاءِ الْوَاقِفَةِ، فَسَأَلَنَا أَنْ نَسْتَأْذِنَ لَهُ عَلَى الرِّضَاؑ.

فَفَعَلْنَا، فَلَمَّا صَارَ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ لَهُ: أَنْتَ إِمَامٌ؟

قَالَ: نَعَمْ؟

قَالَ: إِنِّي أُشْهِدُ اللهَ أَنَّكَ لَسْتَ بِإِمَامٍ.

قَالَ: فَنَكَتَ طَوِيلاً فِي الْأَرْضِ مُنَكِّسَ الرَّأْسِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ: مَا عِلْمُكَ أَنِّي لَسْتُ بِإِمَامٍ؟

قَالَ: لِأَنَّا رُوِّينَا عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِؑ أَنَّ الْإِمَامَ لَا يَكُونُ عَقِيماً وَأَنْتَ قَدْ بَلَغْتَ هٰذَا السِّنَّ وَلَيْسَ لَكَ وَلَدٌ.

قَالَ: فَنَكَسَ رَأْسَهُ أَطْوَلَ مِنَ الْمَرَّةِ الْأُولَى ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: أُشْهِدُ اللهَ أَنَّهُ لَا تَمْضِي الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي حَتَّى يَرْزُقَنِيَ اللهُ وَلَداً مِنِّي.

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي نَجْرَانَ: فَعَدَدْنَا الشُّهُورَ مِنَ الْوَقْتِ الَّذِي قَالَ، فَوَهَبَ اللهُ لَهُ أَبَا جَعْفَرٍؑ فِي أَقَلَّ مِنْ سَنَةٍ.

قَالَ: وَكَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ قِيَامَا هٰذَا وَاقِفاً فِي الطَّوَافِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ أَبُو الْحَسَنِ الْأَوَّلُؑ فَقَالَ لَهُ: مَا لَكَ حَيَّرَكَ اللهُ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ بَعْدَ الدَّعْوَةِ.

ابن ابی نجران اور صفوان کہتے ہیں: حسین بن قیاما جو کہ واقفہ کا گروگھنٹال تھا، ہم نے اس سے خواہش کی کہ امام رضا علیہ السلام سے اس کی ملاقات کے لیے اجازت لیں۔ آخر کار ہم نے ایسا کیا، جس وقت وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے سامنے آیا تو اس نے ان سے کہا: کیا آپؑ امام ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔

اس نے کہا: بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ امام نہیں ہیں۔

راوی کہتے ہیں: اس وقت امام علیہ السلام نے ایک طویل مدت کے لیے سر جھکائے رکھا اور زمین پر انگلی مارتے رہے، پھر اس کی طرف سر اُٹھایا اور فرمایا: تمھیں کیسے معلوم ہے کہ میں امام نہیں ہوں؟

اس نے کہا: کیوں کہ ہمارے لیے امام صادق علیہ السلام کی روایت ہے کہ امام بے اولاد نہیں ہوتا، جبکہ تم اب اس عمر تک پہنچ گئے ہو کہ ابھی تک تمہارا کوئی بیٹا نہیں ہے۔

راوی کہتے ہیں: اس دفعہ امام علیہ السلام نے پہلی مرتبہ کی نسبت زیادہ دیر تک سر جھکائے رکھا، پھر سر بلند کرتے ہوئے فرمایا: میں خدا کو شاہد بناتا ہوں کہ کوئی زیادہ شب و روز نہیں گزریں گے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے گا۔

عبدالرحمن ابی نجران کہتے ہیں: جس وقت امام علیہ السلام نے یہ گفتگو فرمائی تو ہم نے اسی دن سے مہینے گننا شروع کر دیے اور پھر دیکھا کہ خداوند متعال نے انھیں ایک سال سے کم مدت میں ابا جعفر (امام تقی علیہ السلام) عطا فرمائے۔

راوی یوں کہتے ہیں: بس حسین بن قیاما طواف کے لیے کھڑا تھا کہ امام رضا علیہ السلام نے اسے دیکھا اور پھر اس سے فرمایا: تمھیں کیا ہوا ہے، خدا تمھیں حیران رکھے، اور وہ اسی طرح مذہب واقفیہ پر باقی تھا۔ (بحارالانوار، ج ۴۹، ص ۳۴)

ابن ابی سعید کا امام رضاؑ سے ان کی امامت سے متعلق سوال

دَخَلَ اِبْنُ أَبِي سَعِيدِ المكاری عَلى الرِضَاؑ فَقَالَ لَه:
أَبلَغَ اللّٰهُ مِن قَدرِكَ أَن تَدعِي مَا ادعى أَبُوكَ؟
فَقَالؑ له: مَا لَكَ أطفأَ اللّٰهُ نورَكَ وَأدخل الفقرَ بَيتَكَ، أَمَا عَلمتَ أن اللّٰه ﴿عَزَّوَجَلَّ﴾ أوحى إلى عِمرَان: ﴿أَنِي وَاهِبٌ لَكَ ذَكَراً فَوَهَبَ له مريم وَ وَهَبَ لمَريمَ عِيسَى، فَعِيسى مِنْ مَريمَ وَمَريمُ مِن عِيسٰى وَعِيسٰى وَمَريمؑ شَيء وَاحِد وَأَنَا مِن أَبِي وَأَبِي، مِنِي وَأَنَا وَأَبِي شَيء وَاحِد.
فَقَالَ لَهُ ابنُ أَبِي سَعِيد: فَأَسأَلُكَ عَن مَسأَلَة!
فَقَالَ: لَا اَخَالُكَ تقبَل مِني وَلَستَ مِنْ غَنَمِي وَلٰكِن هَلُمَّهَا.
فَقَالَ: رَجُل قَالَ عِندَ مَوتِهِ: كُل مَملوك لِي قَدِيم، فَهُوَ حُرٌ لِوَجهِ اللّٰهِ.
فَقَالَ: نَعَم، اِن اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: ﴿حَتّٰى عَادَ كَالعُرجُونِ القَدِيمِ﴾ فَمَا كَانَ مِن مَمَالِيكه أَتَى لَه سِتَةَ أَشهُر، فَهُوَ قَدِيمٌ حُرٌ.
قَالَ: فَخَرَجَ الرَجُلُ، فَافتَقَرَ، حَتّٰى مَاتَ وَلَم يَكُن عِندَهُ مَبِيتُ لَيلَة لَعَنَهُ اللّٰهُ.

ابن ابی سعید مکاری حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں آیا، اس نے امامؑ سے کہا: خدا تمہاری قدر و قیمت زیادہ کرے، کیا تم اس چیز کا دعویٰ کرتے ہو

جس کا تمہارے باپ نے کیا ہے؟

امام رضا علیہ السلام نے اس سے فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے؟! اللہ تمہارا نور خاموش کرے اور تمہارے گھر میں فقر کو داخل کرے، کیا تم نہیں جانتے ہو کہ خداوند متعال نے عمران کی طرف وحی بھیجی کہ بے شک میں تمہیں بیٹا عطا کروں گا، پھر انھیں جناب مریم عطا کی اور جناب مریم کو حضرت عیسیٰ عطا کیے۔ پس حضرت عیسیٰ جناب مریم سے ہیں اور جناب مریم حضرت عیسیٰ سے ہیں۔ حضرت عیسیٰ اور مریم ایک ہی چیز ہیں، میں بھی اپنے والد سے ہوں اور میرے والد گرامی مجھ سے ہیں۔ میں اور میرے والد گرامی ایک چیز ہیں۔

اس وقت ابن ابی سعید نے جناب امام رضا علیہ السلام سے کہا: پس میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔

جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: میں خیال نہیں کرتا کہ تم مجھ سے اس کا جواب قبول کرو گے تم میرے پیروں میں سے نہیں ہو، لیکن اس کے باوجود پوچھو۔

اس نے کہا: ایک شخص نے موت کے وقت کہا: میری مملوکہ چیز میں سے جو بھی قدیمی ہے، میں نے اسے راہ خدا میں آزاد کیا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، بے شک اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُونِ (سورہ یٰسین، آیہ ۳۹) "یہاں تک کہ وہ آخر میں پلٹ کر کھجور کی سوکھی ٹہنی جیسا ہو جاتا ہے"۔ پس اس کی جو بھی مملوکہ چیز چھے ماہ سے اس کے پاس ہو وہ قدیمی اور آزاد ہے۔

راوی کہتے ہیں: اس وقت وہ شخص وہاں سے نکل گیا، وہ مرتے دم تک فقر و فاقہ میں گرفتار رہا، حتیٰ کہ اس کے پاس ایک رات کے اخراجات بھی نہ تھے، خدا اس پر لعنت کرے۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج۱، ص۳۰۹)

آپؑ نے اپنی امامت کا اعلان کیوں کیا؟

صَفوانُ بنُ یحیی قَالَ: لَمَّا مَضی أَبُو الحسن مُوسٰی علیہ السلام وَتکَلم الرِضا علیہ السلام، خِفنَا عَلَیْہِ مِنْ ذٰلِکَ وَقُلنَا لَہ: إنَّکَ قَدْ أظهَرتَ أمراً عَظِیماً وَ إنَّا نَخَافُ عَلَیْکَ مِنْ هٰذا الطاغی؟

فَقَالَ علیہ السلام: یَجهد جُهدَہ، فَلَا سَبِیلَ لَہ عَلَیَّ.

صفوان بن یحییٰ کہتے ہیں: جس وقت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اس دار دنیا سے رحلت فرما گئے اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنی امامت سے پردہ اُٹھایا تو ہم ان کے اس اقدام سے خوف زدہ ہوئے اور ان کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ نے آشکارا طور پر اتنا بڑا اقدم اٹھایا ہے جبکہ ہم اس ظالم وسرکش سے خوف زدہ ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ کوشش کرے گا لیکن وہ میرے اُوپر مسلط نہیں ہوسکتا۔

(عیون اخبار الرضاؑ، ج۱، ص۳۱۰)

واقفیوں کا امامت کے بارے میں سوال

عَنْ أَبِی مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلَ عَلَی الرِّضَا جَمَاعَةٌ مِنَ الْوَاقِفَةِ، فِیهِمْ عَلِیُّ بْنُ أَبِی حَمْزَةَ الْبَطَائِنِیُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ وَالْحَسَنُ بْنُ مِهْرَانَ وَالْحَسَنُ بْنُ أَبِی سَعِیدٍ الْمُکَارِی.

فَقَالَ لَہُ عَلِیُّ أَبِی حَمْزَةَ: جُعِلْتُ فِدَاکَ أَخْبِرْنَا عَنْ أَبِیکَ علیہ السلام مَا حَالُہُ؟

فَقَالَ لَہُ: إِنَّہُ قَدْ مَضَی.

فَقَالَ لَہُ: فَإِلَی مَنْ عَهِدَ؟

فَقَالَ: إِلَيَّ.

فَقَالَ لَهُ: إِنَّكَ لَتَقُولُ قَوْلاً مَا قَالَهُ أَحَدٌ مِنْ آبَائِكَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام فَمَنْ دُونَهُ!

قَالَ: لَكِنْ قَدْ قَالَهُ خَيْرُ آبَائِي وَأَفْضَلُهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله.

فَقَالَ لَهُ: أَمَا تَخَافُ هَؤُلَاءِ عَلَى نَفْسِكَ؟

فَقَالَ: لَوْ خِفْتُ عَلَيْهَا كُنْتُ عَلَيْهَا مُعِيناً إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وآله أَتَاهُ أَبُو لَهَبٍ، فَتَهَدَّدَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله: إِنْ خُدِشْتُ مِنْ قِبَلِكَ خَدْشَةً، فَأَنَا كَذَّابٌ، فَكَانَتْ أَوَّلَ آيَةٍ نَزَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وَهِيَ أَوَّلُ آيَةٍ أَنْزِعُ لَكُمْ إِنْ خُدِشْتُ خَدْشَةً مِنْ قِبَلِ هَارُونَ فَأَنَا كَذَّابٌ.

فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ مِهْرَانَ: قَدْ أَتَانَا مَا نَطْلُبُ إِنْ أَظْهَرْتَ هَذَا الْقَوْلَ.

قَالَ: فَتُرِيدُ مَاذَا؟ أَتُرِيدُ أَنْ أَذْهَبَ إِلَى هَارُونَ، فَأَقُولَ لَهُ إِنِّي إِمَامٌ وَأَنْتَ لَسْتَ فِي شَيْءٍ؟! لَيْسَ هَكَذَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله فِي أَوَّلِ أَمْرِهِ، إِنَّمَا قَالَ ذَلِكَ لِأَهْلِهِ وَمَوَالِيهِ وَمَنْ يَثِقُ بِهِ، فَقَدْ خَصَّهُمْ بِهِ دُونَ النَّاسِ وَأَنْتُمْ تَعْتَقِدُونَ الْإِمَامَةَ لِمَنْ كَانَ قَبْلِي مِنْ آبَائِي وَلَا تَقُولُونَ إِنَّهُ إِنَّمَا يَمْنَعُ،

عَلِيَّ بْنَ مُوسَى أَنْ يُخْبِرَ أَنَّ أَبَاهُ حَيٌّ تَقِيَّةً، فَإِنِّي لَا أَتَّقِيكُمْ فِي أَنْ أَقُولَ إِنِّي إِمَامٌ، فَكَيْفَ أَتَّقِيكُم فِي أَنْ

أَدَّعِيَ أَنَّهُ حَيٌّ لَوْ كَانَ حَيّاً.

ابی مسروق سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: مذہب واقفیہ کا ایک گروہ امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس گروہ میں علی بن ابی حمزہ بطائنی، محمد بن اسحاق بن عمار، حسن بن مہران اور حسن بن ابی سعید مکاری تھے۔ علی بن ابی حمزہ نے آنحضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ کے وجودِ مبارک پر قربان جاؤں، ہمیں اپنے والد گرامی کے بارے میں بتایئے کہ ان کی حالت کیسی ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ بزرگوار رحلت کر گئے ہیں۔

اس نے عرض کیا: انھوں نے عہدۂ امامت کس کے سپرد کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے حوالے کیا ہے۔

اس نے عرض کیا: آپؑ وہ بات کر رہے ہیں کہ جس کا آپؑ کے آباء واجداد علی بن ابی طالب علیہ السلام سے لے کر کسی نے بھی ایسا دعویٰ نہیں کیا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: لیکن ان سے بہتر و افضل نے ایسا فرمایا ہے۔

اس نے عرض کیا: کیا آپؑ اپنے بارے میں ان سے خوف زدہ نہیں ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں ان سے ڈرتا تو ان کی مدد کرتا، بے شک ابولہب، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آنحضرتؐ کو ڈرایا دھمکایا۔

رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا: اگر تمھاری طرف سے مجھے کوئی خراش تک بھی آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ یہ پیغمبر اکرمؐ کی پہلی نشانی تھی جو وہ اپنی نبوت کے لیے لائے تھے اور یہ تمہارے لیے امامت کی ایسی پہلی علامت ہے جو میں اپنے لیے لایا ہوں کہ اگر ہارون کی طرف سے مجھے خراش تک آئے تو میں جھوٹا ہوں۔

حسن بن مہران نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اگر آپؑ اپنی اس بات کا اظہار کرتے ہیں تو جو کچھ ہم چاہتے ہیں، وہ ہمیں حاصل ہے۔ اس مقام پر امام علیہ السلام

نے فرمایا: تمہارا ارادہ کیا ہے؟ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں ہارونؑ کے پاس جاؤں اور اسے کہوں کہ میں امامؑ ہوں اور تم کچھ بھی نہیں ہو؟! جب کہ رسولؐ خدا کا عمل ابتدا میں ایسا نہیں تھا بلکہ اُنھوں نے اس بات کا اظہار پہلے اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور قابلِ اعتماد لوگوں کے سامنے کیا۔ پس انھوں نے اس مطلب کا اظہار کر کے انھیں مخصوص کیا نہ کہ لوگوں کو بتایا حالانکہ تمہارا عقیدہ ہے کہ میرے آباء و اجداد جو مجھ سے پہلے تھے، وہ امام تھے اور وہ اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ تقیہ علی بن موسیٰ رضاؑ کو روکتا ہے کہ وہ یہ بتائیں کہ ان کے باپ زندہ ہیں۔ کیونکہ میں تم لوگوں سے اس چیز میں تقیہ نہیں کرتا ہوں کہ میں کہوں، میں امام ہوں۔ پس اگر وہ زندہ ہیں تو میں اس دعویٰ میں کیسے تقیہ کروں کہ وہ زندہ ہیں؟ (عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۲۱۴)

حضرت امام رضاؑ سے امامت کے بارے میں سوال

عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِسْحَاقَ شَعِرٍ وَكَانَ مِنْ أَدْفَعِ النَّاسِ لِهَذَا الْأَمْرِ قَالَ: خَاصَمَنِي مَرَّةً أَخِي مُحَمَّدٌ وَكَانَ مُسْتَوِياً قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: لَمَّا طَالَ الْكَلَامُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِنْ كَانَ صَاحِبُكَ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِي تَقُولُ، فَاسْأَلْهُ أَنْ يَدْعُوَ اللَّهَ لِي حَتَّى أَرْجِعَ إِلَى قَوْلِكُمْ.

قَالَ: قَالَ: لِي مُحَمَّدٌ: فَدَخَلْتُ عَلَى الرِّضَاؑ فَقُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ لِي أَخاً وَهُوَ أَسَنُّ مِنِّي وَهُوَ يَقُولُ بِحَيَاةِ أَبِيكَ وَأَنَا كَثِيراً مَا أُنَاظِرُهُ، فَقَالَ لِي يَوْماً مِنَ الْأَيَّامِ: سَلْ صَاحِبَكَ إِنْ كَانَ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِي ذَكَرْتَ أَنْ يَدْعُوَ اللَّهَ لِي حَتَّى أَصِيرَ إِلَى قَوْلِكُمْ فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ تَدْعُوَ اللَّهَ لَهُ.

قَالَ: فَالْتَفَتَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام نَحْوَ الْقِبْلَةِ، فَذَكَرَ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَذْكُرَ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ خُذْ بِسَمْعِهِ وَبَصَرِهِ وَمَجَامِعِ قَلْبِهِ حَتّٰى تَرُدَّهُ إِلَى الْحَقِّ، قَالَ كَانَ يَقُولُ هٰذَا وَهُوَ رَافِعٌ يَدَهُ الْيُمْنٰى.

قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ أَخْبَرَنِي بِمَا كَانَ فَوَاللّٰهِ مَا لَبِثْتُ إِلَّا يَسِيراً حَتّٰى قُلْتُ بِالْحَقِّ.

یزید بن اسحاق جو کہ مذہب واقفیہ کا سخت ترین دفاع کرنے والا تھا، کہتا ہے: ایک دن میرا اپنے بھائی محمد سے جھگڑا ہوگیا، وہ امامت رضویہ کا قائل تھا، ہمارے درمیان تو تکار ہوگئی۔ آخرکار میں نے اس سے کہا: اگر علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام حقیقت میں امامؑ ہیں تو ان سے درخواست کرو کہ وہ دعا کریں تاکہ میں تمہارا مذہب قبول کرلوں۔

محمد نے مجھ سے کہا: میں جناب امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، میرا ایک بھائی ہے، جو مجھ سے بڑا ہے وہ معتقد ہے کہ آپؑ کے والد گرامی زندہ ہیں، میں اس کے ساتھ بہت زیادہ مناظرہ کرتا ہوں۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا: اگر تمہارے امامؑ حق ہیں تو ان سے درخواست کرو کہ وہ میرے لیے دعا کریں کہ میں تمہارے مذہب پر آجاؤں، میں پسند کرتا ہوں کہ آپؑ اس کے لیے خدا سے دعا کریں۔

امام علیہ السلام نے قبلہ رُو ہو کر اس کے لیے دعا کرنا شروع کی اور فرمایا: خدایا! اس کے کان، آنکھ اور دل لے لے اور اس کی حقیقت کی طرف راہنمائی فرما۔

امام علیہ السلام نے جب اس کے لیے یہ دعا کی تو آپؑ اپنا دایاں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے ہوئے تھے۔ جس وقت میرا بھائی حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت سے

واپس ہوا تو اس نے کہا: خدا کی قسم! کوئی زیادہ دیر نہیں گزری کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی امامت اور مذہب حق کا معتقد ہوگیا۔ (بحارالانوار، ج ۶۷، ص ۳۳۴)

آپؑ کیسے امامؑ ہیں جب کہ آپؑ کا کوئی بیٹا نہیں ہے!

عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ يَسارٍ قَالَ: كَتَبَ ابْنُ قِيَامَا إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام كِتَاباً يَقُولُ فِيهِ: كَيْفَ تَكُونُ إِمَاماً وَلَيْسَ لَكَ وَلَدٌ؟

فَأَجَابَهُ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام : وَمَا عِلْمُكَ أَنَّهُ لَا يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَاللهِ لَا تَمْضِي الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي حَتَّى يَرْزُقَنِيَ اللهُ ذَكَراً يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ.

حسین بن یسار روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: ابن قیاما واسطی نے امام رضا علیہ السلام کے نام ایک خط بھیجا، جس میں یوں تحریر تھا کہ آپؑ کیسے امام ہیں جب کہ آپؑ کا کوئی بیٹا نہیں ہے؟

جناب امام رضا علیہ السلام نے جواب دیا: تمھیں کہاں سے معلوم ہوا ہے کہ میرا کوئی بیٹا نہیں ہے؟ خدا کی قسم! یہ روز و شب نہیں گزریں گے (یعنی میری عمر ختم نہیں ہوگی) مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسا بیٹا عطا کرے گا جو حق و باطل کے درمیان جدائی کرے گا۔

(ارشاد، ج ۲، ص ۲۷۷)

امام رضا علیہ السلام کی امامت پر کیا دلیل ہے؟

قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ شُعَيْبٍ: كُنْتُ جَالِساً فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَإِلَى جَانِبِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، فَحَادَثْتُهُ مَلِيًّا وَسَأَلَنِي مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟

فَأَخْبَرْتُهُ: أَنِّي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ.

قُلْتُ لَهُ: فَمَنْ أَنْتَ؟

قَالَ: مَوْلَى لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَاؑ.

فَقُلْتُ لَهُ: لِي إِلَيْكَ حَاجَةٌ.

قَالَ وَمَا هِيَ؟

قُلْتُ: تُوصِلُ إِلَيْهِ رُقْعَةً؟

قَالَ: نَعَمْ، إِذَا شِئْتَ فَخَرَجْتُ وَأَخَذْتُ قِرْطَاساً وَكَتَبْتُ فِيهِ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ مِنْ آبَائِكَ كَانَ يُخْبِرُنَا بِأَشْيَاءَ فِيهَا دَلَالَاتٌ وَبَرَاهِينُ وَقَدْ أَحْبَبْتُ أَنْ تُخْبِرَنِي بِاسْمِي وَاسْمِ أَبِي وَوُلْدِي، قَالَ: ثُمَّ خَتَمْتُ الْكِتَابَ وَدَفَعْتُهُ إِلَيْهِ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَانِي بِكِتَابٍ مَخْتُومٍ، فَفَضَضْتُهُ وَقَرَأْتُهُ، فَإِذَا فِي أَسْفَلَ مِنَ الْكِتَابِ بِخَطٍّ رَدِيٍّ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَاإِبْرَاهِيمُ إِنَّ مِنْ آبَائِكَ شُعَيْباً وَصَالِحاً وَ إِنَّ مِنْ أَبْنَائِكَ مُحَمَّداً وَعَلِيّاً وَفُلَانَةَ وَفُلَانَةَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ أَسْمَاءَ لَا نَعْرِفُهَا.

قَالَ: فَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْمَجْلِسِ: اعْلَمْ أَنَّهُ كَمَا صَدَقَكَ فِي غَيْرِهَا فَقَدْ صَدَقَكَ فِيهَا فَابْحَثْ عَنْهَا.

ابراہیم بن شعیب کہتے ہیں: میں مسجد نبویؐ میں بیٹھا تھا اور میرے قریب مدینہ کا ایک شخص بیٹھا ہوا تھا، ہم کچھ عرصہ تک آپس میں گفتگو کرتے رہے، اس نے مجھ سے پوچھا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟

میں نے کہا: میں عراق کا رہنے والا ہوں۔

میں نے کہا: تم کون ہو؟

اس نے کہا: میں امام رضاؑ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔

میں نے کہا: میری آپ سے ایک درخواست ہے۔

اس نے کہا: کیا کام ہے؟

میں نے کہا: میرا ایک خط اُن کی خدمت میں پہنچاؤ گے؟

اس نے کہا: ہاں، جس وقت تم چاہو۔ میں باہر گیا، ایک کاغذ لیا اور اس پر لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپؑ سے پہلے آپؑ کے آباء و اجداد گرامی غیب کی خبریں دیتے تھے کہ جوان کی امامت پر دلیل تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے لیے میرے، میرے باپ اور بیٹوں کے نام لکھیں۔ یہ لکھنے کے بعد خط کو بند کر کے اس کے سپرد کیا۔

وہ غلامِ رضاؑ اگلے دن سر بہ مہر ایک خط لے کر آیا۔ میں نے اسے کھول کر پڑھا، تو اس خط میں یہ تحریر تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اے ابراہیم! تمہارے باپ دادا شعیب اور صالح ہیں اور تمہارے بیٹے محمد، علی ہیں اور بیٹیاں فلاں فلاں نام کی ہیں۔ انھوں نے کچھ اسماء کا اضافہ فرمایا تھا کہ میں انھیں نہیں جانتا تھا۔ وہاں پر موجود لوگوں میں سے ایک نے کہا: جس طرح سے ان کی بات ان کے بارے میں درست ہے اسی طرح باقی موارد میں بھی ٹھیک ہے، تم جستجو کرو اور دیکھو کہ کیسے ہے۔ (بحارالانوار، ج ۴۹، ص ۶۸)

ایک واقفی مذہب کا سوال

قَالَ البَزَنطي: كُنتُ مِنَ الواقِفَة وَأشُكُ فِيْ الرِضَاؑ،

فَكَتَبتُ اِلَيهِ أسأَلُهُ عَنِ أشياءَ وَنَسِيتُ أَهمَها.

فَجاءَ جَوابُهَا وَفِي آخِرِهِ، اِنَكَ نَسِيتَ الأَهم، فَاستَبصَرت

وَقُلت: أشتهي أن أخلوبكَ يَامَولَايَ، فَبَعَثَ إلى مَركُوباً، فَدَخَلت فَحدثني مِنَ اللَيل طَويلاً وَأملى عَلى علوماً، ثُم قَالَ لِغلامِهِ: هَاتِ ثِيَابِي الَّتِي أَنَامُ فِيهَا لِيَنَامَ البَزَنطي فِيهَا فَقُلتُ فِي نَفسِي: لَيسَ أحد أحسنُ حَالاً مِني.

وَكَانَ قَد إتكأ عَلى يَديه لِيَنهض، فَجَلَس وَقَالَ: لَا تَفخَر عَلى أصحابكَ بِذَلِكَ.

بزنطی کہتے ہیں: میں واقفی مذہب سے تھا اور مجھے امام رضا علیہ السلام کی امامت میں شک تھا، لہٰذا میں نے ان کے نام ایک خط لکھا جس میں کچھ سوالات کیے، لیکن اہم ترین سوال لکھنا بھول گیا۔ جس وقت ان کے جوابات آئے (تو میں نے دیکھا) کہ اس خط کے آخر میں (یوں لکھا ہوا تھا) تم اہم ترین سوال لکھنا بھول گئے ہو۔

مجھے ایک دم یاد آیا (اور ان کے نام پیغام بھیجا) اے میرے آقا و مولا! میں چاہتا ہوں کہ تنہائی میں آپؑ سے ملاقات کروں۔ امام علیہ السلام نے میرے لیے سواری بھیجی (میں اس پر سوار ہو کر) ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے رات دیر تک میرے ساتھ گفتگو فرمائی اور مجھے کچھ علوم املا کرائے، پھر اپنے غلام سے فرمایا: میں جس لباس میں سوتا ہوں وہ بزنطی کو دے دو کہ وہ اس میں سوئے۔

بزنطی کہتے ہیں: میں نے اپنے آپ سے کہا: کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جو مجھ سے خوش قسمت ہو، اس وقت وہ تکیہ پر ہاتھ رکھ کر اُٹھنے لگے تھے کہ بیٹھ گئے اور فرمایا: اس واقعہ کی وجہ سے اپنے بھائیوں پر فخر و مباہات مت کرنا۔

حضرت امام رضاؑ کی امامت سے متعلق سوالات

عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: كَتَبَ الْحُسَيْنُ بْنُ مِهْرَانَ

إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَاؑ كِتَاباً قَالَ: فَكَانَ يَمْشِي شَاكّاً فِي وُقُوفِهِ، قَالَ: فَكَتَبَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ يَأْمُرُهُ وَيَنْهَاهُ.

فَأَجَابَهُ أَبُو الْحَسَنِ بِجَوَابٍ وَبَعَثَ بِهِ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَنَسَخُوهُ وَرَدُّوا إِلَيْهِ لِئَلَّا يَسْتُرَهُ حُسَيْنُ بْنُ مِهْرَانَ وَكَذَلِكَ كَانَ يَفْعَلُ إِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ فَأَحَبَّ سَتْرَ الْكِتَابِ، فَهَذِهِ نُسْخَةُ الْكِتَابِ الَّذِي أَجَابَهُ بِهِ:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ، عَافَانَا اللَّهُ وَ إِيَّاكَ ، جَاءَنِي كِتَابُكَ تَذْكُرُ فِيهِ الرَّجُلَ الَّذِي عَلَيْهِ الْجِنَايَةُ وَالْعَيْنُ وَتَقُولُ أَخَذْتَهُ وَتَذْكُرُ مَا تَلَقَّانِي بِهِ وَتَبْعَثُ إِلَيَّ بِغَيْرِهِ، فَاحْتَجَجْتَ فِيهِ، فَأَكْثَرْتَ وَعِبْتَ عَلَيْهِ أَمْراً وَأَرَدْتَ الدُّخُولَ فِي مِثْلِهِ، تَقُولُ: إِنَّهُ عَمِلَ فِي أَمْرِي بِعَقْلِهِ وَحِيلَتِهِ، نَظَراً مِنْهُ لِنَفْسِهِ وَ إِرَادَةَ أَنْ تَمِيلَ إِلَيْهِ قُلُوبُ النَّاسِ لِيَكُونَ مِثْلَهُ الْأَمْرُ بِيَدِهِ وَلَيْتَهُ يَعْمَلُ فِيهِ بِرَأْيِهِ وَيَزْعُمُ أَنِّي طَاوَعْتُهُ فِيمَا أَشَارَ بِهِ عَلَيَّ وَهَذَا أَنْتَ تُشِيرُ عَلَيَّ فِيمَا يَسْتَقِيمُ عِنْدَكَ فِي الْعَقْلِ وَالْحِيلَةِ بَعْدَكَ لَا يَسْتَقِيمُ الْأَمْرُ إِلَّا بِأَحَدِ أَمْرَيْنِ إِمَّا قَبِلْتَ الْأَمْرَ عَلَى مَا كَانَ يَكُونُ عَلَيْهِ وَ إِمَّا أَعْطَيْتَ الْقَوْمَ مَا طَلَبُوا وَقَطَعْتَ عَلَيْهِمْ، وَ إِلَّا فَالْأَمْرُ عِنْدَنَا مُعْوَجٌّ وَالنَّاسُ غَيْرُ مُسَلِّمِينَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ مِنْ مَالٍ وَذَاهِبُونَ بِهِ ، فَالْأَمْرُ لَيْسَ بِعَقْلِكَ وَلَا بِحِيلَتِكَ يَكُونُ وَلَا تَفْعَلِ الَّذِي نَحَلْتَهُ

بِالرَّأيِ وَالْمَشُورَةِ وَلٰكِنَّ الْأَمْرَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ يَفْعَلُ فِي خَلْقِهِ مَايَشَاءُ مَنْ يَهْدِي اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ، فَلَا هَادِيَ لَهُ وَلَنْ تَجِدَ لَهُ مُرْشِداً.

فَقُلْتُ: وَاعْمَلْ فِي أَمْرِهِمْ وَاحْتَلْ فِيهِ، فَكَيْفَ لَكَ بِالْحِيلَةِ وَاللّٰهُ يَقُولُ: ﴿وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَمُوتُ ۚ بَلَىٰ وَعْداً عَلَيْهِ حَقًّا﴾ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ إِلَى قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُمْ مُقْتَرِفُونَ﴾.

فَلَوْ تُجِيبُهُم فِيمَا سَأَلُوا عَنْهُ اسْتَقَامُوا وَأَسْلَمُوا وَقَدْ كَانَ مِنِّي مَا أَنْكَرْتَ وَأَنْكَرُوا مِنْ بَعْدِي وَمُدَّلِي بَقَائِي وَمَا كَانَ ذٰلِكَ إِلَّا رَجَاءَ الْإِصْلَاحِ لِقَوْلِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام.

وَاقْتَرِبُوا وَاقْتَرِبُوا وَسَلُوا وَسَلُوا، فَإِنَّ الْعَلِيمَ يُفِيضُ فَيْضاً وَجَعَلَ يَمْسَحُ بَطْنَهُ وَيَقُولُ مَامُلِيَ طَعَاماً وَلٰكِنْ مَلَأْتُهُ عِلْماً وَاللّٰهِ مَا آيَةٌ أُنْزِلَتْ فِي بَرٍّ وَلَا بَحْرٍ وَلَا سَهْلٍ وَلَاجَبَلٍ، إِلَّا أَنِّي أَعْلَمُهَا وَأَعْلَمُ فِيمَنْ نَزَلَتْ وَقَوْلُ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام إِلَى اللّٰهِ أَشْكُو أَهْلَ الْمَدِينَةِ إِنَّمَا أَنَا فِيهِمْ كَالشَّعَرِ أَنْتَقِلُ يُرِيدُونَنِي أَلَّا أَقُولَ الْحَقَّ وَاللّٰهِ لَا أَزَالُ أَقُولُ الْحَقَّ حَتّٰى أَمُوتَ، فَلَمَّا قُلْتُ حَقّاً أُرِيدُ بِهِ حَقْنَ دِمَائِكُمْ وَجَمْعَ أَمْرِكُمْ عَلَى مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ أَنْ يَكُونَ سِرُّكُمْ مَكْتُوماً عِنْدَكُمْ غَيْرَ فَاشٍ فِي غَيْرِكُمْ

وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سِرًّا أَسَرَّهُ اللّٰهُ تَعَالَى إِلَى جَبْرَئِيلَ وَأَسَرَّهُ جَبْرَئِيلُ إِلَى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَأَسَرَّهُ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِلَى عَلِيٍّ وَأَسَرَّهُ عَلِيٌّ إِلَى مَنْ شَاءَ ثُمَّ قَالَ:

قَالَ: أَبُو جَعْفَرٍ، ثُمَّ أَنْتُمْ تَحَدَّثُونَ بِهِ فِي الطَّرِيقِ، فَأَرَدْتُ حَيْثُ مَضَى صَاحِبُكُمْ أَنْ أَلُفَّ أَمْرَكُمْ عَلَيْكُمْ لِئَلَّا تَضَعُوهُ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ وَلَا تَسْأَلُوا عَنْهُ غَيْرَ أَهْلِهِ، فَيَكُونُ فِي مَسْأَلَتِكُمْ إِيَّاهُمْ هَلَاكُكُمْ، فَلَمَّا دَعَا إِلَى نَفْسِهِ وَلَمْ يَكُنْ دَاخِلَهُ، ثُمَّ قُلْتُمْ: لَابُدَّ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ مِنْهُ يَثْبُتُ عَلَى ذٰلِكَ وَلَا يَتَحَوَّلُ عَنْهُ إِلَى غَيْرِهِ،

قُلْتُ: لِأَنَّهُ كَانَ لَهُ مِنَ التَّقِيَّةِ وَالْكَفِّ أَوْلَى وَأَمَّا إِذَا تَكَلَّمَ، فَقَدْ لَزِمَهُ الْجَوَابُ فِيمَا يَسْأَلُ عَنْهُ وَصَارَ الَّذِي كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّكُمْ تَدَّعُونَ بِهِ، فَإِنَّ الْأَمْرَ مَرْدُودٌ إِلَى غَيْرِكُمْ.

وَإِنَّ الْفَرْضَ عَلَيْكُمْ اتِّبَاعُهُمْ فِيهِ إِلَيْكُمْ، فَصَيَّرْتُمْ مَا اسْتَقَامَ فِي عُقُولِكُمْ وَآرَائِكُمْ وَصَحَّ بِهِ الْقِيَاسُ عِنْدَكُمْ بِذٰلِكَ لَازِمًا زَعَمْتُمْ مِنْ أَنْ لَا يَصِحَّ أَمْرُنَا زَعَمْتُمْ حَتَّى يَكُونَ ذٰلِكَ عَلَيَّ لَكُمْ.

فَإِنْ قُلْتُمْ: لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ لِصَاحِبِكُمْ، فَصَارَ الْأَمْرُ أَنْ وَقَعَ إِلَيْكُمْ نَبَذْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ، فَلَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ وَمَا كَانَ بُدٌّ مِنْ أَنْ تَكُونُوا كَمَا كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَدْ أُخْبِرْتُمْ أَنَّهَا

السُّنَنُ وَالْأَمْثَالُ الْقُذَّةُ بِالْقُذَّةِ وَمَا كَانَ يَكُونُ مَا طَلَبْتُمْ مِنَ الْكَفِّ أَوَّلاً وَمِنَ الْجَوَابِ آخِراً شِفَاءً لِصُدُورِكُمْ وَلَاذِهَابِ شَكِّكُمْ وَقَدْ كَانَ بُدٌّ مِنْ أَنْ يَكُونَ مَا قَدْ كَانَ مِنْكُمْ وَلَا يَذْهَبُ عَنْ قُلُوبِكُمْ حَتَّى يُذْهِبَهُ اللهُ عَنْكُمْ وَلَوْ قَدِرَ النَّاسُ كُلُّهُمْ عَلَى أَنْ يُحِبُّونَا وَيَعْرِفُوا حَقَّنَا وَيُسَلِّمُوا لِأَمْرِنَا فَعَلُوا وَلٰكِنَّ اللهَ يَفْعَلُ مَايَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ، فَقَدْ أَجَبْتُكَ فِي مَسَائِلَ كَثِيرَةٍ، فَانْظُرْ أَنْتَ وَمَنْ أَرَادَ الْمَسَائِلَ مِنْهَا وَتَدَبَّرْهَا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْمَسَائِلِ شِفَاءٌ، فَقَدْ مَضَى إِلَيْكُمْ مِنِّي مَا فِيهِ حُجَّةٌ وَمُعْتَبَرٌ وَكَثْرَةُ الْمَسَائِلِ مُعْتَبَةٌ عِنْدَنَا مَكْرُوهَةٌ إِنَّمَا يُرِيدُ أَصْحَابُ الْمَسَائِلِ الْمِحْنَةَ لِيَجِدُوا سَبِيلًا إِلَى الشُّبْهَةِ وَالضَّلَالَةِ وَمَنْ أَرَادَ لَبْساً لَبِسَ اللهُ عَلَيْهِ وَوَكَلَهُ إِلَى نَفْسِهِ وَلَا تَرَى أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ إِنِّي أَجَبْتُ بِذٰلِكَ وَإِنْ شِئْتُ صَمَتُّ، فَذَاكَ، إِلَيَّ لَامَا تَقُولُهُ أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ لَا تَدْرُونَ كَذَا وَكَذَا، بَلْ لَابُدَّ مِنْ ذٰلِكَ إِذْ نَحْنُ مِنْهُ عَلَى يَقِينٍ وَأَنْتُمْ مِنْهُ فِي شَكٍّ.

احمد بن محمد سے روایت ہے کہ حسین بن مہران نے حضرت امام رضاؑ کے نام ایک خط لکھا، وہ واقفی مذہب کا پیرو اور اپنے اعتقادات میں مشکوک تھا، اس نے اپنے خط میں امام رضاؑ کو لکھا کہ یوں کرو اور یوں نہ کرو۔

امام رضاؑ نے اس کے جواب میں ایک خط لکھا۔ انھوں نے سب سے پہلے اس خط کا ایک نسخہ اصحاب کے پاس بھیجا تا کہ نسخہ برداری کریں، کہیں ایسا نہ ہو کہ حسین

بن مہران خط کا جواب چھپا دے۔ اس نے ایسا ہی کیا، جب اس سے کسی شے کے بارے میں سوال کیا جاتا تو وہ اس خط کو چھپانا پسند کرتا۔ امام علیہ السلام نے جو خط لکھا وہ کچھ یوں ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ مجھے اور تجھے صحت و سلامتی عطا کرے، تمہارا خط ملا ہے کہ جس میں تم نے اس شخص کا ذکر کیا ہے کہ جس پر ظلم ہوا اور اسے نقصان پہنچا ہے۔ تم نے اس خط میں لکھا ہے کہ اسے پکڑا ہوا ہے اور مجھے یاد دہانی کرائی ہے کہ میرے ساتھ کیسا سلوک کرو گے، اُسے اور دوسروں کو میرے پاس بھیجتے ہو۔ تم نے بہت سے استدلال کیے تھے مگر تم اندھے ہو گئے اور تمہارا ارادہ بھی اسی کام میں داخل ہونے کا ہے۔

تم نے کہا: اس نے میرے بارے میں اپنے نظریہ اور عقیدہ کے مطابق اپنے فائدہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے عمل کیا ہے، وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی طرف مائل ہوں تاکہ تمام اُمور اس کے ہاتھ میں ہوں، وہ جس طرح سے چاہتا ہے عمل کرے۔ اس نے خیال کیا ہے کہ میں اس چیز میں اس کے ساتھ اتفاق کرلوں جس کا اس نے میری طرف اشارہ کیا ہے۔ تم بھی مجھے اپنے نظریہ کی جانب راہنمائی کرتے ہو کہ تمہارے ساتھ کیسا سلوک کروں۔

یہ معاملہ دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں حل ہو سکتا ہے، یعنی جس طرح سے ہے، اسے قبول کرلوں یا جو کچھ وہ چاہتے ہیں، انھیں دے دوں اور معاملہ ختم کردے ورنہ میرے نزدیک یہ کام درست نہیں ہے۔ لوگوں کے پاس جو اموال ہیں وہ سپرد نہیں کریں گے، اور وہ اسے لے جائیں گے، یہ کام تمہاری عقل و نظر سے درست نہیں ہوگا اور تم نے جو کچھ انھیں دیا ہے، اس کے بارے میں رائے اور مشورے سے کام نہ لو، کیونکہ یہ کام خدائے وحدہٗ لاشریک کے ہاتھ میں ہے کہ وہ اپنی مخلوق کے

بارے میں جو چاہتا ہے، انجام دیتا ہے، جس کی اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے، اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے، اور ہر وہ شخص جسے گمراہ کرتا ہے اس کے لیے کوئی ہادی ہے نہ راہنما۔

تم نے کہا ہے کہ ان کے ساتھ حیلہ بازی سے کام لو، تم کیسے حیلہ بازی سے کام لے سکتے ہو جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ان لوگوں نے واقعی اللہ کی قسم کھائی تھی کہ اللہ مرنے والوں کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا ہے حالانکہ اس کا وعدہ برحق ہے"۔ (سورۂ نحل، آیہ ۳۸)

اگر تم ان کا نظریہ قبول کر لو تو وہ سیدھے راستے پر آ جائیں گے اور تسلیم کر لیں گے لیکن میں نے ان کے بارے میں ایسا کام انجام دیا ہے کہ نہ تم نے قبول کیا ہے اور نہ انھوں نے تسلیم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری زندگی کو تسلسل بخشا اور میں نے یہ کام بہتری کے لیے انجام دیا ہے۔ چونکہ امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان ہے: قریب ہوں، پوچھیں، عقل مند شخص فائدہ پہنچاتا ہے اور بہرہ مند کرتا ہے۔ انھوں نے اپنا ہاتھ اپنے پیٹ پر پھیرا اور فرمایا: میں نے یہ پیٹ طعام سے نہیں بھرا بلکہ علم سے لبریز ہے۔ خدا کی قسم! بحر و بر اور کوہ و بیابان میں کوئی ایسی آیت نازل نہیں ہوئی ہے مگر یہ کہ میں اس سے متعلق جانتا ہوں کہ وہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام کا ارشاد کہ انھوں نے فرمایا: میں اہلِ مدینہ کی خدا سے شکایت کرتا ہوں کہ میں ان کے درمیان جسم کے اس بال کے مانند ہوں جو کاٹا جاتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ میں زبانِ حق نہ کھولوں۔ خدا کی قسم! میں جب تک زندہ ہوں حق بیان کروں گا۔ جب میں حقیقت بیان کروں تو اسے میرا ارادہ آپ کے خون کی حفاظت اور آپ لوگوں کے اجتماعات کو باقی رکھنا ہے تاکہ ہمارے اسرار دوسروں کے ہاتھ نہ لگیں۔ بے شک رسولؐ خدا کا فرمان ہے: کوئی راز ہے، جو اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کے سپرد کیا۔ جبرئیلؑ نے محمدؐ کو اور محمدؐ نے علیؑ کو اور علیؑ نے ہر اس کو دیا ہے جو لینا

چاہتا ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے:

پھر تم اس کلام کے بارے میں کوچہ و بازار میں باہم گفتگو کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی شہادت کے بعد تمہارا گروہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہو۔ نااہل کی پناہ مت لو، اپنے سوالات امام کے سوا کسی اور سے مت کرو کہ وہ تمہاری نابودی و بربادی کا سبب بنے۔ اُنھوں نے کس حد تک لوگوں کو اپنی پیروی کی دعوت دی ہے حالانکہ ان کے اندر یہ لیاقت اور شائستگی نہ تھی۔

پھر تم نے کہا: اگر یہ موسیٰ بن جعفرؑ کی جانب سے معین ہوتا تو ضروری تھا کہ یہ ثابت ہوتا اور یہ کام کسی دوسرے کے سپرد نہ ہوتا۔ میں نے جواب میں کہا کہ تقیہ کرنا ان پر فرض تھا، لیکن جب اس سے پوچھتے ہیں تو جواب دینا ضروری ہو جاتا ہے۔ کوئی ایسا واقعہ پیش آیا کہ تم خیال کرتے ہو کہ وہ اس بارے میں تمہاری سرزنش کرتے ہیں، جبکہ امر آپ کے غیر کے سپرد ہوا ہے۔

تمہارے اُوپر لازم ہے کہ ان کی پیروی کرو جو کچھ تمہاری عقل و فکر میں آئے اسی کو پیش نظر رکھو، کیونکہ تم نے یہ خیال کیا کہ ہمارا کام درست نہیں ہوگا اور اگر تم یہ کہو کہ ایسا نہیں ہے اور کام تمہارے سپرد کیا گیا ہے تو تم نے اپنے پروردگار کے حکم کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ میں ہرگز تمہاری پیروی نہیں کروں گا کیونکہ گمراہ ہو جاؤں گا۔

اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔ ضروری ہے کہ تم بھی پہلے لوگوں کے مانند کسی فرق کے بغیر انھی حوادث سے دوچار ہو جاؤ اور جو کچھ تم نے دیکھا کہ درجۂ اوّل میں تفریح اور درجۂ دوم میں جواب سے روکا گیا ہے۔ یہ تمہارے دلوں کی شفا اور تمہارے شک کو برطرف کرنے کے لیے ہے اور یہ مسائل ایسے نہیں ہیں جو تمہارے دل سے صاف ہوں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ اگر تمام لوگ اس پر قدرت رکھتے ہوں کہ ہم سے محبت کریں، ہمارے حق کو پہچانیں اور ہمارے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں اور وہ

ایسا کریں، لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے اور جو کوئی بھی مائل ہو اس کی ہدایت کرتا ہے۔ اگر اس گفت وشنید میں تمہارے لیے کوئی فائدہ ہو۔ میں نے اس سے قبل کافی مقدار میں دلائل اور درس آموز گفتگو تمہارے گوش گزار کی ہے۔

میری نگاہ میں زیادہ سوال کرنا کوئی اچھا کام نہیں ہے اور جو مسلسل سوال کرتے ہیں، ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ کوئی رخنہ تلاش کریں اور کوئی شبہ ظاہر کریں۔ جو بھی شک وشبہ ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہے، خدا اسے اس کے حوالے کر دیتا ہے۔ تم اور تمہارے دوست یہ خیال نہ کریں کہ میں نے تمہارے نظریے کو پسند کیا ہے۔ اگر میں چاہوں تو خاموش رہوں گا۔ یہ مجھ سے مربوط ہے نہ یہ کہ جس کا تم اظہار کرتے ہو۔ تم فلاں فلاں مطلب کو نہیں جانتے ہو کیونکہ ہمیں اس مطلب کے بارے میں یقین ہے اور تم مشکوک ہو۔ (بحار الانوار، ج ۷۸، ص ۳۳۵)

حضرت امام رضاؑ کے بعد امام کون؟

جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّوْفَلِيُّ قَالَ: أَتَيْتُ الرِّضَاؑ وَهُوَ بِقَنْطَرَةِ أَرْبَقَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ جَلَسْتُ وَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، إِنَّ أُنَاساً يَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَاكَ حَيٌّ!

فَقَالَ: كَذَبُوا لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَلَوْ كَانَ حَيّاً مَا قُسِمَ مِيرَاثُهُ وَلَا نُكِحَ نِسَاؤُهُ وَلَكِنَّهُ وَاللَّهِ ذَاقَ الْمَوْتَ، كَمَا ذَاقَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍؑ.

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: مَا تَأْمُرُنِي؟

قَالَ: عَلَيْكَ بِابْنِي مُحَمَّدٍ مِنْ بَعْدِي وَأَمَّا أَنَا، فَإِنِّي ذَاهِبٌ فِي وَجْهِ الْأَرْضِ، لَا أَرْجِعُ مِنْهُ، قَبْرٌ بِطُوسَ وَقَبْرَانِ بِبَغْدَادَ.

قَالَ: قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، قَدْ عَرَفْنَا وَاحِداً، فَمَا الثَّانِي؟
قَالَ: سَتَعْرِفُونَهُ، ثُمَّ قَالَؑ: قَبْرِي وَقَبْرُ هَارُونَ الرَّشِيدِ هٰكَذَا وَضَمَّ بِإِصْبَعَيْهِ.

جعفر بن نوفلی سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں پل اریق پر حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ اس کے بعد بیٹھ کر عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں، کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ آپؑ کے والد بزرگوار زندہ ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: وہ جھوٹ بولتے ہیں، خدا ان پر لعنت کرے، اگر وہ زندہ ہوتے تو ان کی میراث تقسیم نہ ہوتی، ان کی بیویاں اور شادیاں نہ کرتیں، خدا کی قسم! انھوں نے موت کا ذائقہ اسی طرح چکھا ہے جس طرح علی بن ابی طالبؑ نے چکھا ہے۔

وہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: میری ذمہ داری کیا ہے اور آپؑ مجھے کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: تمہارے لیے میرے بعد میرے بیٹے (امام تقیؑ) کی اطاعت ہے۔ میں زمین سے چلا جاؤں گا اور واپس نہیں آؤں گا، ایک قبر طوس میں اور دو قبریں بغداد میں ہوں گی۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں، ان دو میں سے ایک کو جانتا ہوں اور دوسری کس کی ہے؟

امامؑ نے فرمایا: عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ اس کے بعد فرمایا: میری اور ہارون کی قبر یوں ہے اور اپنی دونوں انگلیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملایا۔
(عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۲۱۶)

اتنی عمر کے باوجود آپؑ کا بیٹا کیوں نہیں ہے؟

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَاؑ

قَدْ بَلَغْتَ مَا بَلَغْتَ وَلَيْسَ لَكَ وَلَدٌ؟

فَقَالَ: يَاعُقْبَةُ إِنَّ صَاحِبَ هٰذَا الْأَمْرِ لَا يَمُوتُ حَتّٰى يَرَى وَلَدَهُ مِنْ بَعْدِهِ.

عقبہ بن جعفر نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا: آقا! آپؑ کی اتنی زیادہ عمر ہو چکی ہے لیکن آپؑ کا کوئی بیٹا نہیں ہے؟

امامؑ نے فرمایا: مقامِ امامت یہ ہے کہ امام دنیا سے اس وقت تک نہیں جاتا ہے جب تک وہ اپنے بعد اپنے امام بیٹے کو نہ دیکھ لے۔ (بحارالانوار، ج ۲۳، ص ۴۲)

آپؑ کے بعد عہدۂ امامت پر کون ہے؟

عَنِ الْبَزَنْطِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى الرِّضَا عليه السلام بِالْقَادِسِيَّةِ فَقُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ شَيْءٍ وَأَنَا أُجِلُّكَ وَالْخَطْبُ فِيهِ جَلِيلٌ وَ إِنَّمَا أُرِيدُ فَكَاكَ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ فَرَآنِي وَقَدْ دَمَعْتُ؟

فَقَالَ: لَا تَدَعْ شَيْئاً تُرِيدُ أَنْ تَسْأَلَنِي عَنْهُ إِلَّا سَأَلْتَنِي عَنْهُ قُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي سَأَلْتُ أَبَاكَ وَهُوَ نَازِلٌ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ عَنْ خَلِيفَتِهِ مِنْ بَعْدِهِ فَدَلَّنِي عَلَيْكَ وَقَدْ سَأَلْتُكَ مُنْذُ سِنِينَ وَلَيْسَ لَكَ وَلَدٌ عَنِ الْإِمَامَةِ فِيمَنْ تَكُونُ مِنْ بَعْدِكَ؟

فَقُلْتَ: فِي وَلَدِي وَقَدْ وَهَبَ اللّٰهُ لَكَ ابْنَيْنِ فَأَيُّهُمَا عِنْدَكَ بِمَنْزِلَتِكَ الَّتِي كَانَتْ عِنْدَ أَبِيكَ.

فَقَالَ لِي: هٰذَا الَّذِي سَأَلْتَ عَنْهُ لَيْسَ هٰذَا وَقْتَهُ.

فَقُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، قَدْ رَأَيْتَ مَا ابْتُلِينَا بِهِ مِنْ

أَبِيكَ وَلَسْتُ آمَنُ الْأَحْدَاثَ.

فَقَالَ: كَلَّا، إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَوْ كَانَ الَّذِي تَخَافُ كَانَ مِنِّي فِي ذٰلِكَ حُجَّةٌ أَحْتَجُّ بِهَا عَلَيْكَ وَعَلَى غَيْرِكَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِمَامَ الْفَرْضُ عَلَيْهِ وَالْوَاجِبُ مِنَ اللَّهِ إِذَا خَافَ الْفَوْتَ عَلَى نَفْسِهِ أَنْ يَحْتَجَّ فِي الْإِمَامِ مِنْ بَعْدِهِ بِحُجَّةٍ مَعْرُوفَةٍ مُبَيَّنَةٍ، إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْماً بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ﴾ فَطِبْ نَفْساً وَطِيبَ بِأَنْفُسِ أَصْحَابِكَ، فَإِنَّ الْأَمْرَ يَجِيءُ عَلَى غَيْرِ مَا يَحْذَرُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

بزنطی سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا: میں قادسیہ میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں، میں آپؑ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں جب کہ آپؑ کا رُعب وجلال اس سے مانع ہے۔ البتہ یہ سوال بہت اہمیت کا حامل ہے اور میرا ارادہ ہے کہ میں اپنے آپ کو آتشِ جہنم سے نجات دوں۔ پس امامؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے، انھوں نے فرمایا: جو چاہتے ہو، پوچھو۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں، میں نے اسی بارے میں آپؑ کے پدرِ گرامی سے بھی سوال کیا تھا کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہے؟ تو انھوں نے میری رہنمائی آپؑ کے مقامِ امامت کی طرف فرمائی۔ کچھ سال قبل جب کہ آپؑ کا کوئی بیٹا نہیں تھا۔ یہی سوال آپؑ سے کیا تو آپؑ نے فرمایا: میرا ہی بیٹا امام ہوگا۔ اب جبکہ خداوندِ متعال نے آپؑ کو دو بیٹے عطا کیے ہیں، ان میں سے کون سا ایک امام ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جو تم نے سوال کیا ہے، اس کا وقت ابھی نہیں آیا۔

میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، آپؑ نے دیکھا کہ آپؑ کے والد گرامی سے متعلق ہم کن مشکلات سے دوچار ہوئے۔ میں حوادث سے مطمئن نہیں ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، ایسا نہیں ہے جس سے تم خوف زدہ ہو۔ اگر اس کے واقع ہونے کا احتمال ہو تو ضروری ہے کہ میرے پاس کوئی دلیل ہو کہ جس کے ذریعے میں تم یا دوسروں کے سامنے استدلال اور اتمامِ حجت کروں۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اگر امامؑ کو اپنی رحلت کا علم ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ اپنے جانشین کے متعلق لوگوں کو مطلع کرے اور ان پر حجت کو تمام کرے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ''اور اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد اس وقت تک گمراہ قرار نہیں دیتا، جب تک ان پر یہ واضح نہ کردے کہ انھیں کن چیزوں سے پرہیز کرنا ہے''۔ (سورۂ توبہ، آیہ ۱۱۵)

پس تم اور تمہارے دوست آسودہ خاطر رہو، ان شاء اللہ واضح و آشکارا ہو جائے گا اور جو چیز تمہارے خوف اور ڈر کا باعث ہے وہ ہرگز واقع نہیں ہوگی۔

(بحارالانوار، ج ۴۳، ص ۶۸)

اس زمانے کا امام کون؟

عَنِ الْعَبَّاسِ النَّجَاشِيِّ الْاَسَدِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَاعلیہ السلام :
اَنْتَ صَاحِبُ هٰذَا الْاَمْرِ؟
قَالَ: اِيْ وَاللّٰهِ عَلَى الْاِنْسِ وَالْجِنِّ.

عباس نجاشی اسدی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا آپؑ اس زمانے کے امامؑ ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، خدا کی قسم! تمام انسانوں اور جنوں کا امام ہوں۔

(عیون اخبار الرضاؑ، ج ۱، ص ۲۶)

آپؑ ہمارے لیے کوئی حدیث بیان نہ فرمائیں گے؟

عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ رَاهَوَيْهِ قَالَ: لَمَّا وَافَى أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَاؑ نَيْسَابُورَ وَأَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهَا إِلَى الْمَأْمُونِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ فَقَالُوا لَهُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ تَرْحَلُ عَنَّا وَلَا تُحَدِّثُنَا بِحَدِيثٍ، فَنَسْتَفِيدَهُ مِنْكَ؟ وَكَانَ قَدْ قَعَدَ فِي الْعَمَّارِيَّةِ، فَأَطْلَعَ رَأْسَهُ وَقَالَ: سَمِعْتُ أَبِي مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبِي جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبِي مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبِي عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبِي الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبِي أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍؑ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّؐ يَقُولُ: سَمِعْتُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ حِصْنِي فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِي أَمِنَ مِنْ عَذَابِي قَالَ: فَلَمَّا مَرَّتِ الرَّاحِلَةُ نَادَانَا بِشُرُوطِهَا وَأَنَا مِنْ شُرُوطِهَا.

اسحاق بن راہویہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: جب حضرت امام رضاؑ نیشاپور تشریف لائے اور وہاں سے خراسان اور مامون کے پاس جانے کے لیے روانہ ہونے لگے تو اصحابِ حدیث ان کے اردگرد اکٹھے ہوگئے اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ ہمارے یہاں سے تشریف لے جارہے ہیں تو کیا آپؑ ہمارے لیے کوئی حدیث بیان نہیں فرمائیں گے کہ ہم جس سے استفادہ کریں؟

آنحضرت عماری (ہودج) میں تشریف فرما تھے، سر اس سے باہر نکالا اور فرمایا:

میں نے اپنے والد گرامی موسیٰ بن جعفرؑ سے سنا ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد محترم محمد بن علیؑ سے سنا کہ انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد ماجد علی بن حسینؑ سے سنا کہ انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے پدر گرامی حسینؑ بن علیؑ سے سنا کہ انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد گرامی علی بن ابی طالبؑ سے سنا کہ انھوں نے فرمایا: میں نے رسولؐ خدا سے سنا کہ انھوں نے فرمایا: میں نے جبرئیلؑ امین سے سنا کہ انھوں نے کہا: میں نے خداوند عزوجل سے سنا کہ فرمایا: لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے، جو کوئی بھی میرے قلعہ میں داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہے، جب ان کا کارواں تھوڑا سا چلا تو امام علیہ السلام نے رُک کر فرمایا: (البتہ) اس کے (کچھ) شرائط ہیں اور لا الٰہ الا اللہ کے شرائط میں سے ایک میں بھی ہوں۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۱۳۵)

○○○✵○○○

ادارہ منہاج الصالحین لاہور